۷۸۶

کلام نعت

فخر موجودات رحمتِ عالمیان ہمہ دوران
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۹۷۹

موسوم باسم تاریخی

مستانہ نوید کوثر

۱۳۵۲

المعروف بہ

دیوانِ اختر

تراوشِ قلم معجز رقم شاعر شیریں بیان جناب حسین خاں صاحب اختر شاگرد رشید و
تلمیذ عزیز حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب راغب قادری
نقشبندی مجددی برہان پوری مدظلہ العالی

عزیزی پریس آگرہ میں طبع ہوا

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا [redacted] وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝

اے نبی بیشک ہمنے آپکو گواہ اور بشارت سنانیوالا اور ڈرانیوالا [redacted] اکے حکم سے اسکی طرف بلانیوالا اور چراغ روشن کر کے بھیجا

خدا کا ہزار ہزار شکر و احسان کہ اسکی توفیق بے غایت اور فضل بے نہایت سے کلام نعت فخر موجودات رحمت عالمیان تتمہ دور زمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

موسوم باسم تاریخی

مسمّٰی بہ نوید کوثر

١٣٥٢ھ

المعروف بہ

دیوان اختر

تراوش قلم معجز رقم

شاعر شیریں بیان ناظم طلیق اللسان جناب حسین خاں صاحب المتخلص بہ اختر متوطن آملنیر ضلع مشرقی خاندیس
شاگرد رشید و تلمیذ عزیز افصح الفصحا ابلغ البلغا حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب راغب
قادری نقشبندی مجددی برہان پوری مدظلہ العالی

باہتمام منشی محمد حمید اللہ صاحب خلیق راغبی برہانپوری
عزیزی پریس واقع آگرہ میں زیور طبع سے آراستہ ہوکر
نضارت بخش انظار اولی الابصار ہوا

عرضِ حال

حضراتِ ناظرین! بندۂ گنہ گار عصیاں شعار زنہار اس قابل نہ تھا کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نعت گوئی اور مدحت طرازی میں لب کشائی کر سکے کیونکہ وہ ذاتِ اقدس محترم جس کا مداح اور ثنا گر خود رب العالمین ہو۔ بندہ کی کیا مجال ہے کہ ایسی ذاتِ والاشان کی تعریف و توصیف کر سکے۔ دوسرے یہ کہ احقر اہلِ زبان سے بھی نہیں۔ مالک خاندیس کے ایک گمنام شہر ایلچپور کا رہنے والا ہے۔ یہ میری خوش طالعی ہے کہ بدو شعور سے فطرتاً مجھ عصیاں شعار کو حضورؐ کی نعت میں جذباتِ دروں کے اظہار کا شوق روز افزوں رہا رفتہ رفتہ یہ اشتیاق ترقی کرتا گیا۔ مزید برآں مجھے اس فن کی تکمیل کے لئے استاد بھی رفیق و شفیق بقیۃ السلف فخرِ خلف حضرت مولانا راغب برہانپوری مل گئے جن کی شاعری اور خوش کلامی ہندوستان میں محتاجِ تعریف و تعارف نہیں۔ چنانچہ آپ کی حالت پر توجہ فرمائی نے حتی الامکان دقائقِ شاعری اور نکاتِ نعت گوئی سے مجھے واقف کر دیا۔ چنانچہ للہ الحمد کہ بعد شدائد بسیار ایک مختصر دیوان مرتب ہو گیا جو ہدیۂ ناظرین والاتمکین ہے۔

یہ دیوان عرصہ دراز سے استادی مولانا راغب مدظلہ العالی کی اصلاح سے مزین و مرتب ہو کر محفوظ رکھا ہوا تھا۔ میری مالی حالت ہرگز اجازت نہیں دیتی تھی کہ اس کو زیورِ طبع سے آراستہ کراؤں اور اسطرح اپنے جذبات اور عمر بھر کی کاوشوں کا صلہ قارئین کرام سے پاؤں مگر اتفاق حسنہ دیکھیے کہ ایک مرتبہ میرے برادر عزیز آغا خاں صاحب سلمہ المنان نے مجھے متفکر و پریشان پا کر سبب دریافت کیا بعد استماعِ حال و صفائے مقال بشوق تمام اول سے آخر تک دیوان کا مطالعہ فرمایا۔ چونکہ وہ بھی شاعر ہیں اور مولانا راغب موصوف ممدوح سے تلمذ رکھتے ہیں آپ نے اس کو نہایت پسند فرمایا اور اشاعت کا ذمہ لیا یہ

انہیں کی مالی امداد اور ہمت افزائی کا نتیجہ ہے کہ ایسا دشوار کام سرانجام پایا اور برسوں کا مقصد بر آیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔

میری قصیدہ گوئی اور نعت خوانی کے اصلی باعث میری جماعت میلاد خوانی کے حسب ذیل حضرات ہیں:۔

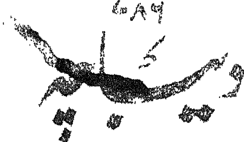
سید قاسم صاحب۔ شیخ دی۔ نور محمد صاحب۔ راج محمد صاحب۔ دلاور خاں صاحب مضطر۔ شیخ ابراہیم صاحب جنبل۔ سلطان خاں صاحب مدرس۔ چاند خاں صاحب ملاجی۔ بابا سیٹھ۔ حیدر خاں پہلوان اور شاہ صاحب سردار شاہ۔

لہٰذا میں صدق دل سے برادر عزیز امام خاں صاحب موصوف اور مذکورہ بالا حضرات نیز ان گرامی قدر اشخاص کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میری گذارش پر تقاریظ اور قطعات تاریخی لکھے خصوصاً حضرت مخدومی و مخدوم الانامی مولانا اختر صاحب رامپوری کا شکریہ ادا کرنا میرا خوشگوار فرض ہے جو میرے دادا استاد ہیں اور جنہوں نے باوجود عدیم الفرصتی کے میری گذارش پر توجہ فرمائی۔ اسی طرح میں اپنے مکرم بھائیوں اور خواجہ تاشوں بالخصوص حضرت آغا و حضرت خلیق کا تہ دل سے شکر گذار ہوں کہ آپ حضرات نے میرے معروضہ کو حسن کر پیرایۂ قبول سے آراستہ فرمایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حسن نیت کی برکت سے میری نعت گوئی کو میری مغفرت کا وسیلہ فرمائے۔

بندۂ گنہگار
حسین خاں اختر
متوطن المینر ضلع مشرقی خاندیس

تاریخ ۲۵ ماہ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ



دیباچہ

از جناب استاذی مدظلہ العالی

الحمد للہ الذی فضل سیدنا محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم علی سائر الانبیاء و المرسلین وجعلہ خاتم النبیین ختم الرسالۃ والنبوۃ واشتہرہ بین الناس للعالمین وبنبہ الدلائل والبراھین احمدہ حمدا یلیق بشانہ واشکرہ شکرا یتباھی بالآئہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی قال اوتیت بجوامع الکلم ای القرآن فصار افصح العرب والعجم ان الذی نطق الناطقون فی نعوتہ ومدائحہ فی کل حین وزمان وعلی آلہ وصحبہ الذین صاروا باتباعہ افضل الخلق واکرم من مشی من ولد آدم ابو البشر علیہ السلام۔

امابعد۔ ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ دیوان افاضت عنوان حداقت نشان کمترین خوشہ چین خرمن ارباب سخن کے تلمیذ والا جاہ محمد حسین خاں ابن محمد خاں اقدس اصغر المنیری کے نتائج افکار گہربار سے ہے۔ جو آپ نے حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نعت پاک میں تحریر و تسوید فرمایا ہے حضور کی تعریف و توصیف میں آج تک صدہا کیا ہزارہا دواوین و رسائل مختلف زبانوں میں شائع ہوئے۔ اور ہوتے رہینگے۔ مگر یہ دیوان جس کا دیباچہ میرے تفویض ہے ایک ایسے اہل سخن کے نتیجہ فکر ہے جس کا مولد و ماوی اردو زبان کا مولد و منشا نہیں بلکہ یہاں کے باشندوں کی اردو مشکل اردو کہی جا سکتی ہے۔ تاہم آپ اس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد دیکھیں گے کہ کیسی پاک اور ستھری زبان میں دور جدید کے محاورات روزمرہ کی رعایت کرتے ہوئے مصنف موصوف اظہار جذبات پر کامیاب ہوئے ہیں اسلئے کہ آپ کے جد اعلیٰ عالیجناب امیر خاں صاحب مرحوم ریاست اندور سے تقریباً ۱۳۴۴ھ میں وارد صوبہ خاندیس ہوئے اور المنیر ضلع مشرقی خاندیس میں اقامت فرمائی آپ میواتی خاندان کے ایک معزز سردار تھے اور تمام اہل خاندان زیور علم و ادب سے آراستہ ہونے

کے سبب آپکو اپنا پیشوا سمجھتے تھے یہ سلسلہ آپکی اولاد میں بھی قائم رہا۔ آپکی شادی خانہ آبادی میواتی گھرانے کے اعلیٰ خاندان میں جناب وزیر خاں تاج کے یہاں ہوئی۔ آپکے والد ماجد کا نام محمد خاں صاحب ہے جنھوں نے آپکو اور آپکے بھائی صاحب مسمی امام خاں کو زمانہ کے موافق اچھی تعلیم دلائی اختر صاحب علوم متعارفہ میں قابل قدر دستگاہ رکھتے ہیں۔ آپکی تقریر و تحریر نہایت شستہ پاکیزہ اور جاذب توجہ ہے۔ آپ نے اردو کی تعلیم قاضی محی الدین صاحب پانی پتی اور قرآن شریف ملا حاجی عبدالرحمن خطیب صاحب سے پڑھا۔ اور فارسی مولانا مولوی حاجی مشتاق احمد صاحب سے حاصل کی اور شاعری میں نیاز مندی سے استفادہ کیا جس کا سلسلہ حضرت میر محمد تقی میر لکھنوی تک پہونچتا ہے۔ اس طرح کہ حسین خاں اختر مصنف دیوان ہذا نے فن سخن میں مجھ سے مشورہ لیا اور میں نے مولوی فقیر الدین صاحب واصف سے اور نیز حضرت مولانا اختر محمد خاں رامپوری سے جن کو حضرت امیر مینائی قدس سرہ سے استفاضہ و استفادہ ہے اور حضرت واصف کو حضرت مولانا اختر موصوف اور نیز جناب قادر خاں صاحب واثق سے ان کو جناب درگاہی خاں صاحب حاذق بریان پوری سے ان کو حضرت مشتاق احمد صاحب لکھنوی سے جو حضرت میر محمد تقی صاحب میر کے نواسہ اور فن سخن گوئی میں ان کے شاگرد رشید بھی تھے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اختر صاحب علوم ظاہری کے سوا علوم تصوف میں بھی دستگاہ عالی رکھتے ہیں یعنی آپ رہنمائے سالکاں پیشوائے عارفاں حضرت سید محسن علی صاحب رامپوری سے بیعت بھی ہیں۔ اور یہ بیعت و ارادت آپ نے خلد آباد جاکر زر زری بخش دولہ قدس سرہ کے دربار میں حاصل کی ہے۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے نعتیہ کلام میں اہل معرفت کی چاشنی ہے اور پڑھتے وقت قاری اور سامع کو ایک خاص کیفیت طاری ہوتی ہے۔ جو آپ کے اس عشق صادق اور عقیدت واثق کی دلیل ہے جو آپ کو سرکار مدینہ کی جناب فلک رکاب میں حاصل ہے۔ درحقیقت اردو زبان میں وسعت قابل رشک ہے اس کی عمر و بساط پر نظر کیجیے تو ڈیڑھ پونے دو سو برس سے زیادہ نہیں مگر عجب دلکشی اور

جاذبیت ہے۔ کہ اسنے اپنی ہردلعزیزی سے بڑی بڑی قدیم زبانوں کو بھی پیچھے ہٹا دیا خیال کیجئے کہ جو زبان ہندو مسلم ملاپ اور انکے روزمرہ کے معمولی کاروبار کے سبب بے ارادہ سابق پیدا ہوئی ہو اور جو شاہجہان کے عہد سلطنت میں فقط شاہی قلعہ کی چاردیواری میں محدود ہو کر بیگمات سلاطین کے اظہار خیالات کا باعث ہو وہ کسطرح دہلی سے لکھنؤ اور لکھنؤ سے چار دانگ ہندوستان پر اپنا سکہ جماتی ہے اور نہ صرف بولنے اور تبادلہ خیالات کے کام آتی ہے بلکہ رشتۂ محبت میں نظم و شعر کے وہ وہ جواہر آبدار اور گوہر ہائے شاہوار پروتی ہے جو دوسری زبانوں میں الشاذ کالمعدوم کا مصداق ہیں یہ بات بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں کہ پہلے پہل اس زبان میں نظم لکھنے کی فضیلت اہل دکن ہی کو حاصل ہوئی چنانچہ شاعری کا آدم ولی اس خاک دکن سے اٹھا اور اپنے تغزل و لطافت گوئی سے تمام ہندوستان پر اپنی شاعری کا ڈنکا بجا گیا۔ ملک سندھ کو دیکھئے ہندوستان کی انتہا مغربی سرحد پر واقع ہے مگر پہلی صدی میں جب سندھ حضرت محمد بن قاسم کے ہاتھوں فتح ہو جاتا ہے۔ اور عرب کے اسلامی تاجر و شاعر و عام رؤسا و افواج وہاں توطن گزیں ہوتے ہیں تو اسکے ایک عرصہ بعد وہ اپنی زبان و خصوصیات کو خیرباد کہتے ہوئے یہیں کی مروجہ زبان میں کمال سخن دکھاتے ہیں اور ایک ہندو راجہ کی فرمایش سے یہیں کی زبان میں اسلامی روایات نظم کر کے پیش کیجاتی ہیں، یہی زبان آگے چل کر اردو زبان کہلاتی ہے جو آج بھی ہند و سندھ میں راس کماری سے کشمیر تک بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب اردو زبان کسیکی خاص زبان نہیں رہی ہر خطۂ ملک اور حصۂ ہندوستان کا بجا طور پر یہ دعویٰ ہے کہ اردو ہماری پیاری زبان ہے۔ چنانچہ اسکا گواہ صادق دوسرے نعتیہ دیوانوں کے علاوہ حضرت اختر کا یہ دیوان فصاحت عنوان ہے جسکو پڑھ کر بالغ نظر اور سخن فہم و نکتہ رس اصحاب یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ایک خاندیسی شاعر کا کلام ہے۔ بلکہ بیساختہ کہہ اٹھینگے کہ اگرچہ شاعر خاک پاک خاندیس سے اٹھا ہے مگر اسکا دیوان وہی رنگ وہی لوچ وہی بیساختگی وہی شگفتگی وہی سلاست و صفائی اور وہی پاکیزگی محاورات اور عجیب غریب استعارات و اشارات و کنایات رکھتا ہے جو کسی بڑے لایق و فایق اور ماہر فن کے کلام میں ہونا چاہئے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

راقم ہیچمداں محمد عثمان راغب برہانپوری

مقدمۃ الکتاب

اثر خامہ حقیقت طراز سراپا اعجاز جناب منشی محمد حمید اللہ صاحب تخلیق راغبی بدایونی سلمہ الولی

دنیائے ادب میں کسی جدید تصنیف یا تالیف پر مقدمہ نویسی کا رواج اب عام ہو چلا ہے جس سے یہ مراد لیجاتی ہے کہ زیر تنقید کتاب کی خصوصیات و امتیازات سے اہل علم کو روشناس کرایا جائے میرے محترم عم ابقہ نائش جناب حسین خاں صاحب اختر نے تکمیل دیوان کے بعد یہ خدمت مجھے تفویض فرمائی اگرچہ یہ ہیچ میرز اس میدان کا فارس نہیں اور اس کوچہ سے ایک حد تک نابلد ہے تاہم مصداق الامر فوق الادب ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ یہ تعمیل ارشاد کچھ نہ کچھ اس کے متعلق عرض کرنا مناسب سمجھا۔ اس ضمن میں میں جو کچھ بیان کروں گا وہ میرے جذبات اور ضمیر کا آئینہ ہوگا۔

اردو زبان جو اس دور حاضرہ میں ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی اس درجہ کو پہنچی ہے۔ اس کا سال پیدائش اگر چوتھی صدی ہجری سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کوہ ہندوکش کو الٹتے ہوئے اپنے خدم و حشم کے ساتھ سلطان محمود غزنوی نے متواتر بے پناہ حملوں سے اہل اسلام کی آمد کا راستہ ہندوستان میں کھول دیا تھا جب ہی سے ملکی اور غیر ملکی اصحاب کے ضروری میل ملاپ اور یکجائی مانند نے بعد میں اردو زبان کی بنیاد ڈالی۔ ترکی زبان میں اردو کے معنے لشکر کے ہوتے ہیں۔ اس لفظ سے بھی ظاہر ہے کہ فاتحین کا لشکر اس زبان کی پیدائش کا باعث ہوا۔ رفتہ رفتہ اسلامی سلاطین کے عہد سلطنت اور پھر اہل اسلام کی مستقل سکونت وقتاً فوقتاً اسکو ترقی دیتی گئی یہ عجیب اتفاق ہے بلکہ اس زبان کی خصوصیات سے ہے کہ نثر نگاری سے پہلے نظم نویسی نے اس زبان میں شرف تقدم حاصل کیا چنانچہ پرانے زمانے کے ہندی دوہروں اور امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی پہلیوں انمیلیوں اور مکرنیوں وغیرہ سے اور اہل دکن کی وہ مجالس اور روضۃ الشہدا وغیرہ کتابوں کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آج سے تقریباً سات سو برس پہلے اس زبان میں کثرت سے نظمیں قلمبند ہوئی ہیں۔ درآں حالیکہ اس زمانہ کی کوئی نثر کتاب کم از کم میری نظر سے تو

اب تک نہیں گذری۔

پہلا بزرگ جس نے ریختہ نگاری کی بنیاد ڈالی وہ دکن کا ایک دوراندیش محترم شخص ولی اورنگ آبادی بامطابق تحقیق جدید کے برہان پوری ہے۔

دورِ حاضرہ میں یہ زبان جس اوجِ کمال پر پہونچی ہے اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ مگر قابل افسوس یہ امر ہے کہ اہل دکن نے اپنے اس موروثی ترکہ کی حفاظت کی طرف سے ناقابل عفو بے اعتنائی کی یہی سبب ہے کہ یو۔پی کے اہل کمال اور اسکے بعد اہل پنجاب اپنی جگر کاویوں اور جانکاہیوں کے طفیل ریختہ گوئی میں گوئے سبقت لے گئے۔ خدا خدا کرکے ایک زمانہ بعد اہل دکن کو اس فرض شناسی کا احساس ہوا تو انھوں نے بھی ریختہ گوئی کی طرف توجہ کی لیکن چونکہ زبان اپنا قالب بدل چکی تھی اور یہاں کے عام و خاص پرانی لکیر کے فقیر تھے اسلئے ان کی شاعری نے کوئی قابل تحسین امتیازہ حاصل نہیں کیا۔

ہم جناب اختر کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ان کا زیر تنقید دیوان درحقیقت دورِ حاضرہ کے رنگ میں اپنا نظیر آپ ثابت ہوا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نعت گوئی میں خامہ فرسائی اور طبع آزمائی کسی معمولی ذہانت کا کام نہیں ہے۔ اسمیں نہ تو رنگ تغزل کی وسعت ہے کہ طائر تخیل کو جتنی پرواز دیجائے قابل داد و ستائش ہو کر پروانۂ سند حاصل کرسکتی ہے اور نہ اہل دنیا کے مدحیہ قصائد کی سی یاوہ گوئی ہے کہ جس فرعون بے سامان کو چاہا خدا بناکر کھڑا کردیا۔ یہاں تو؎

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

کے مصداق حفظ مراتب اور پاس ادب ایسی حدود ہیں جن سے اِنچ بھر ہٹنا بھی اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنے کا مرادف ہے۔ میں کہوں گا اور نہایت زور سے کہوں گا کہ جناب اختر نے زبان کی سلاست، محاورات کی پابندی، ترکیب کی چستی، الفاظ کی شوخی اور برجستگی کے ساتھ اس امر کا نہایت خیال رکھا ہے کہ قلم کا توسن سرکش اور طبع رواں کا شہسوار حدود معینہ کے باہر نہ جانے پائے

ان تمام باتوں کے ثبوت کے لئے بطور شہادت ہم حضرت اختر کے دیوان سے چند اشعار منتخب کر کے بہ تشریح حسب ذیل پیش کرتے ہیں :-

۱ ہے جزو و کل میں تیری تنظیم کار فرما — اقلیم دہر میں ہے یکساں نظام تیرا

اس شعر میں قدرتی نظام کو اچھے پیرایہ میں ادا کیا ہے اور ان فلاسفہ کی تردید فرمائی ہے جو واقعات کائنات کو اتفاقات سے منسوب کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اے خدا تھوڑی ہو یا بہت ہر ایک چیز میں تیری تنظیم کام کر رہی ہے اور دنیا میں تیرا نظام برابر جاری و ساری ہے۔

۲ تیری ہے شان یکتا تیرے ہیں کام یکتا — برحق رسول تیرا سچا ہے کلام تیرا

اس شعر میں سلاست بیان قابل تحسین و آفرین اور مطلب و معنی صاف ہیں ایک مشکل مسئلہ کو کیسے اچھے انداز میں پیش کیا ہے۔ ارشاد باری ہے لو کان فیہما آلهة الا اللہ لفسدتا یعنی زمین و آسمان میں خدا کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو نظام کائنات اس طرح نہ چلتا اور فساد رونما ہو جاتا۔

۳ درخشاں جب شعاعیں ہو گئیں مہر رسالت کی — بنا خورشید ہر ذرہ مدینہ کے بیاباں کا

ابتدائے رسالت میں اہل مکہ نے بڑی طرح آپ کی مخالفت کی یہاں تک کہ جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے۔ مگر اسی زمانہ میں اہل مدینہ کی سعید روحیں آپکی طرف دوڑیں اور آپکی آواز پر لبیک کہا یہی مطلب ہے اس شعر کا جس کو جناب اختر نے شاعرانہ رنگ میں پیش کیا ہے۔

۴ جب تھا پردے میں حسن وحدت کا — چاند چمکا نہ تھا نبوت کا

۵ دور دورہ تھا قتل و غارت کا — گرم بازار تھا جہالت کا

الخ - یہ قصیدہ مسلسل قابل تحسین ہے۔ جناب اختر نے نہایت سلاست کے ساتھ اہل عرب خصوصاً اہل مکہ کے ان رسومات جاہلیت اور بت پرستی کا نقشہ بڑی عمدگی سے کھینچا ہے جن میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھے اور پھر سرکار مدینہ کی بعثت کے بعد ان رسومات اور کفر و بدعات پر کیا گذری انتہائی خوبی سے بیان فرمایا ہے نعت گوئی کا یہ تاریخی پہلو زمانہ حال کی شاعری کے عین مطابق ہے

۶ تھی فخرِ سلیماں پہن کے بالائے زمیں آیا — مکینِ لامکاں آیا شہِ گردوں نشیں آیا

شعر کی ترکیب اور بندش کی جستی قابلِ داد ہے بات وہیں سے جو سب کہتے چلے آئے ہیں مگر فخرِ سلیماں کیساتھ مکینِ لامکاں اور شہِ گردوں نشیں کی ترکیب تبا رہی ہے کہ درحقیقت آپ فخرِ سلیماں یعنی شہنشاہیت میں بھی سلیمان علیہ السلام سے بڑھ کر تھے کیونکہ اگر انکی سلطنت بالائے زمیں تھی تو آپ مکینِ لامکاں اور شاہِ گردوں نشیں تھے اس جہت سے بھی آپکی فضیلت ان پر ظاہر ہے - اور یہ حقیقت ہے کہ شرفِ معراج آپ کے سوا کسی نبی مرسل کو حاصل نہیں ہوا

۷ یہ شاں اے خسروِ ہر دوسرا یہ رتبۂ اعلیٰ   تمھارے زمرۂ خدام میں روح الامیں آیا

پہلے مصرعہ کے تیور کیسے بلند ہیں اور پھر اسکی نسبت سے دوسرے مصرعہ میں کتنا اچھا ہے کہ روح الامیں بھی آپ کے زمرۂ خدام میں شامل تھے -

۸ شامِ غم جب ہو گئی نذرِ روئے تابانِ حبیب   منھ دکھائیگی ہمیں صبحِ گلستانِ حبیب

میرے خیال میں اگر اس شعر کو حاصلِ دیوان کہیں تو نامناسب نہ ہوگا - ... محبت کی کیفیات سے سرشار ہو کر کتنے اچھے والہانہ انداز میں کہتے ہیں کہ شبِ غم کی تیرگی جب حبیب کے روئے تاباں کے نذر ہوگی اُس وقت صبحِ مسرت ہمیں منھ دکھائے گی - سبحان اللہ کتنا اچھا پیرایہ ہے شبِ غم کی تیرگی روئے تاباں کے نذر کرنا ایک نئی بات ہے اُردو زبان میں ایسے شعر قابلِ صد افتخار ہیں

۹ تیرے آتے ہی ہمارے دل کی بڑھ جائیگی شان   آ جہانِ دل میں تو لے وسعتِ شانِ حبیب

یادِ حبیب سے جہانِ دل کی شان بڑھانا کتنی معنی خیز بات ہے اور وسعتِ شانِ حبیب کا ٹکڑا کتنا بلیغ ہے جزاک اللہ

۱۰ عشقِ احمد نے قدم رکھا جو دل میں میرے — چلدیئے رنج والم دست و گریباں ہو کر

عجیب انداز میں شعر کہا ہے عشقِ احمد کے دلمیں آتے ہی رنج والم کا دست و گریباں ہو کر چلدینا واقعی عجیب بندش ہے - سخن فہم حضرات اِس سے کافی لطف اندوز ہو سکینگے -

۱ تیرے ہی نور سے نورِ خدا ضیائے چراغ ۔ تجلیوں نے تری سینکڑوں جلائے چراغ
حدیث ہے نورمی من نور اللہ والخلق کلّھم من نوری یہی مطلب ہے اس شعر کا کہ نورِ محمد
ہی سے کُل کائنات پردۂ عدم سے منصّۂ شہود میں جلوہ گر ہوئی ۔

۲ چراغِ اُمتِ محمد سے لُو لگا اختر ۔ رہے یہ دل میں تجلّی اُٹھائے چراغ
چراغ کے لئے لَو لگانا کتنا اچھا مناسب شعری ہے

۳ نمایاں جو ہو مہر روئے نبی ؐ میں آنکھوں کو وقفِ نظارا کروں
کیا اشتیاق ہے اور کس بدعت طرازی سے اُس کا اظہار ہے ۔

۴ میں سلطانِ دو عالم کے درِ دولت کا سائل ہوں رہیگی شان بعدِ مرگ بھی شاہانہ تربت میں
ایسے بڑے دربار کے سائل کی یہ آن اور یہ بے نیازی کیوں نہ بنتی ہیں جب اس سلطانِ
دو عالم کے درِ دولت کا سائل ہو گیا تو یہ ایک معمولی بات ہے کہ کسی کے دروازے پہ سوالی بنکر
زندگی بھر جانا میرے منصب کے خلاف بات تو یہ ہے کہ مرنیکے بعد بھی قبر میں میری شان اور
وہی وقار قائم رہیگا جو ایسے بڑے دربار کے سائل کے لئے زیبا اور شایاں ہے ۔

۵ رواں ہوتی ہیں موج بہار کے نہریں ۔ ہے کیا منظرِ آلبشارِ مدینہ
آلبشارِ مدینہ کا تخیل شاعرانہ رنگ میں کیسا دلچسپ اور قابلِ داد معلوم ہوتا ہے

۶ نہ طے کر سکا جس کو مُرغِ تخیّل ۔ یہ ہے وسعتِ مرغزارِ مدینہ
قوتِ تخیّل ایسی نعمتِ خداداد ہے کہ انسان گھر بیٹھے دُنیا بھر کی سیر کر سکتا ہے ۔ یہ قوت
تخیل معقولات کو محسوسات کے رنگ میں موجود فی الخارج دکھانے میں کبھی بخل نہیں کرتی ،
مگر اختر صاحب کا مرغِ تخیل مرغزارِ مدینہ کی وسعت دیکھ کر بال و پر سکتا ہے اور یہ ہونا
بھی چاہیئے ۔ سبحان اللہ کتنی بلند پروازی ہے ۔

۷ خیالِ شاہ نے سینے پہ میرے ہاتھ کیا رکھا ۔ کہ گویا ایک بنائے راحتِ قلبِ حزیں رکھدی
حضورِ سرورِ کائنات کا یہ معجزہ تھا کہ جب آپ نے کسی بیمار کے سینہ پر دستِ مبارک رکھا

اور اُس کو شفائے کلی حاصل ہو گئی۔ مگر یہاں شاعر نے خیالِ شاہ میں یہ بات پیدا کی ہے کہ اُسکے ہاتھ رکھدینے سے راحتِ قلبِ حزیں کی بنیاد پڑتی ہے، یہ شعر آپ ہی کا حصہ ہے

۱۸ نبی کے نورِ رحمت کی ضیا باری ہے اے اختر — مری شمعِ جہانِ دل اسی باعث فروزاں ہے

اچھا مقطع ہے، نورِ رحمت کی روشنی سے شمعِ جہانِ دل کا فروزاں ہونا شاعر کے جذبات اور تاثرات کا ناقابلِ انکار ثبوت ہے۔

۱۹ جادۂ حق پہ زمانہ کو چلایا تو نے — کیوں نہ ممنون رہیں تیرے زمانے والے

اس شعر کی محدود زمین میں تاریخِ اسلام کی تفصیلی وسعت پیدا کرنا آپ ہی کا حصہ ہے یعنی مسلمانوں سے قطعِ نظر نامسلمان بھی آپ کی ان خصوصیات کے ماننے پر مجبور ہیں۔ کہ نوعِ انسان کی جزی و کلی خرابیوں کا انسداد آپ ہی کی تبلیغ اور رسالت کا ممنونِ احسان ہے۔

۲۰ حسنِ احمد کی جو دل میں کارفرمائی ہوئی — مٹ گئی دنیائے دل کی تیرگی پیدائی ہوئی

حسنِ ادائے مطلب اور خوبیٔ بیان کو ساتھ لئے ہوئے یہ شعر بھی مذکورہ بالا شعر سے متفرع ہے

۲۱ عالمِ کثرت میں بھی وحدت کا نقشہ کھنچ گیا — آئینہ دنیا میں تیری شانِ یکتائی ہوئی

بڑے پائے کا شعر ہے عالمِ کثرت میں وحدت کا نقشہ کھنچ جانا اور اس سے آپکی شانِ یکتائی کا پیدا کرنا نیا رنگ اور انوکھی بندش ہے۔

یہ چند اشعار جو مقدمہ کے تحت بطور نمونہ نذرِ ناظرین ہیں ان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت اختر نے قدرت کی طرف سے کیسا اچھا ادبی ذوق پایا ہے۔ آپ اوّل سے آخر تک تمام دیوان کو ایسے ہی جواہر گراں مایہ سے مالا مال پائینگے اختصار مدِ نظر ہے اسلئے دعا پر ختمِ کلام ہے کہ الٰہ العالمین بطفیل سید المرسلین آپ کے کلام کو حسنِ قبول عطا فرمائے۔

ہیچمدان

خلیق راغبی پرہانپوری عفا عنہ الباری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد خالق اکبر

بندوں پہ فضل یارب ہے صبح و شام تیرا
جتنے ہیں سب ادب سے لیتے ہیں نام تیرا

رہتا ہے ذکر لب پر یارب مدام تیرا
منھ میں زباں ہمیشہ لیتی ہے نام تیرا

روزی رساں ہے تو ہی رازق ہے نام تیرا
ہر کام کو بناتا ادنیٰ ہے کام تیرا

جود و سخا نے تیرے سب کچھ دیا ہے سب کو
کیا خاص و عام سب پر ہے فیض عام تیرا

آسان ہو کے رہتی ہے دم میں اسکی مشکل
یارب جو وقت مشکل لیتا ہے نام تیرا

تیرا عصائے قدرت اسکے لئے سہارا
گرتے کو تھام لینا یارب ہے کام تیرا

ہے جزو کل میں تیری تنظیم کار فرما
اقلیم دہر میں ہے یکساں نظام تیرا

اہل فلک کے حق میں اہل زمیں کے حق میں
رحمت ہے عام تیری ہے فیض عام تیرا

تیری ہے شان یکتا تیرے ہیں کام یکتا
برحق رسول تیرا واحد کلام تیرا

شمس و قمر فلک پر کیا کیا چمک چمک کر
منظر دکھا رہے ہیں ہر صبح و شام تیرا

اختر کی کیا حقیقت لکھے جو حمد تیری
آقائے دو جہاں تو یہ ہے غلام تیرا

یہ رتبہ ہے سر آرائے ملک دیں کے سلطاں کا
کہ سب مخلوق میں جاری ہے سکہ اسکے فرماں کا

نہ کیوں ممنون احساں ہو زمانہ شاہ ذیشاں کا
زمانے میں کیا روشن ستارہ نور ایماں کا

نظر آیا تصور میں جو ابروئے نبی بانکا
گماں ہونے لگا مجھ کو ہلال عید قرباں کا

جو تجھ کو دیکھنا منظور ہے رخ شاہ ذیشاں کا
نکال اے پیر گردوں آئینہ خورشید تاباں کا

شگفتہ ہیں گل نرگس تبسم ریز ہیں کلیاں
بہار بے خزاں تختہ ہے طیبہ کے گلستاں کا

تمھاری دید کو یا شاہ روضہ کی زیارت کو
نہ کیوں تڑپے دل بیتاب ہر مرد مسلماں کا

تمنا آرزو حسرت کہ ہر نکلے کہاں جائے
کہ میرا دل بنا مرکز ہے رنج و غم کے ساماں کا

نبی کی امت عاصی کا جنت کی طرف جانا
در جنت خوشی سے کھولنا جنت کے رضواں کا

چمن آرائے عالم میں بھی اک پژمردہ خاطر ہوں
کوئی جھونکا ادھر بھی ہو نسیم لطف احساں کا

نگاہ مہر سے ماہ رسالت اس کو چمکائے
چراغ عمر گل ہونے کو ہے بیمار ہجراں کا

درخشاں جب شعاعیں ہو گئیں مہر رسالت کی
بنا خورشید ہر ذرہ مدینہ کے بیاباں کا

کہیں میرا گذر ہو کوچہ ختم پیمبر میں
کہیں نظارہ ہو حاصل مجھے فردوس ساماں کا

مرا مرغ تخیل سوئے طیبہ لے اڑے مجھ کو
نظر کے سامنے منظر ہو طیبہ کے گلستاں کا

مٹادی تیرگی دنیا کی جس نور مجسم نے
وہی نور مجسم ہے سبب تخلیق انساں کا

گذر ہوگا جو سرکار مدینہ کی حضوری میں
سناؤں گا یہی افسانہ میرے حال پریشاں کا

تصور نے جو طیبہ میں دکھایا میوہ خرما
میں سمجھا ہے یہ دستر خوان نعمائے الواں کا

اگر صبح تمنا آکے اپنا حسن چمکا دے
[illegible]

سکوں حاصل ہو مٹ جائے تڑپ بیتابی دل کی
اگر دل میں گذر ہو الفت احمد کے پیکاں کا

گذر ہوتا رہے تیرا جنون الفت احمد
کھلا رہنے دے تو کوچہ میرے چاک گریباں کا

بچاتا آکے کشتی حسرتوں کی ناخدا سے دیں
گھرے دریائے غم میں ہر طرف ہے شور طوفاں کا

نبی کی وصف در لکھیں جب اک آنکھوں رقم ہو کر
مرصع ہو ورق ایک ایک اختر تیرے دیواں کا

قصیدہ

جب تھا پردے میں حسن وحدت کا
چاند چمکا نہ تھا نبوت کا

تھا یہ نقشہ عرب کی حالت کا
کام کرتے تھے شرک بدعت کا

دور دورہ تھا قتل و غارت کا
گرم بازار تھا جہالت کا

لڑکیاں زندہ دفن کرتے تھے
یہ شرافت یہ پاس عزت کا

پوجتے تھے بتوں کو اہل عرب
مشغلہ تھا یہی عبادت کا

تین سو ساٹھ بت تھے انکے خدا
یہ تھا عالم عرب میں ملت کا

شغل مے نوشی و سیہ کاری
اس پہ دعوی انہیں شرافت کا

مبتلا معصیت کی ظلمت میں
تھا سماں معصیت کی ظلمت کا

کفر کی تیرگی تھی چاروں طرف
دور جیلوہ تھا نور وحدت کا

بحر توحید جوش میں آیا
اٹھ کے گھر آیا ابر رحمت کا

بارش انوار حق کی ہونے لگی
موسم آیا گل مسرت کا

بت پرستی کا منھ ہوا کالا
نظر آیا نہ سایہ ظلمت کا

نور چمکا عرب کی وادی ہے
تابش خاتم رسالت کا

جا بجا پھر تھا نغمۂ توحید
عندلیب حق و صداقت کا

رنگ تیرے سخن میں ہے اختر
در حقیقت دلی عقیدت کا

قدم آیا جہاں میں حضرت کا
خوب چمکا نصیب امت کا

آئیں گے حشر میں شفیع امم
تاج پہنے ہوئے شفاعت کا

رہنما مل گیا محمد سا
جادۂ منزل حقیقت کا

بقعۂ نور ہے کہ مہر منیر
ذرہ ذرہ دیار حضرت کا

ہیں شفیع الوری ہمارے نبی
کیوں ہمیں خوف ہو قیامت کا

تو قیامت میں بحر عصیاں سے
پار بیڑا کرے گا امت کا

کب سے ارمان ہو گئے دلمیں
روضۂ پاک کی زیارت کا

ساتھ دیگا ہمیں مدینہ تک
سلسلہ مصطفے کی امت کا

طائر خوشنوا ہوں میں اختر
مصطفے کے ریاض مدحت کا

کیا جلوہ تھا نورِ وحدت کا — جس نے منظر دکھایا کثرت کا
چاند چمکا تھا جو صبحِ وحدت کا — چمک اٹھا نصیب امت کا
برسوں قندیلِ عرش میں جو رہا — تھا ستارہ وہی نبوت کا
خوب دنیائے حسن کو دیکھا — کوئی ثانی نہ تیری صورت کا
مصطفےٰ کو شرف ہوا حاصل — شبِ معراج حق کی قربت کا
شمع عشقِ نبی سے ہے روشن — گوشہ گوشہ ہماری تربت کا
سر پہ ہم عاصیوں کے حشر کے دن — سائباں ہوگا ابرِ رحمت کا
کفر کی شہ نے کھول دی قلعی — ایک آئینہ بن کے قدرت کا

ہے نبی تاجدارِ اختر
دونوں عالم کی بادشاہت کا

قدم آیا جو سلطانِ زماں کا — ملا رتبہ زمیں کو آسماں کا
مدینہ کی زمیں کا ذرہ ذرہ — ستارہ بن کے چمکا آسماں کا
ہیں جبرئیل امیں جس در کے درباں — وہ در ہے تاجدارِ دوجہاں کا
شبِ معراج باتیں کیں خدا سے — یہ رتبہ ہے مکینِ لامکاں کا
ملے تو ساتھ میں چھوڑوں نہ ہرگز — مدینے جانے والے کارواں کا
جوانِ ہاشمی تو ہے نگہباں — ہماری کشتیٔ عمرِ رواں کا
غمِ سرور میں لہریں لے رہا ہے — جو دریا ہے رواں اشکاں کا
جو لائے رنگ داغِ عشقِ احمد — کھلے تختہ گلستاں بوستاں کا
میں سائل ہوں مگر قسمت پہ ہے ناز — ملا در سرورِ کون و مکاں کا
اسی کے عشق میں دیوانہ ہوں میں — جو ہے محبوب ربِ دوجہاں کا
نحیف و زار ہوں ہجرِ نبی میں — قدم اٹھتا نہیں مجھ ناتواں کا

قیامت میں گنہگارانِ امت
تکیں گے منہ شفیع عاصیاں کا

مدینہ کی زمیں مل جائے یارب
نظارہ ہو نبیؐ کے آستاں کا

ہزاروں مصطفیٰؐ کا وصف شبیر
نہ کم ہو ذائقہ اپنی زباں کا

لکھے ہیں نعت میں کیا صاف اشعار
کہ لطف آنے لگا اختر زباں کا

ابھی حاجت روا صدقہ تیری درگاہ کا
داخلہ مل جائے دربارِ شہِ ذیجاہ کا

حاصلِ راہِ لقا ہے ذکر الا اللہ کا
یہ وظیفہ قربِ حق ہے مردِ حق آگاہ کا

طے جو کی منزل حقیقت کی لقا حاصل ہوئی
لا الٰہ سے مل گیا رستہ فنا فی اللہ کا

وصل کی شب عرش کو عزت ملی نعلین سے
شان دیکھی مرتبہ دیکھا رسول اللہ کا

چاہنے والے اسی پیارے محمدؐ کے ہیں ہم
خالقِ کونین دم بھرتا تھا جسکی چاہ کا

اللہ اللہ حق نے کی مدح و ثنا قرآن میں
کیا ہے منہ اپنا کریں جو وصف ایسے شاہ کا

ہے اسی کی روشنی فرشِ زمیں سے عرش تک
وہ محمدؐ جو سراپا نور ہے اللہ کا

یہ تمنا ہے کہ میں جاکر مدینہ ہند سے
دیکھوں ان آنکھوں سے روضہ سرورِ ذیجاہ کا

ورد رکھتا ہے درودِ پاک کا جو امتی
قرب ہوتا ہے اسے حاصل رسولؐ اللہ کا

اس سے بڑھ کر مجھ کو حاصل کیا ہو لطفِ زندگی
میں جو بن جاؤں مجاور شاہ کی درگاہ کا

میرے دل میں جلوہ گر اختر ہے نورِ معرفت
میں ہوں جسدن سے مرید اک مردِ حق آگاہ کا

احمدِؐ پاک کا کوچہ مرا مسکن نکلا
یہ وہ مسکن ہے کہ منہ سے مرے احسن نکلا

فلکِ پیر کی تدبیر غلط ٹھہرے گی
خطِ تقدیر میں طیبہ کا جو مسکن نکلا

شہرِ طیبہ کے مقابل میں جو دیکھا ہمنے
ایک صحرا کی زمیں خلد کا گلشن نکلا

مصطفیٰؐ کے رخِ روشن کی ضیا پھیل گئی
پردۂ رخ سے جو باہر رخِ روشن نکلا

دل میں ہر گھڑی ضیا بار ہے داغِ اُلفت
یہ چراغ ایک ہی روشن تہِ دامن نکلا

شاہ کی تیغِ محبت کا جو بسمل دیکھا
اپنا منہ پھیرے ہوئے خنجرِ آہن نکلا

دلمیں بھڑکی ہوئی ہے عشقِ نبی کی آتش
دل مرا شعلہ فشاں بن گیا گلخن نکلا

بچ گئے گرمیٔ خورشید سے ہم روزِ جزا
سایۂ ابرِ کرم شاہ کا دامن نکلا

ہم نے وہ کام دمِ ہجر خموشی سے لیا
نالہ نکلا نہ کوئی منہ سے نہ شیون نکلا

نظر آتا ہے مجھے اس میں محمد کا جمال
مرا آئینۂ دل، وادیٔ ایمن نکلا

اسلئے نور سے معمور ہے سینہ اپنا
دل میں حضرت کا خیالِ رخِ روشن نکلا

جالیاں روضۂ احمد کی نظر آتی ہیں
آئینہ دل کا مرے دیدۂ روشن نکلا

میں وہ ہوں بلبلِ شیدا شہِ بطحا تیرا
کہ مدینہ کا چمن میرا نشیمن نکلا

نحن اقرب کے اشارے سے کھلا راز ترا
تجھ کو ڈھونڈا تو قریبِ رگِ گردن نکلا

مدح خوانیٔ محمد کی بدولت اخترؔ
میرا سینہ، مرا دل نعت کا مخزن نکلا

قصیدہ

نبیٔ فخرِ سلیماں بن کے بالائے زمیں آیا
مکینِ لامکاں آیا شہِ گردوں نشیں آیا

ستاروں کو لئے ساتھ آفتابِ چرخِ دیں آیا
چمکتا جلوہ دنیا خاتمِ دل کا نگیں آیا

رسول اللہ آیا رحمۃ للعالمیں آیا
مبارک عاصیوں تم کو شفیع المذنبیں آیا

رسول اللہ کے آنے سے ہم سب کو یقیں آیا
زمانے میں نبی اس شان کا کوئی نہیں آیا

پیمبر یوں تو آنے کو ہزاروں آئے دنیا میں
زمانے میں مگر اک تو ہی ختم المرسلیں آیا

زمانے میں مچیں شورِ مبارک باد کی دھومیں
شہِ کون و مکاں آیا شہِ اقلیمِ دیں آیا

گنہگارانِ امت اپنی قسمت پر ہوئے نازاں
کچھ ایسا تو جہانِ ناز میں نازآفریں آیا

ترے قربان ہم اے گلعذارِ گلشنِ بطحا
تری الفت کے خرمن کا زمانہ خوشہ چیں آیا

یہ شان اے خسرو دہر دوسرا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
تمہارے زمرۂ خدام میں روح الامیں آیا

محمد مصطفےٰ کا نام آیا لب پہ کیا اختر
مجرب نسخۂ دردِ دلِ اندوہگیں آیا

نظر کے سامنے تیرا سراپا نور ہو جانا
میرا دل میرا سینہ جلوۂ صد طور ہو جانا

جو تو چاہے تو کچھ مشکل نہیں اے سرورِ عالم
ترے دربار میں عرضی مری منظور ہو جانا

مٹا کر اپنی ہستی اک نئی ہستی ہیں ظاہر ہو
اگر تو چاہتا ہے مردِ حق مشہور ہو جانا

ترے ہوتے ہوئے بھی اے تصور کیا یہ ممکن ہے
نگاہوں سے مری نورِ نبیؐ کا دور ہو جاتا

یہی اک انکساری اپنی وجہ سرفرازی ہے
خودی مٹ جائے کیفِ بیخودی میں چور ہو جانا

کریں تدبیر ہم بامِ ترقی پر پہنچنے کی
یہ ہے دیوانہ پن تقدیر پر مجبور ہو جانا

حکیمِ امتِ عاصی تری اس یاد کے صدقے
ہمارے دل میں رہ کر مرہمِ ناسور ہو جانا

یہ کیا ہے ساقئ کوثر کی تاثیر محبت ہے
ابھر کر آبلوں کا خوشۂ انگور ہو جانا

یہی ہے درحقیقت مظہرِ انوارِ حق اختر
کہ نورِ معرفت سے اپنا دل معمور ہو جانا

قصیدہ

یہ سیرت تھی یہ حسنِ خلق تھا عادل محمدؐ کا
نظر آتا تھا ہر فردِ بشر مائل محمدؐ کا

ضیا باری سے جس کی سطحِ عالم فرشِ نوری تھا
عجب تھا جلوہ گر حسنِ رخِ کامل محمدؐ کا

دل اپنا جان اپنی کی فدا جس نے محمدؐ پر
وہی ٹھیرا جہاں میں عاشقِ کامل محمدؐ کا

وہ ہی تاثیر اوصافِ حمیدہ میں جزاک اللہ
جسے سن کر تڑپ جاتا ہے ہر مائل محمدؐ کا

خدا آسان کر دیتا ہے مشکل اسکی دم بھر میں
جو کوئی نام لیتا ہے دمِ مشکل محمدؐ کا

ملک سر خم کئے اپنا ادب کیسا اٹھاتے ہیں
درِ دولت سرا ہے کیا فلک منزل محمدؐ کا

مریضِ انتظارِ دید ہوں آنکھیں ترستی ہیں
مگر دیدار ہوتا ہی نہیں حاصل محمدؐ کا

مصفا اس قدر آئینہ رو تھا محمدؐ کا | کرشمہ تکتا تھا حیرت سے مہ کامل محمدؐ کا

غرض اک محبوبِ خدا کی شان اعلیٰ ہے
کوئی ہمسر نہیں اختر شہ عادل محمدؐ کا

ہو تو مشکل کشا ہے وردِ بسم اللہ کا | حق تو یہ ہے حق نما ہے وردِ بسم اللہ کا
ایک جہاں پر آئینہ ہے وردِ بسم اللہ کا | قلبِ مومن کی جلا ہے وردِ بسم اللہ کا
باغِ مقصد کی فضا ہے وردِ بسم اللہ کا | کیا بہارِ دلکشا ہے وردِ بسم اللہ کا
یوں بظاہر ابتدا ہے وردِ بسم اللہ کا | معرفت کی انتہا ہے وردِ بسم اللہ کا
باعثِ عفوِ خطا ہے وردِ بسم اللہ کا | شافعِ روزِ جزا ہے وردِ بسم اللہ کا
ہے اسی کے زیرِ فرماں مملکت فردوس کی | تاجِ فرقِ مدعا ہے وردِ بسم اللہ کا
کیوں اسے ہم بھول جائیں کیوں نہ دیں دلمیں جگہ | کیا سبق ہم کو ملا ہے وردِ بسم اللہ کا
اس لئے ہر مردِ مومن کے ہے لب پر رات دن | قربِ محبوبِ خدا ہے وردِ بسم اللہ کا
ورد رکھو اس کا تم اے عاصیو صبح و مسا | دردِ عصیاں کی دوا ہے وردِ بسم اللہ کا
وِرد سے اسکے بجھائیں پیاس اپنی تشنہ لب | حاصلِ آبِ بقا ہے وردِ بسم اللہ کا

حاصلِ گنجِ حقیقت وردِ اختر اس کا ہے
رہنمائے حق نما ہے وردِ بسم اللہ کا

جو نامِ محمدؐ پہ قربان ہوگا | بڑی شان کا وہ مسلمان ہوگا
خیالِ محمدؐ جو مہمان ہوگا | دل آباد ہو کر نہ ویران ہوگا
حضور اپنا جلوہ دکھائینگے مجھ کو | کرم آپ کا ہوگا احسان ہوگا
مدینہ سے بادِ صبا تیرا آنا | مری شادمانی کا سامان ہوگا
شہِ دیں جو رونق فزا ہونگے دلمیں | نہ پھر کوئی حسرت نہ ارمان ہوگا
ہماری خبر آکے لینا محمدؐ | خطرناک محشر کا میدان ہوگا

کریگا جو ذکرِ نبی مرتے دم تک
عطا اُس کو جنت کا دیوان ہوگا

قیامت کے دن تاجدارِ مدینہ
دو عالم سے بڑھ کر لئے شان ہوگا

لکھا کرتے ہیں ہم جو نعتِ محمد
یہی اپنی بخشش کا سامان ہوگا

ترے سامنے ہوگی ہر چیز اختر
اگر تجھ پہ آئینہ عرفان ہوگا

کہا ہے جب استادِ راغب سا اختر
مکمل نہ کیوں تیرا دیوان ہوگا

نورِ احمد دل میں جب جلوہ فگن ہو جائیگا
اک تجلی گاہ میرا قصرِ تن ہو جائیگا

میری فرحت گاہ جب یثرب کا بن ہو جائیگا
قابلِ تحسین میرا دیوانہ پن ہو جائیگا

میں وہ شیدائے نبی ہوں دیکھنا بعدِ فنا
میرا مسکن کوچۂ شاہِ زمن ہو جائیگا

تیرے آتے ہی گلِ اندامِ مدینہ دل مرا
صد بہارِ شادمانی یہ چمن ہو جائیگا

کب مجھے پہونچائیگا یارب مدینہ ہند سے
کب دیارِ مصطفٰے میرا وطن ہو جائیگا

اسقدر پھولے پھلیں گے پھول داغِ عشق کے
دیکھنا سینہ مرا رشکِ چمن ہو جائیگا

کیا یہاں رونق فزا ہونگے خیالاتِ نبی
کیا یہ میرا مرکزِ دل انجمن ہو جائیگا

سر مرا جھک جائیگا شوقِ شہادت کیلئے
خنجرِ الفت میں پیدا بانکپن ہو جائیگا

شعر گوئی کا اگر جاری رہے گا سلسلہ
شہرۂ آفاق اختر کا سخن ہو جائیگا

قصیدہ

درِ احمد پہ جب گذر ہوگا
اپنا سر ہوگا سنگِ در ہوگا

ذوقِ دل تو جو راہبر ہوگا
راہِ طیبہ کا طے سفر ہوگا

اے مدینہ کے آفتابِ جمال
کب مرے دل میں جلوہ گر ہوگا

اے خدا کے حبیب تیرے سوا
کون عصیاں کا چارہ گر ہوگا

تو برس جائیگا جو ابرِ کرم
نخلِ امید بار ور ہوگا

ہم گنہگار بخشے جائیں گے
لطف ہم پہ ترا اگر ہوگا

کب ٹلیگی یہ تیرگیٔ فراق
کب ترا سامنا سحر ہوگا

تم سنوگے نہ شاہ دیں جبتک
قصۂ غم نہ مختصر ہوگا

کب ان آنکھوں کے سامنے یارب
جلوۂ شاہ بحر و بر ہوگا

تیرے شیریں لبوں کا ذکر نبی
حق میں ذاکر کے نیشکر ہوگا

دیکھ لیں گے جو ہم ترا جلوہ
اخترِ بخت اوج پہ ہوگا

جو نام نبی سن کر شیدائے نبی ہوگا
فردوس میں جانے کا حقدار وہی ہوگا

جو عاشق احمد ہے جو واصفِ احمد ہے
وہ حشر کے دن قیدِ عصیاں سے بری ہوگا

صدقے میں محمد کے ہر مرد مسلماں کو
دیدار خدا ہوگا دیدار نبی ہوگا

زوار مدینہ سے ہے عرض مری اتنی
مجھ کو یہ بتا دو تم کیا باغِ نبی ہوگا

تو ختمِ پیمبر ہے تو شافعِ محشر ہے
تجھ سا نہ ہوا کوئی تجھ سا نہ کوئی ہوگا

میں حال سناؤنگا بیتابیٔ فرقت کا
خدمت میں محمد کی جانا جو کبھی ہوگا

جب دیدۂ باطن سے دیکھونگا ترا جلوہ
مجھ پر بخدا ظاہر سب راز خفی ہوگا

میدانِ قیامت میں سایہ میں ہونگا ہم سر پہ
ابرِ کرم شاہِ مکی مدنی ہوگا

غافل ہے عبادت سے اتنا بھی تغافل کیا
بے فکر ترے جیسا اختر نہ کوئی ہوگا

جب ظہورِ حبیبِ خدا ہوگیا
ہر طرف شورِ صلِّ علیٰ ہوگیا

چاند مکہ کا جلوہ نما ہوگیا
فرش خاکِ زمیں نور کا ہوگیا

جب دکھایا تصور نے روئے نبی
میں تصدق ہوا دل فدا ہوگیا

بحرِ عصیاں سے پار اس کا بیڑا ہوا
جس کا محبوبِ حق ناخدا ہوگیا

تیرے ابرِ کرم نے جو چھینٹے دیے
میرا نخلِ تمنا ہرا ہوگیا

مٹ گئیں کفرِ عالم کی تاریکیاں
جلوہ گر جب وہ بدرالدجیٰ ہوگیا

ہند سے ہم مدینہ پہونچ جائینگے
تو اگر ذوقِ دل رہنما ہوگیا

اے طبیبِ دو عالم ترا دیکھنا
دردِ قلبِ حزیں کی دوا ہوگیا

جو تمنا تھی اختر وہ پوری ہوئی
عشقِ محبوب غم آشنا ہوگیا

رہزنِ غم و الم دمِ فریاد ہوگیا
میں لٹ گیا حضور میں برباد ہوگیا

جتنی تھیں مشکلیں مری آساں ہوگئیں
تیرا کرم جو حامیٔ امداد ہوگیا

روزِ ازل سے ہے یہ زمانے کا انقلاب
آباد ہوگیا کبھی برباد ہوگیا

عشقِ محمدی نے جو دل میں کیا قیام
خودداریٔ جہاں سے میں آزاد ہوگیا

جب سامنا شبیہ محمد ہوا ترا
حیرانیوں کا آئینہ بہزاد ہوگیا

ہر امتی تمہارا تمہارے سبب نبی
زندانِ بازپرس سے آزاد ہوگیا

حمدِ خدا سے، مدح و ثنائے رسول سے
خوش میری روح ہوگئی، دل شاد ہوگیا

ویراں مکانِ دل تھا مرا اے حبیبِ حق
تیرا خیال آتے ہی آباد ہوگیا

بکھرا کے پھول مدح کے تحریر نے مری
میرے قلم سے اک چمن ایجاد ہوگیا

اختر جو وصفِ چشمِ محمد ہوا رقم
ہر شعر نعتیہ پہ مرے صاد ہوگیا

شاگرد جب سے حضرتِ راغب کا میں ہوا
اختر زمانہ کہتا ہے استاد ہوگیا

نبی خاتم الانبیا بن کے آیا
جہاں میں بڑی شان کا بن کے آیا

محمد شفیع الوریٰ بن کے آیا
ہمارا دلی مدعا بن کے آیا

کوئی جاں نثارِ خدا بن کے آیا
کوئی عاشقِ مصطفیٰ بن کے آیا

جہاں کی سیہ کاریاں کو مٹانے
محمد چراغِ ہدیٰ بن کے آیا

ہزاروں نے چشمِ حقیقت سے دیکھا
جو محبوبِ حق حق نما بن کے آیا

خدائی کا جلوہ دکھانے کو احمد
زمانے میں نورِ خدا بن کے آیا

مبارک ہیں گلعذارِ مدینہ
وہ باغِ جہاں میں فضا بن کے آیا

ترے حسن پر ایک عالم فدا ہے
عجب حسنِ ناز و ادا بن کے آیا

وہ رتبہ ہے تیرا کہ ہر شاہِ دنیا
ترے در کا ادنیٰ گدا بن کے آیا

شفا تو ہی بخشیگا رشکِ مسیحا
مریضانِ غم کی دوا بن کے آیا

بہاتا ہوا چشمۂ فیضِ اختر
نبی بحرِ جود و سخا بن کے آیا

جہاں میں حبیبِ خدا بن کے آیا
تو کیا تھا نبی اور کیا بن کے آیا

سراپا تو نورِ خدا بن کے آیا
نہ ایسا کوئی دوسرا بن کے آیا

جہانمیں بشر کیا سے کیا بن کے آیا
حقیقت میں شانِ خدا بن کے آیا

کہیں نور آنکھوں میں بن کر سمایا
کہیں باغِ دل کی فضا بن کے آیا

حقیقت کی آنکھوں سے دیکھے تو کوئی
حقیقت میں حق آشنا بن کے آیا

ترا نام نامی رسولِ مکرم
عجب مژدۂ جانفزا بن کے آیا

ترے آتے ہی بن گئی خاک سونا
تو اک نسخۂ کیمیا بن کے آیا

زہے بخت اختر کہ نام محمد
مرے لب پہ صلِ علیٰ بن کے آیا

یہ باعث ہے میرے چہکنے کا اختر
کہ میں بلبلِ خوش نوا بن کے آیا

رہبرِ کامل بنا وہ کون تھا
سوئے منزل لے گیا وہ کون تھا

جو مرے دل میں رہا وہ کون تھا
دردِ دل جس سے مٹا وہ کون تھا

دے کے مجھ کو بادۂ جامِ الست
مست جس نے کر دیا وہ کون تھا

برق چمکی ہوش تھا اتنا مجھے
پھر نہ دیکھا کیا ہوا وہ کون تھا

حسنِ عالمتاب سے دیکر جلا
آئینۂ دل کر گیا وہ کون تھا

جس نے مہکے گلشنِ امید کو
دی بہارِ دلکشا وہ کون تھا

دے کے ساغر شربتِ دیدار کا
بن گیا وجہ لقا وہ کون تھا

مٹ گیا جھگڑا سرو تن کا میرے
بن کے آیا فیصلہ وہ کون تھا

آکے اختر اک نگاہِ ناز سے
دل مرا تڑپا دیا وہ کون تھا

وہ حبیبِ خدا نہیں ملتا
ڈھونڈتا ہوں پتا نہیں ملتا

حبِ شہِ دوسرا نہیں ملتا
زندگی کا مزا نہیں ملتا

چمنِ مصطفٰے نہیں ملتا
سیر کا کچھ مزا نہیں ملتا

مجھ سے بیمارِ ہجرِ احمدؐ کو
دینے والا دوا نہیں ملتا

درِ فیاض سے ترے مولا
ملنے والے کو کیا نہیں ملتا

صدفِ بحرِ نور یزداں کا
گوہرِ بے بہا نہیں ملتا

خاکپائے نبیؐ کو ڈھونڈتے ہیں
نسخۂ کیمیا نہیں ملتا

یا نبیؐ تیرا آفتابِ جمال
جلوہ دیتا ہوا نہیں ملتا

کس طرح جائیں ہم مدینہ تک
خضر سا رہنما نہیں ملتا

شکلِ محبوب کیا نظر آئے
آئینہ آئینہ نہیں ملتا

اپنے رخ کی دکھا کے اک جھلک
وہ کہاں چل دیا نہیں ملتا

یا نبیؐ کیا جھکے جبینِ نیاز
درِ دولت سرا نہیں ملتا

کیا پڑھیں کیا سنائیں ہم اخترؔ
قافیہ تک نیا نہیں ملتا

جب میں نعتِ نبی سناؤں گا
وجد میں سامعین کو پاؤں گا

حشر میں جب نبی کو پاؤں گا
اُن کے قدموں پہ سر جھکاؤں گا

داغِ عشقِ نبی جو چمکیں گے
ظلم کی تاریکیاں مٹاؤں گا

سامنا ہوگا جب محمد کا
اپنی روداد غم سناؤں گا

مل تو جائے وہ راہِ طیبہ میں
خضر کو راستہ بتاؤں گا

لکھ کے اوصافِ سرزمینِ حجاز
تجھ کو نیچا فلک دکھاؤں گا

جب گذر ہوگا خدمتِ شہ میں
بات بگڑی ہوئی بناؤں گا

دیکھنا جوشِ عشقِ احمد میں
سر کے دیوانہ خاک اڑاؤں گا

تم جو دنیا سے دل میں آؤ گے
اپنی دنیا نئے دل بساؤں گا

کوچہ مصطفےٰ تو ملنے دو
اپنا بستر وہیں لگاؤں گا

الفتِ شاہ کا چراغ اخترؔ
قبر میں ساتھ لے کے جاؤں گا

جہاں میں رونق افزا جب نہ شاہِ دوجہاں ہوتا
نہ پیدا ہوتی زمیں ہوتی نہ پیدا آسماں ہوتا

تجلی ریز جب حسنِ شہِ کون و مکاں ہوتا
زمیں کا ذرہ ذرہ آفتابِ آسماں ہوتا

میسر تیرا نظارہ مدینہ کے جواں ہوتا
کہیں میری نظر کے سامنے ایسا سماں ہوتا

تڑپتے ہم تڑپنے کا مزا ملتا ہمیں پہروں
جو تیرِ عشقِ احمد زخم کے منہ میں زباں ہوتا

مقدر میرا لیجاتا نبی کے آستانے پر
یہ پیشانی مری ہوتی نبی کا آستاں ہوتا

یہ وحشت جانبِ دشتِ مدینہ مجھ کو لیجاتی
جنوں میں بھی خیالِ سرورِ کون و مکاں ہوتا

خدا کا اور محبوبِ خدا کا راز کھل جاتا
اگر اک میمِ احمد کا نہ پردہ درمیاں ہوتا

مدینہ کی نسیمِ صبح کے جھونکے اگر چلتے
کبھی پھرتا نہ مضطر آہیں نہ میں گرمِ فغاں ہوتا

ہماری زندگی اس طرح اے اختر گذر جاتی
محمد کی ثنا کرتے محمد کا بیاں ہوتا

مکانِ دل میں سلطانِ مدینہ مہماں ہوتا
مرے دل کی نکلتیں حسرتیں میں شادماں ہوتا

فراقِ شاہ میں اشکوں کا اک دریا رواں ہوتا
زمیں حشر انگیز آئینہ طوفاں کا گماں ہوتا

گلستانِ مدینہ میں جو میرا آشیاں ہوتا
میں وہ ہوں خوشنوا بلبل چہکتا نغمہ خواں ہوتا

ہمیشہ گرم رہتی محفلِ میلاد عالم میں
جو خورشیدِ رسالت کی تجلی کا بیاں ہوتا

ضیا باری نہیں ہوتی جو اُس نورِ مجسم کی
نہ ملتی کفر کی ظلمت نہ سب روشن جہاں ہوتا

قیامت میں کوئی صورت نظر آتی نہ بخشش کی
اگر حامی نہ اپنا وہ شفیعِ عاصیاں ہوتا

اگر آپ اے شہِ والا قدم رنجہ نہ فرماتے
مدینہ کی زمیں کو یہ شرف حاصل کہاں ہوتا

مدینہ میں شرف حاصل میں کرتا پاسبانی کا
درِ دولت سرائے مصطفےٰ کا پاسباں ہوتا

فنِ شعر و سخن کی کچھ خبر ہوتی نہ اے اختر
اگر تجھ پر نہ لطفِ حضرتِ عثمان خاں ہوتا

نعت شریف

عاشقِ شاہ کو یوں عشق میں جلتے دیکھا
آہ نکلی نہ دھواں منہ سے نکلتے دیکھا

جب نسیمِ کرمِ شاہ کو چلتے دیکھا
عاشقِ شاہ پہ پنکھا اسے جھلتے دیکھا

جادۂ عشقِ نبی میں جسے چلتے دیکھا
باغِ عالم میں اسے پھولتے پھلتے دیکھا

اپنی ہستی پہ عبث کرتا ہے ناداں غرور
دوپہر کی طرح اس عمر کو ڈھلتے دیکھا

دستگیری کی رسولِ عربی نے جس کی
اسکو ٹھوکریں کھا کر بھی سنبھلتے دیکھا

مسکرانے لگی امید کی لب بستہ کلی
جب نسیمِ چمن آرا تجھے چلتے دیکھا

اے گلِ باغِ نبوت ہے تری مدح کا فیض
شعر اک ایک نئے رنگ میں ڈھلتے دیکھا

غمِ شہ میں صدفِ چشم سے آنسو جو گرا
اک دُرِ بیش بہا اس کے نکلتے دیکھا

فرقتِ شاہ کے ہاتھوں دلِ ناداں میرا — الم و رنج کے آغوش میں پلتے دیکھا
ہو گیا مطلعِ انوارِ محمدؐ کا گماں — آفتاب ابر سے باہر جو نکلتے دیکھا
شبِ غم آتے ہی اکثر تجھے اے یادِ نبیؐ — چٹکیوں سے دلِ بیتاب مسلتے دیکھا

جو ثنا خوانِ رسولِ عربیؐ ہے اخترؔ
عالمِ وجد میں حال اس کا بدلتے دیکھا

ہوں بیمارِ غم اک نظر دیکھ لینا — دمِ نزع فخرِ بشر دیکھ لینا
جو طیبہ میں ہوگا گذر دیکھ لینا — تو سنگِ درِ شہ پہ سر دیکھ لینا
تڑپتا رہوں گا فراقِ نبیؐ میں — نہ کم ہوگا دردِ جگر دیکھ لینا
مریضِ محبت ہوں رشکِ مسیحا — خدارا مجھے اک نظر دیکھ لینا
جو شرعِ محمدؐ پہ قائم رہے گا — وہ پائیگا جنت میں گھر دیکھ لینا
قیامت میں دھل جائیگی فردِ عصیاں — دمِ گریۂ چشمِ تر دیکھ لینا
ہمارے لئے ہے شفاعت کا باعث — شفیعِ امم کا ادھر دیکھ لینا
محمدؐ کو ہم خواب میں دیکھ لیں گے — ہے قسمت میں اپنی اگر دیکھ لینا
وہ ہے تیرگی شامِ ہجرِ نبیؐ کی — کہ مشکل ہے شکلِ سحر دیکھ لینا
قیامت کے دن بخشوائیں گے ہم کو — شہنشاہِ جن و بشر دیکھ لینا

اگر دیکھنا ہے تو محشر میں اخترؔ
جمالِ شہِ بحر و بر دیکھ لینا

جہانِ حسن میں کوئی نبیؐ سا ہو نہیں سکتا — کسی کی ایسی صورت ایسا نقشا ہو نہیں سکتا
ہوا معراج پہونچے عرشِ اعظم پر ملے حق سے — محمدؐ سا کسی مرسل کا رتبا ہو نہیں سکتا
طبیب آئے علاج آ کر کرے سو بار بھی لیکن — تمھارے ہجر کا بیمار اچھا ہو نہیں سکتا
تمھارا چاہنے والا ہوں دل قرباں ہے تم پر — تمھارا ہو کے ہرگز میں کسی کا ہو نہیں سکتا

وطن سے میں مدینہ جاؤں دم نکلے وہیں میرا
میں ایسا چاہتا ہوں پر ایسا ہو نہیں سکتا

دکھاتا ہے فلک تو مجھ کو کیوں ہجرِ احمدؐ میں
ترے ہاتھوں مقدر کیوں یہ سیدھا ہو نہیں سکتا

مدینہ میں پہنچ سکتا ہوں روضہ دیکھ سکتا ہوں
جو تم چاہو تو اے سلطانِ دیں کیا ہو نہیں سکتا

ہوئے برسوں کہ سینے سے لگا رکھا ہے یا احمدؐ
جدا دل سے خیالِ روئے زیبا ہو نہیں سکتا

مری تقدیر کا اختر چمک اٹھے کہیں حضرت
بغیر اسکے مکانِ دل میں جلوہ ہو نہیں سکتا

روز و شب تم سے مری ہے یہ التجا یا نبیؐ مصطفےٰ یا نبیؐ مصطفےٰ
اپنا روئے منور دکھا دو ذرا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

آپ سے عرض اتنی ہے بہرِ خدا اب جلد سے ہو مدینے میں جانا مرا
اپنی آنکھوں سے دیکھوں مزار آپ کا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

روضۂ پاک کا میں نظارہ کروں جیتے جی قرب حاصل تمہارا کروں
نکلے حسرت تو ہے زندگی کا مزا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

روئے انور سے پردہ اٹھا دیجئے جلوہ گر ہو کے جلوہ دکھا دیجئے
کوئی حسرت نہیں اور اس کے سوا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

آ کے دنیا کی الجھن میں ایسا پھنسا سامنا زالِ دنیا کا برسوں رہا
بھول بیٹھا جو تھا لفظ قالوا بلیٰ یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

اک زلیخا کو یوسف کی چاہت رہی اسکے دل میں اسی کی محبت رہی
تم پہ قربان سارا زمانہ ہوا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

توشۂ آخرت ہے نہ زادِ سفر حشر کے روز تم اس کی لینا خبر
ہے یہ اختر تمہارا ہی مدحت سرا یا نبی مصطفےٰ یا نبی مصطفےٰ

اللہ کا محبوب پیمبرؐ ہے ہمارا
قسمت یہ ہماری یہ مقدر ہے ہمارا

ہم اسکے ہیں وہ ختم پیمبر ہے ہمارا
کس شان کا حامی پیمبر ہے ہمارا

آئینہ رخسار نبی خواب میں دیکھا
اللہ نے کیا بخت سکندر ہے ہمارا

ساغر ہمیں بھر بھر کے ملینگے لب کوثر
ہم جانتے ہیں ساقی کوثر ہے ہمارا

تعلیم محمد سے خضر پائے ہوئے ہیں
کیا شان ہے کس شان کا رہبر ہے ہمارا

آغوش میں آ۔ یاد گلستان مدینہ
پھولوں سے سجایا ہوا بستر ہے ہمارا

باندھی ہے کمر ہم نے مدینہ کے سفر پر
جاتے تو ہیں پھر آگے مقدر ہے ہمارا

ہم اہل خطا کیوں نہ ہوں تقدیر پہ نازاں
جب قابل صد ناز پیمبر ہے ہمارا

ہم کیوں نہ کریں ناز سخن گوئی پہ اختر
مانا ہوا استاد سخنور ہے ہمارا

کہاں چھپا ہے وہ جا کر نظر نہیں آتا
کبھی تو سامنے آئے مگر نہیں آتا

نظر سے ہو گیا غائب دکھا کے ایک جھلک
تڑپ رہا ہوں مگر وہ ادھر نہیں آتا

مدینے جانے کی صورت نظر نہیں آتی
ستارہ بخت کا کیوں اوج پہ نہیں آتا

ملی ہے دولت عشق نبی تو نگر ہوں
نہ آئے ہاتھ اگر سیم و زر نہیں آتا

رسول پاک کا جو جاں نثار عاشق ہے
وہ پھیر کر در فخر بشر نہیں آتا

نشان نقش کف پا حضور والا کا
نظر کہیں بھی سر رہ گذر نہیں آتا

نہ آنکھیں پھوٹی ہیں نہ روشن نہ جلوہ گر سینہ
وہ آفتاب نبوت نظر نہیں آتا

مدینہ جاتے ہیں ہر سال سینکڑوں لیکن
کوئی مدینہ کی لے کر خبر نہیں آتا

نہ ہوتا خلق خدا کا ظہور دنیا میں
وہ تاجدار مدینہ اگر نہیں آتا

سراپا نور مجسم کے حسن کا جلوہ
الٰہی کیوں مرے دل میں اتر نہیں آتا

میں بد نصیب ہوں ایسا کہ حسن روئے نبی
نظر کے سامنے ہو کر نظر نہیں آتا

ہمارے باغ تمنا کی کیا کھلیں کلیاں
نسیم لطف کا جھونکا ادھر نہیں آتا

در حضور پہ جانا ہوا نہیں اختر
چمک کے اخترِ بخت اوج پر نہیں آتا

حضور آپ نے مجھ خستہ تن کو چھوڑ دیا
خراب حال غریب الوطن کو چھوڑ دیا

چلا ہوں جب میں مدینہ وطن کو چھوڑ دیا
نبی کی یاد میں فرزند و زن کو چھوڑ دیا

جو ہم نے شہر مدینہ کے بن کو چھوڑ دیا
نہ عشقِ شاہ میں دیوانہ پن کو چھوڑ دیا

گئے جو زائرِ روضہ نبی کے روضہ پہ
خیالِ گردشِ چرخِ کہن کو چھوڑ دیا

ہمیں جو دامنِ بخشش نبی کا ہاتھ آیا
حسابِ حشر کے رنج و محن کو چھوڑ دیا

چمن مدینہ کا جب سے سمایا آنکھوں میں
وطن کے عیش کو سیرِ چمن کو چھوڑ دیا

نبھایا عشقِ پیمبر ہمارا تھا یہ شعار [illegible]
جو ہم نے عشقِ رسولِ زمن کو چھوڑ دیا

ہمیشہ مدح و ثنا ہی کے پڑھتے ہیں اختر
یہ کون کہتا ہے بزمِ سخن کو چھوڑ دیا

ثنائے ابروئے شہ میں قلم جھکا اختر
کب اس نے وقتِ رقم بانکپن کو چھوڑ دیا

دنیا میں ہمیں آ کر کرنا ہے تو کیا کرنا
اک ذکرِ نبی کرنا اک یادِ خدا کرنا

اتنا تو کرم مجھ پر محبوبِ خدا کرنا
محشر میں مجھے دامِ عصیاں سے رہا کرنا

ایماں کی دولت ہے بخشش کا وسیلہ ہے
اوصافِ شہنشاہِ دیں صبح و مسا کرنا

دکھ درد الم سہنا آرام سے خوش رہنا
ہر حال میں اے مردِ حق شکرِ خدا کرنا

لکھ لکھ کے عبث نسخے دیتے ہو طبیبو تم
بیمارِ محبت کی مشکل ہے دوا کرنا

مے نوشِ محبت کو محشر میں لبِ کوثر
ساغر مئے کوثر کا یا شاہ عطا کرنا

دربارِ محمد میں ہو جائے گذر میرا
اتنی تو مدد میری اے بختِ رسا کرنا

دیکھوں کہیں آنکھوں سے گلزارِ مدینہ میں
پھولوں کا کھلا کرنا غنچوں کا ہنسا کرنا

سرکارِ مدینہ پر سلطانِ مدینہ پر
دل اپنا فدا کرنا جاں اپنی فدا کرنا

جو عاشقِ صادق ہے یہ کام اُسی کا ہے
حضرت کی محبت میں ہستی کو فنا کرنا

دم نکلے اگر تن سے ہو نامِ ترا لب پر
یارب تو قبول اتنی اخترؔ کی دعا کرنا

حق نے فدائے صاحبِ توقیر کر دیا
روشن مرا ستارۂ تقدیر کر دیا

خامہ نے وصفِ رُخ ترا تحریر کر دیا
والفجر کا خلاصہ تفسیر کر دیا

تیری تجلیوں نے نبوت کے آفتاب
حیراں بنا دیا مجھے تصویر کر دیا

قربان جاؤں میں ترے اے جذبِ شوق تُو
محوِ جمالِ صاحبِ توقیر کر دیا

شیدائی کس کا ہوں تجھے یہ بھی نہیں خبر
در در کا مجھ کو کیوں فلکِ پیر کر دیا

گیسوئے مصطفیٰ کی محبت کے میں نثار
جس نے اسیرِ حلقۂ زنجیر کر دیا

جب سے میں عاشقِ شہِ کون و مکاں ہوا
سب جاں میرا عشق نے تشہیر کر دیا

اٹھ اٹھ کے دل میں دردِ محبت نے بار بار
مجھ کو سراپا درد کی تصویر کر دیا

چمکا کے شہ نے خواب میں رُخ کی تجلیاں
آئینہ دارِ جلوۂ تعبیر کر دیا

میں ہو گیا نبی کا نبی ہو گئے مرے
دونوں کو عشق نے شکر و شیر کر دیا

اخترؔ خدا نے مشغلۂ نعت کیا دیا
بابِ عطا میں صاحبِ جاگیر کر دیا

دینِ محمدی کا جو قائل نہیں رہا
دونوں جہاں میں وہ کسی قابل نہیں رہا

یادِ خدا سے جو کبھی غافل نہیں رہا
مشکل جو اُس کا کام ہے مشکل نہیں رہا

جو جاں نثارِ سرورِ عادل نہیں رہا
وہ باغِ خلد پانے کے قابل نہیں رہا

حق تو یہ ہے کہ جب سے ملی راہِ حق ہمیں
دل میں خیالِ دعوئے باطل نہیں رہا

اُلفت حبیبِ پاک کی دل میں مرے رہی
خالی تمام عمر مرا دل نہیں رہا

گنجینۂ مراد نے اُس کو غنی کیا
مفلس درِ حضور کا سائل نہیں رہا

خلقِ نبی کو دیکھ کے سر ہی جھکا دیا
تا عمر آپ کو دعوے باطل نہیں رہا

یارب میں اس قدر ہوں گنہ پہ شرمسار
محشر میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا

اخترؔ دل آیا جب سے خدا کے حبیب پر
میں جاں نثارِ حور شمائل نہیں رہا

جو بے پردہ جمالِ احمدِ مختار ہو جاتا
زمیں کا فرشِ خاکی مہبطِ انوار ہو جاتا

شبِ فرقت جو فضلِ ایزدِ غفار ہو جاتا
عیاں ہم پر جمالِ احمدِ مختار ہو جاتا

کرم اتنا تو میرے حال پر سرکار ہو جاتا
کہ میں حاضر حضوری میں شہِ ابرار ہو جاتا

جو بھر کر ساغرِ توحید دیتا ساقیٔ وحدت
تو کیفِ سرمدی سے دل مرا سرشار ہو جاتا

جو دیتا جان سرکارِ مدینہ کی محبت میں
جہانِ عشق کی سرکار میں سردار ہو جاتا

اگر سوتے کسی دن جلوہ آرا خواب میں ہو کر
تو دل سے نثارِ احمدِ مختار ہو جاتا

مرے آقا مرے پیارے نبی سرکارِ عالم
تم آجاتے تو اچھا ہجر کا بیمار ہو جاتا

قبول اپنی غلامی میں جو کر لیتے مجھے آقا
تمہارا بندۂ بے دام اے سرکار ہو جاتا

اگر تحریر کرتا مدحِ شاہِ بحر و بر اخترؔ
قلم ہر صفحۂ کاغذ پہ گوہر بار ہو جاتا

مدینہ ہند سے جانا اگر اک بار ہو جاتا
میں شیدائی فدائے سیدِ ابرار ہو جاتا

مجھے خواب میں آکر اگر چہرہ دکھا دیتے
مری حسرت نکل جاتی مجھے دیدار ہو جاتا

اگر ملتا مجھے جامِ مئے توحید اے ساقی
ترے میخانۂ وحدت کا میں میخوار ہو جاتا

نبی آکر جو بحرِ غم کی موجوں سے بچا لیتے
مرے دل کی تمناؤں کا بیڑا پار ہو جاتا

زمانہ میں سزا کیوں دار کی منصور کو ملتی
نہ حق کہتا نہ حق کا اس طرح اظہار ہو جاتا

اگر کلیاں تمناؤں کی کھل کر پھول بن جاتیں
بہار آتی مرا دل تختۂ گلزار ہو جاتا

اگر ایوانِ محبوبِ خدا مجھ کو نظر آتا
میں بڑھ کر ہمکنارِ سایۂ دیوار ہو جاتا

نشاطِ درد سے سرور بہ عالم تو پا تا نہیں اگر اختر
تو جیون کو چھپانے کے لئے تشنہ ہو جاتا

جب بیاضِ حسن میں شاہِ مدینہ ہوا — یا الٰہی مقصود [illegible] ہوا
آسمان کا چھوٹا [illegible] ہوا — تو [illegible] ہوا

یاد ہو بنوت ترے لطف سے — خاتمِ دل کا روشن نگینہ ہوا
جب نہ حاصل ہوا وصلِ محبوبِ حق — ہم سمجھیں گے ہر کا جینا ہوا
نا خدا ان کے امت کے آئے نبی — پار دریائے غم سے سفینہ ہوا
ہم کو نورِ مجسم ملا وہ نبی — جس کے جلوے سے معمور سینہ ہوا
اسمیں جب آکے جلوہ سمایا ترا — غیرتِ طورِ سینا جو سینہ ہوا
دونوں عالم میں اسکو سزا مل گئی — شاہ سے منحرف جو کمینہ ہوا

مشغلِ مدح و ثنا سے ہوا [illegible]
وصلِ احمد کا حاصل قرینہ ہوا

جلوۂ نورِ محمد نے اجالا کر دیا — کفر کی ظلمات کا [illegible] دنیا سے کنارا کر دیا
میرے جیسے مدح خواں کا رتبہ اعلیٰ کر دیا — عشق نے [illegible] مجھے [illegible] کر دیا
یوں تو لاکھوں انبیا آئے زمانے میں مگر — احمدِ مرسل کا حق نے بول بالا کر دیا
ذلت و غیرت ہی تیرے ہاتھ اے پروردگار — فضل جب تیرا ہوا ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
کھینچکر نقشہ سراپا تو نے نقاشِ ازل — سارے عالم سے محمد کو نرالا کر دیا
اک کلیدِ الفتِ احمد عطا کرکے ہمیں — تو نے یا رب وا درِ مقصد کا تالا کر دیا

تم نے اختر لکھ کے وصفِ سالکِ نعلینِ نبی
آبدار اشعار کو موتی کا مالا کر دیا

تصور میں نظر کے سامنے طیبہ کا منظر تھا — تصور میں یہ نظارہ مرا بہتر سے بہتر تھا

بہاروں پہ تھی یادِ الفت چمن میں جو تھا
معطر ہی مشک کا شگفتہ ہر گلِ تر تھا

سحر دیں بادِ الفت سے ہم آغوشِ لحد تھا
ہر اک منہ سے جاری نعرۂ اللہ اکبر تھا

خمِ ساقیِ کوثر میں جو جوشِ مئے توحید تھا
کہ جس کی اک نسیم کا قطرہ قطرہ موجِ کوثر تھا

چمکتا ہی ترا لمعہ آفتاب میں برج تھا
زمیں کا ذرہ ذرہ نور سے تیرے منور تھا

نبی کے داغِ الفت سے مرا سینہ روشن
مرے دل کا سینہ خانہ جاودانہ کا منظر تھا

مئے توحید سے سرشار یارانِ محمد تھے
مئے توحید کا شام و سحر گردش میں ساغر تھا

نبی کے ہجر میں یہی رسائی نالۂ دل کی
کہ نکلا جو منہ سے اور دم بھر میں فلک پر تھا

ازل سے عاشقانِ سرورِ کون و مکاں ہم
مقدر ایسا کس کا تھا ہمارا ہی مقدر تھا

تصور میں ترے جب آنکھیں بند کیں میں نے
تو دیکھا کہ شہ کے آستانے پر مرا سر تھا

چمکتا کیوں نہ ایسا میں جہانِ نعت میں اختر
کہ تابندہ ازل سے ہی مرا نجمِ مقدر تھا

دامِ تزویر سے دنیا کے بچانے آجا
یا نبی تیرے سوا کون سنبھالے آجا

زہے قسمت جو مجھے ساقیِ کوثر فرمائیں
مئے توحید کے لبریز ہیں پیالے آجا

تیرے دیدار کی مشتاق ہیں آنکھیں کب سے
اے جوانِ عربی سب سے نرالے آجا

تیرے جلووں سے مٹی کفر کی ظلمت ساری
خانۂ دل میں زمانے کے اجالے آجا

شبِ معراج میں خالق نے محمدؐ سے کہا
مجھ سے لے بخششِ امت کے قبالے آجا

دیکھتا ہے جو تجھے جلوۂ محبوبِ خدا
ہوش میں آکے ذرا دیکھنے والے آجا

منہ سے باہر نکل آتے ہیں جو گھبرائے ہوئے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھ کو مرے نالے آجا

تھک کے بیٹھا ہوں کٹے راہِ مدینہ کیونکر
یا نبی پڑ گئے ہیں پاؤں میں چھالے آجا

ناز سے دائی حلیمہؓ نے تجھے پالا تھا
اے مرے پیارے نبی ناز کے پالے آجا

درِ محبوب سے آنے لگی آوازِ اختر
اپنی بگڑی جو بنانا ہے بنا لے آجا

ردیف بائے موحدہ

جب اٹھیں فردوس میں پہنچیگا قربان حبیب
منتظر فردوس میں بیٹھیں گے ثناخوان حبیب

یہ ہیں الطاف کریمانہ یہ احسان حبیب
ہیں حبیب اللہ کے نزدیک یاران حبیب

شام غم جب ہوگی نذر روئے تابان حبیب
صبح دکھلائیگی ہمیں صبح گلستان حبیب

امت عاصی کا پردہ رکھ لیا معراج میں
یہ کرم ہر امتی پر ہے یہ احسان حبیب

آفتاب حشر کی حدت نکلیگی دور سے
سائباں رحمت کا بن جائیگا دامان حبیب

تیرے آتے ہی جہان دل کی بڑھ جائیگی شان
آ جہان دل میں تو لے رحمت شان حبیب

وہ ہیں محشر سند بن جائیگی فردوس کی
جو ہمارے دل نشیں ہے الفت شان حبیب

ہم نے جس زوار سے پوچھا یہی اس نے کہا
ہے عجب مرغوب دل یہ گلستان حبیب

کسقدر عنبر فشاں ہے مسکن قدسی عطر بیز
[illegible] گلستان حبیب

سوئے یثرب جو کوئی دیوانہ الفت گیا
پائے بوسی کو بڑھے خار بیابان حبیب

یہ تمنا ہے مرے دل میں کہ اختر ایک دن
میرا مسکن ہو پس دیوار ایوان حبیب

آپ ہیں شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ فخر عرب
آپ سے پھیلی ہے دنیا میں ضیا فخر عرب

آپ ہیں باغ مدینہ کی فضا فخر عرب
آپ ہیں وجہ بہار دلکشا فخر عرب

ہم کو قسمت سے ملا اس شان کا فخر عرب
ختم پیغمبر حبیب کبریا فخر عرب

تابع فرماں ہے سب خلق خدا فخر عرب
دونوں عالم کے ہو تم فرماں روا فخر عرب

مستیوں کا ہے خمار آنکھوں میں ملتی ہے بغیر
تیرے بے کیف عشق نے جو دیا فخر عرب

جس کے نام پاک بھیجو مومنو ان پر درود
ہیں محمد مصطفیٰ صل علی فخر عرب

آپ کا دیدار ہی گویا ہے دیدار خدا
ہیں سراپا مظہر ذات خدا فخر عرب

جلوہ آرائی تیری ہے باعثِ دل بستگی
وسعتِ دل ہیں مرے آکر سما فخرِ عرب

ذرہ ذرہ سے جو نورانی قبا پہنے ہوئے
یہ سبب ہے تیرے مہرِ حسن کا فخرِ عرب

تیری آنکھوں میں مری دل میں ہو رہتی کی جگہ
ہیں تری صدقے تیرے قربان اے فخرِ عرب

کچھ نہیں ہے پاس اختر کے بجز نامِ ایسے
روزِ محشر ہے تمہارا آسرا فخرِ عرب

شبِ فرقت جو کوئی ہو گیا شیدا بیتاب
وہ تڑپتا ہوا پھر دل نظر آیا بیتاب

تیرے جلوے نے کیا برقِ تجلی بیتاب
بن گیا ہوں ترے جلوے سے سراپا بیتاب

حشر کا ہوگا خطرناک کچھ اب منظر
جس کو دیکھو سرِ محشر وہی ہوگا بیتاب

یاد میں سرور کے اسے وہی ہے تسلی آکر
شوقِ دیدار میں ہوتا ہے جو شیدا بیتاب

تیرے دیدار کی حسرت نے جوان عربی
کیا بتاؤں مجھے کر رکھا ہے کیا کیا بیتاب

نظر آتی نہیں آرام کی صورت کوئی
رہتے ہیں عاشقِ سلطانِ مدینہ بیتاب

اے فراقِ شہِ والا ترے ہاتھوں شبِ غم
کبھی لیٹا کبھی بیٹھا کبھی اٹھا بیتاب

کس کے دل پہ نہیں چوٹ الفتِ احمد تیری
کون ہے ایسا بشر جو نہیں ہوتا بیتاب

حال بیتابیِ دل ہجرِ نبی میں جو لکھا
نظر آیا ورق ایک ایک سراپا بیتاب

آمنہ بی بی کا دلبر جو کہیں گھر سے گیا
اسکی فرقت میں ہوئی دائی حلیمہ بیتاب

جس کو ہے عشقِ نبی روزِ ازل سے اختر
زندگی بھر اسے پایا اسے دیکھا بیتاب

احدا احمد کا خریدار تھا معراج کی شب
گرم دیدار کا بازار تھا معراج کی شب

لیکے فرمانِ خدا آئے جو جبریلِ امین
بختِ سرکار کا بیدار تھا معراج کی شب

حور و غلماں تھے جمالِ شہِ دیں کے مشتاق
ہر ملک طالبِ دیدار تھا معراج کی شب

فرش پر تھا کہ ابھی عرش پہ چمکا وہ براق
ایک تجلی دمِ رفتار تھا معراج کی شب

ہر طرف نور محمدؐ کی ضیا باری ہوئی تھی
ہر فلک مطلعِ انوار تھا معراج کی شب

آسمانوں کو جو کیا سجے تھے سے حبیب
منتظر ایزد تعالیٰ تھا معراج کی شب

قرب پانے کو چلے سیرِ عرشِ بریں کو فخرِ بشر
حسن محبوب ضیا بار تھا معراج کی شب

تم تصور میں نظر آتے ہو سرور روز و شب
سامنے آنکھوں کے رہتے ہو محبوب نظر روز و شب

کیا کہوں ہے حال دل پھر دلِ بیتاب ہے
چل رہا ہے فرقتِ سرور کا نشتر روز و شب

پھول ہوتے ہیں نچھاور گلشنِ فردوس کے
روضۂ رحمت پیمبر پر برابر روز و شب

تم تصور میں ہو میری نظر کے سامنے
تم کو میں دیکھا کروں ختم پیمبر روز و شب

جو ہیں شیدائے پیمبر جو ہیں شیدائے نبی
لوٹتے ہیں دولتِ عشقِ پیمبر روز و شب

بن گیا ہے نور کا مرکز مرا دل اس لئے
دل میں رہتا ہے خیالِ روئے انور روز و شب

ہر ورق پر ہے ثبت خیالِ محمدؐ ہے رقم
کیوں نہ چمکے نقطہ نقطہ سا اختر روز و شب

ردیف بائے فارسی

یا نبیؐ آگاہ ہیں میرے دلِ مضطر سے آپ
کچھ تو دیں اس کو تسلی یا نبیؐ آکر کے آپ

ہم گنہگارانِ امت ہیں بھروسے ہے مگر
بخشوا دیں گے یقیناً داورِ محشر سے آپ

عرش پر پہنچے شبِ معراج محبوبِ خدا
جا کے دم بھر میں ملے آ کے خالقِ اکبر سے آپ

آپ کا در کیا ہے یا حضرت درِ فیاض ہے
پھیرتے خالی نہیں سائل کو اپنے در سے آپ

منتظر دیدار کے ہم طالبِ دیدار ہیں
اک ذرا پردہ اٹھا دیں عارضِ انور سے آپ

آپ کو پہچان لے گا آپ کا ہر امتی
جب کبھی نکلیں گے باہر مجمعِ محشر سے آپ

کب سے ہم آکر کھڑے ہیں انتظارِ دید میں
لائیے تشریف باہر روضۂ انور سے آپ

عرض ہے استاد سے میری عروسِ نظم کو
کیجئے آراستہ اصلاح کے زیور سے آپ

یوں نبی فرمائیں گے میرا ثناخواں ہے یہی
جب ملیں گے عرصہ گاہِ حشر میں اختر سے آپ

اپنا جلوہ بھی دکھائیں آپ
حسرتِ دل مری مٹائیں آپ

میری دنیائے دل میں آئیں آپ
میری دنیائے دل بسائیں آپ

کیوں نکیرین سے کریں ہم خوف
اپنے ہونگے وہ انہیں بتائیں آپ

میری آنکھیں ہیں دید کی مشتاق
ایک جھلک حسن کی دکھائیں آپ

عاشقِ زلفِ جاناں کر مجھ کو
دور کر دیں گے سب بلائیں آپ

ایک دن تو دکھایئے مجھ کو
گلشنِ حسن کی فضائیں آپ

اپنے ابرِ کرم کے چھینٹوں سے
میرے دل کی لگی بجھائیں آپ

دیکھ لیں حسن کی ضیا باری
پردہ رخ سے ذرا اٹھائیں آپ

سر کے بل آئے ہند سے اختر
اپنے در پہ اگر بلائیں آپ

ردیف تائے قرشت

کہا جبریل سے خالق نے کہ جا آج کی رات
میرے پیارے مرے محبوب کو لا آج کی رات

میری جانب سے یہ کہنا مرے محبوب سے تو
اپنے نزدیک بلاتا ہے خدا آج کی رات

عرض کی جا کے یہ جبریل امیں نے چلیے
شبِ معراج ہے محبوبِ خدا آج کی رات

اپنا دیدار دکھانا ہے خدا کو منظور
ہوگا حاصل شہِ دیں قربِ خدا آج کی رات

کہا جبریل نے حاضر ہے سواری کو براق
ہوں سوار اس پہ شہِ ہر دو سرا آج کی رات

سطحِ افلاک پہ صف بستہ ملائک تھے تمام
غل یہ تھا آتے ہیں محبوبِ خدا آج کی رات

اپنے محبوب سے مل کر یہ کہا خالق نے
جس قدر راتیں ہیں سب ان سے ہی سوا آج کی رات

مانگنا جو ہو تجھے مانگ جو رستہ پیارے حبیب / تیری خاطر در رحمت ہے کھلا آج کی رات

بخشدی امت عاصی تیری کہنے سے ترے / تو نے جو چاہا وہی ہو کے رہا آج کی رات

دل کے خالق سے جو آئے تو نعمت لائے / عفو امت کے ہوئے جرم خطا آج کی رات

مانگنے والے وفا مانگ رہے ہیں اخترؔ / تو بھی بخشش کیلئے ہاتھ اٹھا آج کی رات

ردیف تائے ثقیلہ

کیا الفت نبی کی ہے یہ ہونہار چوٹ / اک تیر ہے کہ ہو گئی ہے دل کے پار چوٹ

تیری لگی ہے عشق شہ ذی وقار چوٹ / تیرے سوا کسی کی نہیں زینہار چوٹ

دل میرا تجلیوں کا ہے مرکز بنا ہوا / کھائے ہوئے ہے جب سے دل بیقرار چوٹ

اللہ رے کمال محبت ترا اثر / تیرے سبب ہے دل کی طرح بیقرار چوٹ

بیتابیاں بڑھی ہیں تڑپتا ہے دل مرا / یاد نبی کی ہے وہ شب انتظار چوٹ

کس کس مزے سے آکے خیالات مصطفٰے / دل میں مرے لگا رہے ہیں بار بار چوٹ

اخترؔ یہ ہے تجلی انوار مغفرت / عشق نبی کی دل میں ہے جو غمگسار چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

حضور آپ آکے مٹائیں حوادث / نہیں منھ نہ اپنا دکھائیں حوادث

اگر مجھ پہ ہو جائے لطف محمد / مرے دل میں رہنے نہ پائیں حوادث

خیال محمد ہٹا دے گا آکر / یہ مانا کہ ہیں دائیں بائیں حوادث

کروں گا میں سیر گلستان طیبہ / ہزار اپنی باندھیں ہوائیں حوادث

ستاتا ہی ہے اب دل فراقِ نبی میں
بھلا ہم کہاں تک اٹھائیں حوادث

ہے اب التجا مصطفےٰ تو ہی آکر
ہٹا دو ستائے دل میں پھر آئیں حوادث

اسی بات کا مجھ کو رہتا ہے کھٹکا
کہ جیسی کہ میری ستائیں حوادث

خبر لو مری یا حبیبِ مدینہ
ڈراتے ہیں بت کر ڈرائیں حوادث

لگا ہے یہ کچھ شیشۂ دل شکستہ
تو کیوں دل سے اختر بھلائیں حوادث

غیر ممکن ہے کہ ہوں اور کسی کا یا غوث
جب کہا تا ہوں ازل سے ہیں تمہارا یا غوث

ہے قدم دوش پہ ولیوں کے تمہارا یا غوث
تم کو خالق نے دیا رتبہ اعلیٰ یا غوث

یہ ہو آباد جو رکھو قدم اپنا یا غوث
کب سے خالی ہے تمناؤں کی دنیا یا غوث

مجھ کو بغداد میں پاس اپنے بلا لو آقا
نظر آجائے تمہارا کہیں روضہ یا غوث

شوقِ دیدار میں بیتابئ دل اور بڑھی
جب کبھی مجھ کو خیال آپ کا آیا یا غوث

کھنچ گیا سامنے آنکھوں کے تمہارا نقشہ
جب تصور میں لیا نام تمہارا یا غوث

روشنی پھیل گئی میرے جہانِ دل میں
جب ضیا بار ہوا آپ کا جلوہ یا غوث

میری آنکھوں میں سما جاؤ مرے دل میں رہو
تم نکالو گے تو نکلے گی تمنا یا غوث

مجھ پہ طاری ہوا اک وجد کا عالم اختر
جوشِ الفت میں کبھی منہ سے جو نکلا یا غوث

ردیف جیم تازی

جلوہ گر نورِ مصطفےٰ ہے آج
نور ہی نور جا بجا ہے آج

آمدِ شاہِ دوسرا ہے آج
درِ جنت کھلا ہوا ہے آج

لطفِ محبوبِ کبریا ہے آج
ابرِ رحمت برس رہا ہے آج

شبِ معراج شہ سے حق نے کہا
مانگ جو تجھ کو مانگنا ہے آج

کہا حضرت نے بخش دے امت
تجھ سے یا رب یہ التجا ہے آج

ہے جمالِ محمدی کا ظہور
دل میں بجلی ہوئی ضیا ہے آج

مل رہی ہے شرابِ عشقِ نبی
بھر کے شربت پی کے جو مستا ہے آج

لب پہ نام آتے ہی محمد کا
کیا زباں کو مزا ملا ہے آج

روزِ محشر کہیں گے ہم عاصی
یا نبی تیرا آسرا ہے آج

تیرے قرباں اے تصورِ ہم
جلوہ شہ کا دکھا دیا ہے آج

شعر کا نقطہ نقطہ اے اختر
بن گیا دُرِّ بے بہا ہے آج

پہن کر آئے جو فخرِ بشر تاج
سراپا نور کا تھا زیبِ سر تاج

مقدر پہ ہیں نازاں اس لیے ہم
محمد سا ملا ہے ہم کو سرتاج

نبیؐ کو ہم نہ کیوں سرتاج سمجھیں
خدا کو جب ہو منظورِ نظر تاج

نبیؐ کے جسم پر تھا خلعتِ نور
تھا نورانی نبیؐ کے فرق پر تاج

نواسے شبرؓ و شبیرؓ دونوں
شہنشاہِ دو عالم کے ہیں سرتاج

مرے محبوب کا یہ مرتبہ ہے
مرا محبوب ہے نبیوں کا سرتاج

نظر آیا محمد کا سراپا
جو چمکا ان کے تنویرِ سحر تاج

محمدؐ کے قدم معراج کی شب
بنے عرشِ معلّٰی کے ہیں سرتاج

شہِ دیں حشر میں آئیں گے اختر
شفاعت کا پہن کر فرق پر تاج

عرض ہے تجھ سے خدا جس کا یہ چہلم ہے آج
عفو کر اس کی خطا جس کا یہ چہلم ہے آج

قبر میں آرام سے حشر تک سونا ملے
اس پہ ہو فضلِ خدا جس کا یہ چہلم ہے آج

صدقے تری شان کے اے خدا تو بخشدے
اس کے سب جرم و خطا جس کا یہ چہلم ہے آج

نارِ دوزخ سے بچا اور دامِ عصیاں سے چھڑا
اس کو جنت کر عطا جس کا یہ چہلم ہے آج

خالقِ اکبر ہے تو اور داورِ محشر ہے تو
فضل سے ہے آسرا تیرا جس کا یہ چہلم ہے آج

اس کے خویش و اقربا سب ہو گئے اس سے جدا
وہ عدم کو چل دیا جس کا یہ چہلم ہے آج

مانگ لے اختر دعا تو دونوں ہاتھ اپنے اٹھا
دے اسے جنت خدا جس کا یہ چہلم ہے آج

ردیف جیم فارسی

رہا قولِ شہنشاہِ زمن سچ
نکلتا تھا دہن سے ہر سخن سچ

خدا قرآن میں فرما چکا ہے
نکالیں منھ سے باتیں مرد و زن سچ

ہمیشہ جھوٹ سے بچتے ہیں سب
خدا کو ہے پیارا ہر سخن سچ

خدا کی حمد میں گاتے ہیں ہر روز
ترانے عندلیبانِ چمن سچ

تصور یہ بتا کھینچا جو تو نے
ہے کیا تصویرِ شاہِ ذو المنن سچ

دکھائے گا بیابانِ مدینہ
ضرور اک دن مرادِ دیدۂ من سچ

نکالو بھی زباں سے تم جو اختر
تو نعتِ شاہ میں شعر و سخن سچ

ردیف حائے حطی

دل سے نہ جائے یادِ پیمبر کسی طرح
خالی رہے نہ میرا بھرا گھر کسی طرح

بن جائے جذبِ دل مرا رہبر کسی طرح
پہونچوں میں آستانِ نبی پر کسی طرح

پروا نہیں ہے سارا زمانہ جو چھوٹ جائے
چھوٹے مگر نہ دامنِ سرور کسی طرح

جا کر درِ سرور دیکھوں روضۂ رسولؐ کا
کعبہ کا ہو طواف میسر کسی طرح

میرے جہانِ دل میں یہ حسرت تھا کرے
اللہ نظر عشقِ پیمبرؐ کسی طرح

اے مرکزِ جمالِ محمدؐ ترے لئے
ہم ہو تو وسعتِ دل مقصد کسی طرح

ممکن نہیں کہ امتِ عاصی کو بھولیں
... روزِ شفاعت محشر کسی طرح

دکھا کر دل میں حسنِ نبیؐ کی تجلیاں
ہو سکتے نہ پاس کے دور یہ منظر کسی طرح

خورشید آسمانِ رسالت کے فیض سے
روئے زمیں پہ چمکے یہ اختر کی طرح

ردیف خائے معجمہ

اس گلِ گلزارِ وحدت کا ہے جلوہ شاخ شاخ
کیا فضا میں دے رہا ہے حسن کلیاں شاخ شاخ

اے چمن آرائے عالم باغِ عالم ہے ترا
ہے ثناخواں غنچہ غنچہ پتا پتا شاخ شاخ

اے گلِ وحدت بہارِ گلشنِ فطرت ہے تو
کیوں نہ چٹکیں پھر کلیاں کھلا شاخ شاخ

نہالِ آرزو نے نور کا پہنا لباس
اس سراپا نور کا جب حسن چمکا شاخ شاخ

سطحِ گلزارِ جہاں پر جب نظر اپنی پڑی
تیری قدرت کا نظر آیا تماشا شاخ شاخ

تھیں بہاروں پہ بہاریں گلشنِ انوار کی
تھا نمایاں شہ کا حسن پیارے پیا شاخ شاخ

نغمۂ نعتِ محمدؐ کی صدا آنے لگی
وجد میں آ کر جھوما پتا پتا شاخ شاخ

آمدِ وجہِ بہار آمنہ سے دہر میں
بن گیا تھا پھول کھل کر غنچہ غنچہ شاخ شاخ

تو حقیقت کی نظر رکھتا ہے اے اختر اگر
دیکھ ہے تحریرِ نعتِ شاہِ والا شاخ شاخ

ردیف دال مہملہ

سرک اے نقابِ جمالِ محمدؐ
کہ دیکھوں رخِ بے مثالِ محمدؐ

کہیں خواب میں ہو وصالِ محمدؐ
ان آنکھوں سے دیکھوں جمالِ محمدؐ

جہاں سے چھپی پیکروں مہ و شمس
کوئی تو بتا دے مثالِ محمدؐ

مرے تن سے پھر روح نکلے الٰہی
نظر آئے پہلے جمالِ محمدؐ

سیہ کاریاں دو کہیں دل سے اپنے
ہے آئینہ سب پر کمالِ محمدؐ

ہو آیا ملے خلق کے ساتھ اس سے
یہ ہے ایک ادنیٰ امثالِ محمدؐ

خدا نے طلب کر کے معراج کی شب
مسرت سے بدلا ملالِ محمدؐ

نہ جنّت سے آئے جو تو میرے دل میں
جگہ دوں تجھے اے خیالِ محمدؐ

چمکتا ہے ہر نقطہ بن بن کے اخترؔ
میں لکھتا ہوں جب وصفِ خالِ محمدؐ

روز حضرت پہ بے شمار درود
بھیجیں حضرت کے جاں نثار درود

نکلیں ہر سانس سے ہزار درود
یوں ادا ہوں گے بے شمار درود

سرورِ دو جہاں کی خدمت میں
مومنو بھیجو بار بار درود

دل کا آئینہ صاف کرتا ہے
ہے تجلّیِ قلبِ زار درود

مردِ مومن اگر کماتا ہے
پڑھ محمدؐ پہ بے شمار درود

مغفرت کے لئے قیامت میں
ہو گا ہم سب کا غمگسار درود

جب محمدؐ کا نام آتا ہے
دل سے پڑھتے ہیں بار بار درود

باغِ جنّت دلائے گا ہم کو
مومنو وجہِ صد بہار درود

وِرد رکھو حسین خاں اخترؔ
ہے شفاعت کا ذمہ دار درود

وسیلہ ہمارا ہے احمد محمدؐ
زباں پر نہ کیوں ہو محمد محمدؐ

مرے دل میں ہو خوف بیحد محمدؐ
کرو آ کے آسیبِ غم رد محمدؐ

ہیں سردار کونین احمد محمدؐ | ہیں سلطان دیں شاہ احمد محمدؐ
در پاک پہ پہرے سے ہم کھڑے ہیں | کریں لطف ہو کر بر آمد محمدؐ
زیارت کروں دیکھوں آنکھوں سے روضہ | بلائیں مجھے سوئے مرقد محمدؐ
وہی بخشوائیں گے محشر میں ہم کو | خدا کے جو پیارے ہیں احمد محمدؐ
پریشانیٔ دل یہ کب دور ہوگی | پریشاں ہوں فرقت میں بے حد محمدؐ
اگر خواب میں آپ ہوں رونق افزا | مسرت میسر ہو از حد محمدؐ

انہیں کا ثنا خواں ہوں روز ازل سے
جو اختر ہیں محبوب ایزد محمدؐ

ردیف دال ثقیلہ

یثرب کے بن میں لگے قطار بیشمار جھنڈ | تفریح گاہ عشاق ہیں کیا بیشمار جھنڈ
ہیں جن کے سائبانِ کرم سایہ دار جھنڈ | شیدائے مصطفےٰ پہ ہوئے سب نثار جھنڈ
عشاق شاہدیں کی سلامی کیواسطے | صف بستہ ہو کے باندھے ہوئے ہیں قطار جھنڈ
طیبہ کے دشت میں قدم آئے ہیں شاہ کے | دکھلائیں کیوں نہ اپنی نرالی بہار جھنڈ
سمجھا ہی میں دیکھ کے یثرب کی وادیاں | زرکار سبزہ زار ہے یا زرنگار جھنڈ
تجھ پر بہار گلشنِ وحدت کے گلعذار | قربان دشت طیبہ کے ایسے ہزار جھنڈ
اے سرزمینِ دشت دیارِ مدینہ تو | آغوش میں لئے ہوئے ہے بیشمار جھنڈ
یارب مدینہ ہو کر آجاتا تو دیکھ لوں | شاداب ہیں جو دشت کے گرد و دیار جھنڈ

اختر جلائے دل تجھے منظور ہو تو چل
ہیں جادۂ مدینہ میں آئینہ دار جھنڈ

ردیف ذال

تو نے اے عشقِ نبیؐ وہ مجھے بخشا تعویذ کہ جہاں میں نہیں اس سے کوئی اچھا تعویذ

نقش ہے دل پہ مرے حبِّ نبیؐ کا تعویذ حشر تک کون مٹا سکتا ہے ایسا تعویذ

دور مجھ سے رہا آسیبِ غم و رنج و الم مرحبا نام محمدؐ کا ملا کیا تعویذ

اپنی آنکھوں سے لگاؤں جو مدینہ جاؤں مرقدِ سرورِ عالم کا سراپا تعویذ

ہند سے روضۂ اقدس پہ بلائیں حضرت میرے مولا تو مجھے دے کوئی ایسا تعویذ

جب سے اے ماہِ مدینہ تو چھپا زیرِ زمیں نور بن بن کے تری قبر کا چمکا تعویذ

ہو گیا نقش جو دل پر شہِ گردوں کا خیال مجھ کو دکھلانے لگا عالمِ بالا تعویذ

لے اڑے ہمتِ پرواز مدینے کی طرف ایسا دے رشکِ سلیمانِ مدینہ تعویذ

کیا جلائے گی اسے نارِ جہنم اخترؔ
ہو گیا نامِ نبیؐ جس کے گلے کا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

جب سے دل آیا ہے روئے شاہ کی تنویر پر لگ گئے ہیں چار چاند آئینۂ تصویر پر

سطحِ دنیا پر بشر، افلاک پر حور و ملک ہیں فدا بدر الدجیٰ کے حسنِ عالمگیر پر

ہجر کی شب میرے نالوں کی رسائی دیکھیے بڑھ کے قبضہ کر لیا ہے عرش کی زنجیر پر

ابرِ رحمت کھل کے برسا فردِ عصیاں دھل گئی حرف تک آیا نہ محشر میں مری تقصیر پر

ہم کو جب بسمل کیا ہے تیغِ عشقِ شاہ نے کیوں گلا اپنا رکھیں قاتل تری شمشیر پر

خاکِ پائے مصطفیٰ کی ہے ازل سے جستجو بھول کر بھی ہم نظر کرتے نہیں اکسیر پر

اس نے فردِ امتِ احمدؐ میں لکھا اپنا نام ناز ہے ہم کو کمالِ کاتبِ تقدیر پر

یا محمد آپ کا دیدار ہو ہم کو نصیب
ایک نظر ہو جائے عرشِ جلال کی تنویر پر

بزمِ عالم میں وہ اک قطرہ ہے بحرِ حسنِ کبریا
پڑ گئی جس کی نظر آئینۂ تقدیر پر

جذبۂ ذوقِ دل اگر لیجائے مجھ کو کھینچ کر
میں پہنچ جاؤں ابھی صاحبِ توقیر پر

ہیں ترے تنویر کے قطرے یہ سارے اے نورِ خدا
جس قدر روشن ہیں اختر آسمانِ پیر پر

مہرِ حسنِ شہ بیچارہ درخشاں ہو کر
بن گیا مرکزِ انوار نمایاں ہو کر

فرقتِ شاہ میں آنکھوں سے جو نکلے آنسو
بن گئے گوہرِ شہوار نمایاں ہو کر

کیا ہوا اچھا کہ خیالاتِ رسولِ مدنی
میرے کاشانۂ دل میں رہیں مہماں ہو کر

بزمِ وحدت میں سنانے لگا دلکش نغمے
عشقِ محبوبِ خدا سازِ رگِ جاں ہو کر

آ گئے ٹھہرا دلِ غمگیں میں خیالِ احمد
شادمانی کا ہماری سر و ساماں ہو کر

حشر میں بخش دیے حق نے مرے جرم و خطا
یہ بلا مجھ کو فدائے شہِ ذیشاں ہو کر

کشش یادِ مدینہ میں لیتے گو بھی
گھر سے نکلے دمِ وحشت جو پریشاں ہو کر

جب نظر آئی مدینہ کی زمیں کی رفعت
آسماں رہ گیا انگشت بدنداں ہو کر

تیری موجوں کا خیال آیا اگر ابرِ کرم
اشکِ غم آنکھوں سے بہنے لگے طوفاں ہو کر

عشقِ احمد نے قدم رکھا جو دل میں میرے
چل دیئے رنج و الم دست و گریباں ہو کر

تم پہ اختر جو رہا حضرتِ راغب کا کرم
ہو گئے مشہورِ جہاں صاحبِ دیواں ہو کر

محمد آئے جب دنیا میں محبوبِ خدا ہو کر
مٹا دیں کفر کی تاریکیاں جلوہ نما ہو کر

خدا نے کی نبوت ختم سردارِ دو عالم پر
جہاں میں دینِ حق پھیلا یا ختم الانبیا ہو کر

زباں پر یا محمد یا محمد کا وظیفہ ہو
الٰہی روح نکلے میری جب تن سے جدا ہو کر

تجھے کیوں آرزو ہے گلشنِ فردوس کی زاہد
گلستانِ مدینہ کی بہار دلکشا ہو کر

زمانے بھر کو روشن کر دیا شمع نبوت نے ۔ چمک اٹھی تجلی صفات کبریا ہو کر
خدا کی بندگی سے کس لئے ہٹتا ہے تو غافل ۔ خدا کو چھوڑ بیٹھا کیوں جہاں میں مبتلا ہو کر
کسی کی آشنائی سے نتیجہ کچھ نہیں نکلا ۔ بڑھا عز و وقار اپنا خدا کا آشنا ہو کر
خودی جس نے مٹا دی مل گیا خود ہی خدا اسکو ۔ جلا دینے لگا دل اس بشر کا آئینہ ہو کر

نکل کر پردۂ وحدت سے کثرت میں قدم رکھا
دکھائی اپنی شان اختر کو تو نے کیا سے کیا ہو کر

قربان ہر بشر کا ہے دل سبزہ زار پر ۔ کیا ہے فضائے باغ مدینہ بہار پر
ہے بے قرار دل نہیں رہتا قرار پر ۔ جب سے دل آ گیا ہے شہ ذی وقار پر
طیبہ کے دشت میں ہے گذر سبزہ زار پر ۔ پاتا ہوں فرش زمرد نگار پر
اے تاجدار حسن مدینہ ترے سبب ۔ چھایا ہے نور ہر شجر سایہ دار پر
بہر طواف رہتا ہے زوار کا ہجوم ۔ شام و سحر مزار رسول کبار پر
جس نے بہار باغ مدینہ کی سیر کی ۔ وہ کیا نظر کرے چمن روزگار پر
ہوتا ہے روز کثرت انوار کا ظہور ۔ سردار دو جہاں کے مقدس مزار پر
روز شمار ہم کو وہی بخشوائیں گے ۔ ناز اس لئے ہے شافع روز شمار پر

دل میں ترے اگر ہے زیارت کی آرزو
اختر وطن سے چل تو نبی کے مزار پر

ردیف رائے ثقیلہ

چلدے مدینہ کیا ہے وطن میں وطن کو چھوڑ ۔ اختر نہ آستان رسول زمن کو چھوڑ
روضہ کی جالیوں میں بنا اپنا آشیاں ۔ اے عندلیب آرزو سیر چمن کو چھوڑ
تو ہی بتا دے ہم کو مدینہ کے نوجواں ۔ کس انجمن میں جائیں تیری انجمن کو چھوڑ

جب تک ملے نہ تجھ کو در مصطفیٰ سے بھیک
اے دست سبے تو نہ در خلق کو چھوڑ دے

سچا ہے عشق، عاشق صادق ہے تو اگر
محشر کے دن نہ دامن شاہ زمن کو چھوڑ دے

دیوانہ پن یہ عشق رسول خدا کا ہے
کہتے ہیں لوگ کیوں مجھے دیوانگی کو چھوڑ دے

لکھتا ہے وصف جب خم ابروئے شاہ کا
اختر دم رقم نہ کبھی بانکپن کو چھوڑ

ردیف زائے معجمہ

جو ادا کرتا ہے پانچوں وقت روزانہ نماز
نور کا بقعہ بنا دیتی ہے دل اس کا نماز

تیرے صدقے تونے کی ہمکو عطا کیا کیا نماز
جسم پاکیزہ، وضو مسجد مصلّٰی جا نماز

حور بن کر دکھائیگی رخ زیبا نماز
قبر میں ہم کو نہ چھوڑیگی کبھی تنہا نماز

بے سر و ساماں نمازی کوئی رہنے کا نہیں
مومنوں کے واسطے ہے توشۂ عقبیٰ نماز

جو نمازی ہیں انھیں بعد فنا اللہ سے
داخلہ دلوائے گی ایوان جنت کا نماز

بے نمازی سے خدا ناخوش، نبی بیزار ہیں
تو مومن ہے اگر تو کر ادا روزہ نماز

سرور دیں جب گئے معراج کی شب عرش پر
حق سے مل کر لائے امت کیلئے تحفہ نماز

کیا حقیقت ہے ہماری ہم بھلا کیا چیز ہیں
عمر بھر پڑھتے رہے جب سید والا نماز

گرمی خورشید محشر لاکھ ہو اختر مگر
ہر نمازی کے لئے بنجائے گی سایہ نماز

حاصل ہو جو قرب شہ ابرار شب و روز
دیکھا کروں حلیہ کا میں گلزار شب و روز

جلوے سے ترے احمد مختار شب و روز
ہے پیش نظر منظر انوار شب و روز

ہے سامنے اک منزل دشوار شب و روز
گھیرے ہوئے دنیا کے ہیں افکار شب و روز

آباد مرا خانۂ دل ہے اسی باعث
رہتا ہے خیال شہ ابرار شب و روز

اس طرح گذر جائے مری عمر الٰہی
بستر ہو نبی کے پسِ دیوار شب و روز

تم آ کے مرے غم کو مسرت سے بدل دو
ہے سامنا غم کا مرے سرکار شب و روز

کیوں ساغر و مینا سے بھر کر مجھے ساقی
میں بادۂ الفت سے ہوں سرشار شب و روز

کیا گذرے گی محشر میں کہ کچھ پاس نہیں ہے
کھٹکا ہے اسی بات کا ہر بار شب و روز

اختر یہی اک بخششِ عصیاں کی سند ہے
لکھا کرو وصفِ شہِ ابرار شب و روز

ردیف سین مہملہ

یارب نہیں ہے زادِ سفر کچھ گدا کے پاس
پہنچا دے آستانِ شہِ دوسرا کے پاس

تسکین دے خیالِ محمد تو آ کے پاس
ہیں اضطرابیاں دلِ نا آشنا کے پاس

وردِ زباں ہے نام ترا شاہِ دوسرا
سامان مغفرت کا ہے تیرے گدا کے پاس

تم نے کبھی طبیبِ مدینہ خبر بھی لی
اپنے مریضِ ہجر کو دیکھا بھی آ کے پاس

افلاک پر جو ماہِ عرب کا گذر ہوا
ہونے لگے نثار ستارے سب آ کے پاس

روشن رہینگے داغِ محبت کے شب چراغ
مرقد میں جاں نثار حبیبِ خدا کے پاس

محشر کے روز دیکھنا میدانِ حشر میں
ہوگا ہجوم شافعِ روزِ جزا کے پاس

یہ شان تھی یہ رتبۂ اعلیٰ نبی کا تھا
آتے تھے جبرئیل امیں سر جھکا کے پاس

اختر چمن کی سیر کرے بعد مرگ بھی
مرقد بنے کہیں چمنِ مصطفیٰ کے پاس

ردیف شین معجمہ

جب سے تمھاری ہے شہِ کون و مکاں تلاش
رکھتی ہے ہم کو آٹھوں پہر شادماں تلاش

اے نوجواں ہجر میں تجھے جو شبِ عشق نبی
لیجا رہی ہے ہم کو کہاں سے کہاں تلاش

پرواز اپنی بڑھ کے کیا طائرِ خیال
کر گلشنِ رسولؐ کا تو آشیاں تلاش

تو نور بن کے عرش کی قندیل میں رہا
برسوں خدا کے تری گرد بیاں تلاش

رتبہ بلند اس کا ہوا دو جہان میں
پیارے نبیؐ کا جس نے کیا آستاں تلاش

ہرگز پتا ملے نہ تری جلوہ گاہ کا
کرتا رہے ہزار مرا مرغِ جاں تلاش

گلزارِ خلد لینا ہے اختر تجھے اگر
کر گھر سے جا کے کوچۂ شاہِ زماں تلاش

ردیف صاد مہملہ

یارب کہیں مقبول ہو میری یہ دعا خاص
میں جاؤں مدینہ میں لیجائے قضا خاص

حسرت ہے تو دل میں یہی محبوبِ خدا خاص
مجھ کو کہیں جلوہ نظر آجائے ترا خاص

قربان ترے نیّرِ گردونِ رسالت
تو نے ہی مری آنکھوں میں بخشی ہے ضیا خاص

امت کی شفاعت کے لئے شافعِ محشر
کرتے رہے درگاہِ الٰہی میں دعا خاص

نبیوں میں نبیؐ احمدِ مختار ہیں افضل
اللہ کے محبوب ہیں محبوبِ خدا خاص

شیدائی تو ہو لے دو مجھے زلفِ نبیؐ کا
ٹل جائیگی پاس آئی ہوئی کوئی بلا خاص

محشر میں محمدؐ کے سوا کس کی ہے یہ شان
پاس اپنے بلائیگا محمدؐ کو خدا خاص

یہ آنکھیں رہا کرتی ہیں روشن اسی باعث
آنکھوں میں مری نورِ خدا کی ہے ضیا خاص

تم نعتِ نبیؐ لکھتے ہو لکھا کرو اختر
محشر میں خدا دے گا ضرور اس کا صلہ خاص

محبوبِ کبریا تھے رسولِ کبار خاص
بخشی خدا نے شان یہ خاص افتخار خاص

ہم بھی امتی رسولؐ کے ہیں جاں نثار خاص
شیدا تھا جس رسولؐ پہ پروردگار خاص

یارب بسا ہو میرے دل میں ضیا اُن کا نور
طیبہ کی سرزمیں پہ ہے جن کا مزارِ خاص

بارِ گنہ سے ہونگے سبکدوش ہم ضرور
حامی ہیں اپنے شافعِ روزِ شمار خاص

تشنہ لبی کا اسکے حال تو اس کا نہیں چھپا
حاضر ہے در پہ کب سے کوئی امیدوارِ خاص

دوزخ میں پھینکے جائیں گے ہم کو فرشتے کیا
سلطانِ دیں یہ بخشیں گے ہمیں وہ پیارِ خاص

یہ انتشار و درد ہو کیسے شبِ فراق
حصے میں میرے آیا ہے یہ انتشارِ خاص

کھینچے آ کے الفتِ شہِ عالم پناہ تو
دنیا کے دل کی چارہ نظر اک حصارِ خاص

اس کو بھی دیارِ مدینہ میں دو جگہ
اختر تمہارا ہے جو غریب الدیارِ خاص

ردیف ضاد معجمہ

جاری ہے بحرِ لطفِ شہِ دوسرا کا فیض
کیا فیضیاب خلق ہے ابرِ سخا کا فیض

جو آیا اس کا دامنِ امید بھر دیا
اک لنگرِ خدا ہے درِ مصطفےٰ کا فیض

قالینِ زر نگار زمیں کو بنا دیا
دیکھو تجلیاں رخِ بدرالدجیٰ کا فیض

اسلام کا چمن نظر آیا بہار پر
اے ابرِ لطف تھا تری نشو و نما کا فیض

رکھتے ہیں ہم جو چشمِ بصیرت تو دیکھ لیں
ساری خدائی میں ہے حبیبِ خدا کا فیض

ہم روزِ حشر بچ گئے دوزخ کی آگ سے
یہ کس کا فیض ہے شہِ دوسرا کا فیض

جتنے دکھائیں راہِ حقیقت کی منزلیں
بخشا ہوا ہے ہم کو اسی رہنما کا فیض

کی ابتدائے عشق میں طے راہِ انتہا
محبوبِ حق کے ہے کرمِ انتہا کا فیض

کہتا ہے ہم کو ایک زمانہ جو مدح خواں
اختر ہے مصطفےٰ کی یہ مدح و ثنا کا فیض

ردیف طائے مہملہ

لکھتا ہوں عرض حال کا جو بار بار خط
پہونچے ترے حبیب کو پروردگار خط

جب سے رقم ہوئی صفت رباض محمد صفا
تجھ کو دکھا رہی ہے نرالی بہار خط

پہونچاؤں لکھ کے خدمت عالی میں عرض حال
کرلیں کہیں قبول شہ ذی وقار خط

لکھی ہو جس میں نعت شہ محمدی
احباب رکھ دیں لا کے وہ زیر مزار خط

یوں جاؤں خط لئے ہوئے دربار شاہ میں
قربان ہیں ادھر ہوں اُدھر ہو نثار خط

کیوں ہمکلام نعت کی سننے لگیں حضور
ہوتا ہے کیا جو لکھتے رہیں وہ ہزار خط

اختر لکھا ہے کاتب قدرت نے کس قدر
قسمت کا کوئی پڑھ نہ سکا یہ نہار خط

یا محمد ترے ہم سب ہیں خریدار فقط
درہم ہے نہیں تیرا گرم ہے بازار فقط

ہم گنہگاروں کو جنت میں کریں گے داخل
در جنت پہ رہیں گے شہ ابرار فقط

دونوں عالم سے ہے بڑھ کر تری سرکار فقط
عدل گستر ہے محمد ترا دربار فقط

چاہتا ہے یہ ترے ہجر کا بیمار فقط
ایک ہی گھونٹ ملے شربت دیدار فقط

روئے روشن پہ تمہارے ہی زمانہ صدقے
ہیں ہمی قربان نہیں احمد مختار فقط

ڈھونڈتی ہیں تجھے برسوں سے ہماری آنکھیں
کہیں ہو جائے میسر ترا دیدار فقط

داغ دل داغ جگر عشق نبی نے بخشے
مری بخشش کی سند ہیں یہی دینار فقط

یاد فرماتے ہیں ہر سال ہزاروں کو حضور
بھولے بیٹھے ہیں تو مجھ کو مری سرکار فقط

اس کا بستر ہو نبی سایہ دیوار ترا
ترے اختر کو ملے سایۂ دیوار فقط

ردیف ظائے معجمہ

دیکھے فردوس میں کیونکے ہمیں حضرت محفوظ
ہوئے ہیں ہم شافع محشر کی بدولت محفوظ

بخشوائینگے خدا سے اسے محبوب خدا
کیوں نہو روز جزا آپ کی امت محفوظ

مبتلا ہوں الم و رنج میں فرقت کے سبب
مجھکو اک دن تو کریں شمع رسالت محفوظ

دیکھنا عرصۂ محشر میں گنہگاروں کو
یا نبی آپ کی کریگی شفاعت محفوظ

شادمانی کی نظر آتی ہے صورت ہر روز
مجھکو رکھتی ہے نبی آپکی الفت محفوظ

منہ دکھاتے ہی رہے مجھکو غم و رنج و الم
تو نے اکدن نہ کیا اے شب فرقت محفوظ

مشغلہ نعت نبی کا جو رہیگا تم کو
ہوگے اختر بخدا روز قیامت محفوظ

ردیف عین مہملہ

جب آپ کے وہ محب ہیں کہ امت کا حال زار شفیع
ضرور ہونگے قیامت میں بیقرار شفیع

نجات ہم کو دلائی بچاکے دوزخ سے
نہ کیوں ہوں آپ پہ سو جان سے نثار شفیع

حساب روز جزا کا نہیں ہے خوف ذرا
ملے ہیں ہم کو دو عالم کے تاجدار شفیع

خدا نے باعث کون و مکاں کیا تم کو
خدائی ساری ہوئی تم سے آشکار شفیع

ہوا ہے آپ سے اسلام کا چمن شاداب
دکھائی آپ نے اسلام کی بہار شفیع

خدا سے حشر کے دن بخشوا کے چھوڑینگے
ہوئے ہیں امت عاصی کے ذمہ دار شفیع

تمہاری دید کا مشتاق ہے بہت اختر
دکھا دو چہرۂ زیبا تم ایک بار شفیع

ردیف غین معجمہ

ہزار بار فلک مہر کا جلائے چراغ
رخِ نبی سے ہے تیرہ گھر کو جو پائے چراغ

ترے ہی نور سے نورِ خدا ضیائے چراغ
تجلیوں سے تری ہی بساطِ دل میں جلائے چراغ

ہمارے داغِ جگر کی ہے روشنی کیا کم
نہیں ہے چشمِ عدو اس کا جو بجھائے چراغ

ہے عشق شمعِ نبوت کی روشنی لیے
مری نگاہ میں دنیا کا کیا بسائے چراغ

زمانہ صدقے ہے شمعِ جمال پر جس کی
زمانہ کس لیے ہونے لگے فدائے چراغ

بڑھانا چاہتا ہے روشنی اگر اپنی
تو شمعِ عشقِ محمد سے لو لگائے چراغ

ترے ہی قصرِ ضیا بار سے عرب کے چاند
جہانِ حسن میں ڈالی گئی بنائے چراغ

وہ شب چراغ خدا نے عطا کیا ہم کو
کہ جس کے سامنے اک ادنیٰ ہے ضیائے چراغ

چراغِ نعتِ محمد سے لو لگا اخترؔ
یہی ہے دل کی تجلی اسی سے پائے چراغ

ردیف فاء

احمدِ پاک کی ہے افضل و برتر تعریف
کیوں نہ پھر فردِ بشر کے ہو زباں پر تعریف

اپنے محبوب کی حق نے کی برابر تعریف
سچ جو لکھی ہے قرآں میں اکثر تعریف

کرلے پاک اپنی زباں عطر سے دھو کر پہلے
پھر کرے سرورِ عالم کی ثنا گر تعریف

آپ ہیں ختمِ رسل وجہِ ظہورِ عالم
کس سے ہو سکے گی اے دین کے سرور تعریف

ہر طرف محفلِ میلادِ محمد صلعم کی ہے دھوم
سطحِ عالم پہ محمد صلعم کی ہے گھر گھر تعریف

کیا حقیقت ہے مری بندۂ ناچیز ہوں میں
ایک ادنیٰ سے ہو کیا ختمِ پیمبر صلعم تعریف

ہے کلیدِ درِ فردوسِ بریں نعتِ نبی صلعم
ہم کو فردوس میں لیجائے گی اخترؔ تعریف

ردیف قاف

یا رسولِ عربی صدقے ہوں تم پر مشتاق — بے نقاب آؤ کہ بے تاب ہیں مضطر مشتاق

پنجۂ قدرتِ احد ہیں مصوّر یا لطفِ اکبر — دیکھ لیں حسنِ خدا یار کا تشنہ نظر مشتاق

یا نبی آپ نے آ کر نہ خبر لی اک دن — ہجر میں آپ کے زندہ رہیں کیونکر مشتاق

ہند سے ان کو مدینہ میں طلب فرمائیں — جاں نثار آپ کے ہیں خستہ جگر مشتاق

گیا جبریل لے معراج کو بیٹھے حضرت — آپ کی دید کا ہے خالقِ اکبر مشتاق

گرد پھر پھر کے فدا ہوتے ستارے دل سے — چاند سے رخ پہ تمھارا ہے مہ و اختر مشتاق

مست ہو جائیں گے عشق کا ساغر پی کر — ہم اسی بات سے ہیں ساقیِ کوثر مشتاق

جب خدا عرصۂ محشر میں کریگا انصاف — منہ تکینگے ترا اے شافعِ محشر مشتاق

جس کے آنے سے ہی مٹ گیا کفر جہاں کی ظلمت
ہم اسی نورِ مجسّم کے ہیں اختر مشتاق

ردیف کاف تازی

جب آتے ہیں نبی کے آستاں تک — جھکا دیتے ہیں سر کرّوبیاں تک

بظاہر تھی سکونت لامکاں تک — خدا جانے نبی پہنچے کہاں تک

حریمِ نازِ سلطانِ زماں تک — نہ پہونچا طائرِ وہم و گماں تک

کچھ ایسے آپ تھے غمخوارِ امت — کہ آنکھوں سے بہے آنسو داماں تک

میں اس دھن میں چلا ہوں سوئے طیبہ — رسائی ہو نبی کے آستاں تک

بہاروں پر ہے کیا شہرِ مدینہ — فدا جس پر ہے گلزارِ جناں تک

مدینہ ہند سے جانا ہو یارب — پہونچ جاؤں درِ شاہِ زماں تک

جو چمکا مطلعِ انوارِ احمدؐ / ضیا پھیلی زمیں سے آسماں تک
جو لب پہ آ گیا نامِ محمدؐ / مزا حاصل ہوا دل سے زباں تک
وہ بلبل ہوں چہکتا جاؤں گا میں / گلستانِ نبیؐ کے آشیاں تک
خبر لو آ کے اخترؔ کی محمدؐ / تمہارے ہجر میں تڑپے کہاں تک

ردیف کاف فارسی

گلشنِ طیبہ کا دیکھیں طالبِ دیدار رنگ / کیا مہک کرتے ہائے گل لئے خار رنگ
کیا نرالا ہے ترا عشقِ شہِ ابرار رنگ / سامنے اسکے زمانے بھر کا ہے بیکار رنگ
رنگ میں اپنے کچھ ایسا احمدِ مختار رنگ / خوب دے میرے لباسِ تن کا اک اک تار رنگ
رنگ دے اسمیں تو آقا جامۂ ہستی مرا / سب سے بہتر ہو ترے [illegible] تیار رنگ
قصدِ طیبہ کر چکا ہوں میں بدلنے کا نہیں / گردشِ شب لاکھ بدلے چرخِ کج رفتار رنگ
کس قدر مرغوب ہے پیراہنِ تن کے لیے / اے گلِ اندامِ یثرب تیرا خوشبودار رنگ
کہتے ہیں احباب سب چمن گلستاں اخترؔ ہو تم / عرصہ گاہِ حشر میں ہوگا وہی اظہار رنگ

منہ ہی کیا جو منہ دکھائیگی ہمیں دوزخ کی آگ / روزِ محشر کیا جلائیگی ہمیں دوزخ کی آگ
مجمعِ محشر میں ہونگے شافعِ محشر کے ساتھ / ڈھونڈنے پر بھی نہ پائیگی ہمیں دوزخ کی آگ
دیکھنا وہ سرد آہیں بھر کے ہو جائے گی سرد / دور سے جب دیکھ پائیگی ہمیں دوزخ کی آگ
ہونگے ہم جنت میں داخل مصطفےٰ کے ساتھ ساتھ / کس طرح جنت سے لائیگی ہمیں دوزخ کی آگ
امتی ہیں ہم محمدؐ کے مجال اسکی ہے کیا / شعلے بھڑکا کر دکھائیگی ہمیں دوزخ کی آگ
دور رکھیں گے شفیع المذنبیں محشر کے دن / پاس اپنے کیا بلائیگی ہمیں دوزخ کی آگ

عاشقانِ مصطفیٰ اختر سمجھ کر حشر میں
آنچ سے اپنی بچائیگی ہمیں دوزخ کی آگ

ردیف لام

سب رسولانِ سلف سے ہے جدا شانِ رسولؐ
وہ رسولؐ آیا کہ ہم ہوگئے قربانِ رسولؐ

سب ہے مخلوقِ خدا تابعِ فرمانِ رسولؐ
یہ ہی سرکارِ رسولؐ اور یہ ہی شانِ رسولؐ

لو لگا کر بخدا اُس پہ فدا ہو جائیں
نظر آجائے اگر شمعِ شبستانِ رسولؐ

کشش سلسلۂ عشقِ رسالت کا ہے نام
جو مدینہ میں گیا ہوگیا مہمانِ رسولؐ

عندلیبانِ محبت کے ترانے سُن کر
وجد میں آتا ہے ہر سرو گلستانِ رسولؐ

ظلمتِ کفر نے لے پاؤں جہاں سے جلدی
جب نمایاں ہوا مہرِ رخِ تابانِ رسولؐ

مغفرت کیلئے امت کی دعا کرتے رہے
کس قدر امتِ عاصی پہ ہے احسانِ رسولؐ

اپنی تقدیر پہ نازاں ہوں جبیں سائی کریں
ہم کو مل جائے جو سنگِ درِ ایوانِ رسولؐ

لطف تو جب ہے کہ محشر میں پائے سطحِ نجات
ہاتھ اختر کا ہو تھامے ہوئے دامانِ رسولؐ

موجزن ہے دل میں بحرِ نعتِ حضرت آجکل
امڈ لیتی ہے روانی پر طبیعت آجکل

تم جمال اپنا دکھا دو خواب میں آ کر ذرا
یا نبی تڑپا رہی ہے مجھ کو فرقت آجکل

یا محمدؐ جلد آ کر تم کرو میری مدد
مجھ کو ہے گھیرے ہوئے رنج و مصیبت آجکل

کر رہے ہیں سیرِ گلزارِ مدینہ خواب میں
ہو رہی ہے باغ باغ اپنی طبیعت آجکل

گرد پھر کر مزارِ سرورِ ذی جاہ کے
اپنی قسمت پر ہے نازاں چرخ کی چھت آجکل

جگمگی ہے تیرے جلووں سے ہماری شامِ غم
منہ دکھاتی ہے ہمیں صبحِ مسرت آجکل

لکھ رہا ہے دورِ موجودہ میں اختر نعتِ شاہ
کیا ہی اچھا ہے ترا رنگِ طبیعت آجکل

مرا فکر کب ہے وصف صاحب تنزیل کے قابل
یہ انکی شان کیا اونی ہے کہ تحریر کے قابل

تصور آپ کے نقشہ کا کھینچے اس لئے جسم کا
مرا آئینہ دل ہے آپ ہی کی تصویر کے قابل

جو انکا نام آتا ہے زباں پر اسکے دونوں لب
نہ دل ہے تیر کے قابل نہ شمشیر کے قابل

یہی کہتا ہے چھپیں ساقی کو بلا ہے تو نہیں ہے دل
نہ ہی تحریر ہے قابل نہ ہی تقریر کے قابل

کسی سے شرح ہو سکتی نہیں شان محمد کی
کہ ایسی شان ہو قرآن کی تفسیر کے قابل

ثنا خواں جنکا عالم ہو صفت انکی بیاں کیا کر
کہ ہر نعت شہ کونین کی تحریر کے قابل

محمد کا کروں میں ذکر ہر بزم محمد میں
مرے شعر ہیں وہ ہے یہ بیان تحریر کے قابل

خیال حسن محبوب خدا دل میں ہے اختر
مرا حسرت بھرا دل ہے اسی تنویر کے قابل

ردیف میم

بن کے دیوانہ پھروں کس لئے بن بن ہر دم
جب تصور میں مدینہ کا ہے گلشن ہر دم

عندلیب چمن دل کی تمنا ہے یہی
کہ مدینہ کے چمن میں ہو نشیمن ہر دم

پر تو حسن محمد سے تصرف ہے ترا
میرا کاشانۂ دل رہتا ہے روشن ہر دم

چشم حق بیں سے میں دیکھا کروں جلوہ تیرا
دل نظر آنے لگے وادیٔ ایمن ہر دم

نفس بد سے تو بچا دولت ایمان یارب
لوٹنے کے لئے آمادہ ہے رہزن ہر دم

برق غم روز چمکتی ہے فراق شہ کی
اب تو آفت میں ہے امید کا خرمن ہر دم

اپنی آنکھوں میں جگہ دینگے مجھے اہل کمال
بن کے خورشید جو چمکیگا مرا فن ہر دم

یا الٰہی آرزو اختر کی ہے یہ حشر کے دن
ہاتھ میں اُسکے تمہارا رہے دامن ہر دم

کہاں ہیں آپ شہ بحر و بر نہیں معلوم
ہماری کیوں نہیں لیتے خبر نہیں معلوم

فراقِ شاہ میں کم ہوگا رنج کب تک سا
پھر اٹھا ہوا دردِ جگر نہیں معلوم

جو رزق دیتا ہے رزاق اے بشر تجھکو
معیشت تو پھر ہے کیوں دربدر نہیں معلوم

دوا نے صبر کے اطبا ہیں لاعلاج ہوا
علاج اب آنکھوں کا آپ کو خبر نہیں معلوم

مدینہ میں پہنچتا ہوں آج کل میں
درِ نبی پہ ہو کب جبہ سا کہ سحر نہیں معلوم

در پہ جا کے نکلا ہوں گھر سے میں لیکن
چلی ہے لے کے یہ وحشت کدھر نہیں معلوم

حضور خواب میں تشریف لا سکیں کب تک
کب آہ میں مری ہوگا اثر نہیں معلوم

نمایاں ہوگا کسی دن عرب کے ماہِ منیر
شعاعیں تیری ہوں کب جلوہ گر نہیں معلوم

کٹیگی سر سے کب اختر یہ شامِ ہجر کی
دکھائیگی مجھے منہ کب سحر نہیں معلوم

مرے دل میں آئیں شفیعِ امم
یہ بستی بسائیں شفیعِ امم

تمہاری ادائیں شفیعِ امم
نہ کیوں دل لبھائیں شفیعِ امم

ہمارے لئے حشر میں آپ کی
مناسب ہیں رائیں شفیعِ امم

نسیمِ کرم سے مرادِ دل کے پھول
کھلیں مسکرائیں شفیعِ امم

پہنچکر درِ پاک پر ہم فقیر
صدائیں لگائیں شفیعِ امم

کہیں چل کے جھونکے تری لطف کے
ہمیں دیں ہوائیں شفیعِ امم

تمہارے ہے بس میں مرادِ دل
گھٹائیں بڑھائیں شفیعِ امم

اگر آپ کی ہو نگاہِ کرم
گھر آئیں گھٹائیں شفیعِ امم

میں آنکھوں کو اپنی کروں فرشِ راہ
اگر آپ آئیں شفیعِ امم

امیدِ دل کا بیڑا ہی منجدھار میں
کنارے لگائیں شفیعِ امم

کہیں آندھیاں بن کے درد و الم
نہ باندھیں ہوائیں شفیعِ امم

ہیں مختارِ عام اپنی امت کے آپ
بگاڑیں بنائیں شفیعِ امم

قیامت میں اختر گنہگار کی
خبر لینے آئیں شفیعِ امم

ردیف نون

میں ذکرِ نبی پیارا پیارا کروں — اسی شغل میں دن گزارا کروں
جمالِ نبی ہو مرے سامنے — جمالِ نبی کا نظارا کروں
بلائیں اُدھر حشر میں مصطفیٰ — اِدھر مصطفیٰ کو پکارا کروں
شفیعِ امم عرصۂ حشر میں — سوا تیرے کس کا سہارا کروں
مرے شانۂ دل سے زلفِ نبی — تصور میں پھر دل سنوارا کروں
جو اک بار روئے نبی دیکھ لوں — تمنا ہی پھر دوبارا کروں
رہے لب پہ نامِ شہِ بحر و بر — میں دنیا سے جسدم کنارا کروں
جو چمکے مدینے کا مہرِ جمال — مقدر کا روشن ستارا کروں

وسیلہ ہے اختر یہ نعتِ نبی
میں اس شغل سے کیوں کنارا کروں

خدا کے میں پیارے کو پیارا کروں — دل اس کی محبت میں ہارا کروں
نمایاں جو ہو مہرِ کون و مکاں — میں آنکھوں کو وقفِ نظارا کروں
جو مجھ کو مدینے کی کھینچے کشش — مزارِ نبی کا نظارا کروں
سفر ہے مدینہ کا لازم مگر — ذرا پہلے میں استخارا کروں
تصور مرا دے مصور کا کام — میں نقشہ نبی کا اتارا کروں
نکیرین پوچھیں جو زیرِ لحد — محمد کی جانب اشارا کروں
صدا آئے کانوں میں لبیک کی — جب اختر نبی کو پکارا کروں

محمد مصطفیٰ ہم تم کو ہمیں یاد کرتے ہیں
مکانِ دل تمہاری یاد سے آباد کرتے ہیں

ہمیں تم یاد کرتے ہو تمہیں ہم یاد کرتے ہیں
ہم اس طرح دلِ ناشاد اپنا شاد کرتے ہیں

یہ مانا ہم سراپا قطرہ ہیں تیرے بحرِ رحمت کا
مگر ہم اس کو روشن بلکہ دل شاد کرتے ہیں

وہ بیکس ساقیِ کوثر کے میخانہ کا ہوں ساقی
کہ تشنے ہچکیاں لے لے کے مجھ کو یاد کرتے ہیں

خدا کی بندگی کرتے نہیں کیسے مسلماں ہیں
یہ عمرِ بے بہا کیوں غفلتوں میں برباد کرتے ہیں

جلو میں خوشنوا ہے شوقِ اختر نعتِ سرور کے
نسیمِ قُم گلزار میں شمشاد کرتے ہیں

فنِ شعر و سخن میں جن کو حاصل ہے کمال اختر
وہ اک اک شعر میں بندش نئی ایجاد کرتے ہیں

جلوے تھے کچھ ایسے رخِ سلطانِ زمن میں
پھیلی ہوئی تھی روشنی ہر چرخِ کہن میں

دیکھوں میں بہارِ چمنستانِ مدینہ
مصروف تصور جو رکھے سیرِ چمن میں

بھولے سے بھی لیتی نہیں جو نامِ محمد
کس کام کی پھر ایسی زباں اپنے دہن میں

سر اپنے جھکائے ہوئے آتے ہیں فرشتے
ہر محفلِ میلادِ شہنشاہِ زمن میں

منہ اپنا دکھاتی ہے ہمیں صبحِ مسرت
لیتے ہیں اگر نامِ نبی رنج و محن میں

اے جذبۂ الفت مجھے لے چل تو مدینہ
بیتابیِ فرقت سے تڑپتا ہوں وطن میں

ہے قیمتی ہر دم ہمیں دل داغِ الفتِ شہ کا
دنیا کے ہے سکوں سے تو کھرا اپنے چلن میں

راحت کہاں سکے ہے بجز گل اندامِ مدینہ
کانٹوں کا بچھونا ہے گلستانِ وطن میں

اختر فنِ اشعار کرے گا ہمیں ماہر
مصروف ہیں تکمیلِ فنِ شعر و سخن میں

رنگینیاں ہیں کیا کیا نعتِ شہِ زمن میں
گویا بہار آئی اشعار کے چمن میں

جذباتِ عشق ہیں کیا ہر قلبِ مؤذن میں
کرتے ہیں ذکرِ احمد خلوت میں انجمن میں

ہر عاشقِ نبی کی تعظیم کو کھڑے ہیں
باندھے ہوئے قطاریں سروِ چمن چمن میں

ہر دم دھواں اٹھا ہے محبت کی آگ کا
عشقِ محمدی کی بھڑکی ہے آگ تن میں

جلتی ہوا اٹھ رہی ہے یا آتش ہے
تڑپا رہی ہیں مجھ کو بیتابیاں وطن میں

حمدِ خدا کریں ہم وصفِ نبی کریں ہم
اس واسطے خدا نے دی ہے زباں دہن میں

پھر بھی ادا نہ ہو کچھ پیارے نبی کی مدحت
چپکا ہوں سن کے باتیں اک کہہ رہے تن میں

کمبخت کوئی نہ آئے اس وقت شامِ فرقت
مصروف ہوں خیالِ سلطانِ ذوالمنن میں

تیرا سخن ہے وصفِ رسولِ نبی کا گوہر
آئینہ کی جلا ہے اخگر ترے سخن میں

جو رخسارِ نبی سے نور کے پردے سرکتے ہیں
زمیں کے ذرے خورشید و فلک بن کر چمکتے ہیں

سرِ محفل اگر نعتِ نبی میں ہم چہکتے ہیں
تو حاسد فرطِ حیرت سے ہمارا منہ کو تکتے ہیں

نبی کی یاد میں آنکھوں سے جب آنسو ٹپکتے ہیں
سمجھتا ہوں کہ کوثر کے ساغر چھلکتے ہیں

مزارِ شاہ پر وہ بارشِ انوار ہوتی ہے
جیسے شمس و قمر شام و سحر حیرت سے تکتے ہیں

عجب خوشبو ہے گلہائے گلستانِ مدینہ کی
دماغِ جاں معطر ہوتے ہیں رستے مہکتے ہیں

یہ حالت ہے محمد مصطفیٰ کی یاد میں ہر دم
تڑپتا ہوں میں بھرے خارِ غم دل میں کھٹکتے ہیں

وہ دیوانہ ہے کہتا ہے جو کوئی اس کو دیوانہ
کہیں دیوانے گیسوئے نبی کے بھی بھٹکتے ہیں

ترے میخانۂ توحید میں اے ساقیِ کوثر
ازل سے بادۂ توحید کے ساغر چھلکتے ہیں

گلستانِ مدینہ کی وہ بھینی بھینی خوشبو ہے
کہ زوارِ مدینہ کے مشامِ جاں مہکتے ہیں

ادب سے جاتے ہیں زوارِ دربارِ محمد میں
نہ لب اپنے ہلا سکتے نہ منہ سے بول سکتے ہیں

جمالِ مصطفیٰ دیکھیں کہیں جلوہ نظر آئے
درِ دولت کو آنکھیں مل کے شیدائی تکتے ہیں

وہ کب مردِ مسلماں ہیں کب اس کے دل میں ایماں ہے
جو میلادِ نبی کی بزم میں بیہودہ بکتے ہیں

ثنائے حضرتِ سرور کا تصرف ہے یہ سب اخگر
جو تیرے صفحۂ اشعار کے نقطے چمکتے ہیں

انوارِ حق کے جلوے ہر آسمان پہ ہیں قربان جن پہ انسان ہیں سب اسکی شان پہ ہیں
حوریں فدا عرب کے خوش شہر جوان پہ ہیں صدقے حسین اسکی ہر آن بان پہ ہیں
کرّوبیاں ہیں واقفِ شانِ محمدی رتبے نبی کے روشن سارے جہان پہ ہیں
صف باندھ کر ملائک حاضر ہوئے ادب سے پہنچے قدم نبی کے جس آسمان پہ ہیں
بھولے ہوؤں کو رستہ توحید کا بتایا احسان سرورِ دیں کے اک جہان پہ ہیں
ہندوستاں میں پا کر کعبہ کا ہے تصور اسرار منکشف کیا آشفتہ جان پہ ہیں
اپنی تو کیا حقیقت سارے زمانے والے قربان تاجدارِ عالم کی شان پہ ہیں
مرغانِ خوش نوا ہیں باغِ نبی میں رقصاں نعتِ نبی کے نغمے اُن کی زبان پہ ہیں

روزِ جزا کی دہشت اُس کو نہیں ہے اخترؔ
اوصافِ شاہِ عالم جس کی زبان پہ ہیں

کنارِ لطف میں ہم کو شہِ ابرار لیتے ہیں بلائیں ہم تری اے رحمتِ غفار لیتے ہیں
محمد مصطفیٰ کا نام سو سو بار لیتے ہیں مزے کس کس مزے سے ہم دمِ گفتار لیتے ہیں
فرشتے مرحبا صلِّ علیٰ کہتے ہیں خوش ہو کر زباں سے ہم جو نامِ احمدِ مختار لیتے ہیں
ازل میں روح نے جسکی کہا لبیک اے یارو اُسی کو قرب میں اپنے شہِ ابرار لیتے ہیں
جو اپنی جان دیتے ہیں خیالِ روئے احمد میں وہی اللہ سے فردوس کا گلزار لیتے ہیں
شبِ معراج یہ رتبہ ہے یہ شانِ محمد ہے شہِ دیں کے قدم بڑھ کر ملک ہر بار لیتے ہیں

اگر خالِ رخِ احمد کی مدحت لکھتے ہیں اخترؔ
غزل میں ہم غزل کے انتخاب اشعار لیتے ہیں

حضورؐ رخ کو اگر بے نقاب کرتے ہیں تو مہر و ماہ فلک پر حجاب کرتے ہیں
نبی کا وردِ رخ لاجواب کرتے ہیں ہم آج حفظ خدا کی کتاب کرتے ہیں
بھڑک کے آتشِ عشقِ رسول کے شعلے ہمارے دل کو جلا کر کباب کرتے ہیں

ولیں کچھ تصور لیے جاتے ہیں [illegible] — ہم اپنی [illegible] خراب کرتے ہیں

تیرے دل رحمت عشق آن [illegible] — حروف [illegible] رسالتمآب کرتے ہیں

ہم اپنے اشک بہا کر فراق و [illegible] — ایک قطرہ [illegible] جو آب کرتے ہیں

جو گلگشت سنتے ہیں [illegible] تمنا محمد کی — وہ [illegible] کار ثواب کرتے ہیں

فرشتے کتنے ہیں خوش [illegible] معراج — نور دیدہ کو آج آفتاب کرتے ہیں

خدا بھی بخشیگا اختر نہ بخشے جائیں گے
کہ روز جرم و خطا بے حساب کرتے ہیں

سنائی ہے نبی کی یاد نے تابانہ تربت میں — نہیں کچھ چین بعد مرگ بھی روزانہ تربت میں

مری آنکھوں میں ہے کیف شراب الفت احمد — دکھائیگی یہ مستی حالت مستانہ تربت میں

بشر اچھے عمل کر کے گذارے زندگی اپنی — کہ اپنا کام آئیگا نہ پھر بیگانہ تربت میں

رہے یاد نبی دل میں رہے عشق نبی دل میں — ہمارے کام آئیگا یہی یارانہ تربت میں

جو دیگا جان ذوق دید میں اسکو ملک لاکر — دکھائینگے شبیہ مصطفی روزانہ تربت میں

نہ چین آئیگا دم بھر کشتۂ عشق محمد کو — تڑپتی ہی رہیگی لاش بیتابانہ تربت میں

قیامت میں رہیگا ہوش میرا اپنے وہ دیوانہ — جو عشق مصطفی کا جائیگا دیوانہ تربت میں

ہیں سلطان دو عالم کے در دولت کا سائل ہو — رہیگی شان بعد مرگ بھی شاہانہ تربت میں

[illegible] بہا کا [illegible] اختر
یہی چمکیگا بن کر تجلی خانہ تربت میں

ہیں ازل سے جان نثار صاحب توقیر ہوں — جادۂ مقصود [illegible] کی حاصل تدبیر ہوں

کیوں فراق مصطفی مجھکو نہ تڑپاتا رہے — انتہائے اضطراب دل کی اک تصویر ہوں

جو مری تقدیر میں تھا ہجر احمد میں ہوا — کسلئے شاکی ترا اے کاتب تقدیر ہوں

اوج پر میرے مقدر کا ستارہ کیوں نہو — عاشق حسن نبی ہوں مائل تنویر ہوں

کھینچ کے نقشہ شاہ کا مجھ سے ہوا یوں کیا کام
شادمانی کی ہیں جیتی جاگتی تصویر ہوں

بخشوائیں گے محمدؐ حشر میں جرم و خطا
یوں تو ہیں اہل خطا ہوں واجب التعذیر ہوں

عشق میں احمدؐ کے سبب با دل میرا مقناطیس
عشق احمدؐ کی کشش ہے جس میں وہ تاثیر ہوں

قرب حاصل ہے تصور میں نبیؐ کا رات دن
دور گردش سے بری ہے آسمان پیر ہوں

اک مجھے احقر اشارہ ہے بیعت شاہ کا
مستند پروانۂ فردوس کی تحریر ہوں

ردیف واو

محمدؐ کی زیارت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو
مدینہ میں سکونت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

محمدؐ کی محبت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو
محمدؐ کی عنایت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

کہیں پوری یہ حسرت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو
میسر ہم کو قربت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

مدینہ میں اجل آئے مدینہ میں مروں یا رب
مدینہ ہی میں تربت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

محمدؐ پر فدا ہو کر نہیں سیر جنت کی
بہار باغ جنت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

غم و رنج و الم صورت کبھی اپنی دکھلائیں
مرے دل کو مسرت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

ہری کشت تمنائے دلی شود نما پائے
ہم آغوش ابر رحمت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

اتفاقن دور ہو جائے اٹھوں میں خواب غفلت سے
مری بیدار قسمت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

مدینہ میں رہوں پوری ہو میری زندگی آخر
ہمیشہ شغل مدحت ہو محمدؐ کا مدینہ ہو

نہ بھولینگے سر محشر شفیع المذنبیں مجھ کو
کریں گے یاد شاہ آسماں شاہ زمیں مجھ کو

ذرا بھی رنج و غم روز قیامت کا نہیں مجھ کو
قیامت میں بچا لینگے شفیع المذنبیں مجھ کو

بحمد اللہ کیوں نازاں نہ ہوں اپنے مقدر پر
مقدر سے ملا ہے رحمت للعالمیں مجھ کو

نبی کی جلوہ گاہ ناز کا نقشہ ہو آنکھوں میں
چمن ہے ریاض
تم آ گئے تو ہری ہو گئی دل و دماغ کی
چمن میں جا بجا کھل کر ہری امید کی کلیاں
ضیا باری سے دل ... کیوں نہیں کرتے

دکھا دے جلوہ گاہ ناز چشم دوربیں مجھ کو
نبی کا آستانہ ہے جھکانے دو جبیں مجھ کو
میسر ہو تسلی دل اگر ... نہیں مجھ کو
دکھائیگی بہارِ خلد ... کی زمیں مجھ کو
محمد تم جمال اپنا دکھاتے کیوں نہیں مجھ کو

ثنا خوانِ محمد جان کر اختر سرِ محشر
مبارکباد دینے آئیگی خلد بریں مجھ کو

حاصل ہلالِ چرخِ رسالت کی دید ہو
برسائے پھول بارشِ انوارِ مصطفیٰ
تشریف لائیں محفلِ میلاد میں نبی
یادِ حبیب صبحِ مسرت کو ساتھ لائے
جلوہ دکھائے آ کے خیالِ محمدی
یارب بہارِ باغِ مدینہ دکھائے منہ
چھا جائے دل میں میرے ہوں جلوہ فزا حضور
حاصل ہو اسکو لطفِ بقا عمرِ جاوداں

ہیں شاد کام ہوں میرے لئے روزِ عید ہو
مجموعۂ بہار نہالِ امید ہو
گھر بھر خوشی منائے ہمیں روزِ عید ہو
حاصل ہمیں مسرتِ روزِ سعید ہو
... دل میں جلوۂ صبحِ امید ہو
قفلِ درِ جناں کی میسر کلید ہو
دنیائے دل میں دھوم تری روزِ عید ہو
جو تیغِ ولائے نبی کا شہید ہو

اس ہند سے ہم اگر محمد پہ جاؤں میں
اختر نصیب روئے محمد کی دید ہو

ملا ہے جب سے گلزارِ نبی کا آشیاں مجھ کو
میسر ہو اگر قربِ شہِ کون و مکاں مجھ کو
مٹا دیگی جو شامِ غم تجلی رخِ سرور
کہاں سے اشتیاقِ دید نے تیرے کہاں کھینچا

تو آنکھوں میں پھرا جاتا ہے باغباں مجھ کو
میں سمجھوں گا ہوئی حاصل بہارِ جاوداں مجھ کو
دکھائیگی مسرت کی سحر عشرت رواں مجھ کو
کنارِ لطف میں لے روضۂ شاہِ زماں مجھ کو

نبی کے عشق میں چمکا ہوا ہے داغِ دل میرا
دیا عشقِ نبی نے آفتابِ آسماں مجھ کو

محمد مصطفےٰ نے یاد میری کی نہ ہو شاید
خدا معلوم کیوں آج آ رہی ہیں ہچکیاں مجھ کو

نبی کا نام لوں جب تک ہے میری زندگانی
خدا نے دی ہے اسی کے واسطے منہ میں زباں مجھ کو

محمد کے مزارِ پاک پر پہنچا اڑا کر تو
جو سمجھا ناتواں ہے اے غبارِ کارواں مجھ کو

تری قسمت بنا کر امتی محبوب کا اپنے
خدا نے عمر بھر رکھا ہے اختر شادماں مجھ کو

روضۂ پاک پہ حضرت جو بلائیں مجھ کو
جلوۂ طور کے جلوے نظر آئیں مجھ کو

مرضِ عشق کا ہے نہ ہوا اُن سے علاج
راس آئیں نہ اطبا کی دوائیں مجھ کو

کب کروں سیرِ گلستانِ مدینہ یارب
کب نظر آئیں مدینہ کی فضائیں مجھ کو

چل مدینہ کہ بلایا ہے تجھے حضرت نے
ابھی غیب سے آئیں نہ ندائیں مجھ کو

اے جوانِ عربی ہے عجب انداز ترا
مار ڈالیں نہ کہیں تیری ادائیں مجھ کو

دی ہیں بے ہوشیاں صہبائے محبت تو نے
پھر یہ بے ہوشیاں کیا ہوش میں لائیں مجھ کو

میرے حامی مرے محبوب مرے پیارے نبی
رخِ زیبا تو کسی روز دکھائیں مجھ کو

یا نبی مجھ پہ تمھارا جو کرم ہو جائے
گردشیں چرخ کی خود آ کے جگائیں مجھ کو

میں یہ سمجھوں گا کہ اختر تری قسمت جاگی
سر کے بل جاؤں محمد جو بلائیں مجھ کو

جو سر آرا مدینہ کا قمر ہو
دوبالا جلوۂ حسنِ نظر ہو

مرا دل ہو تمھارا دل میں گھر ہو
مری عمر درِ روضہ پہ بسر ہو

کھڑا ہوں در پہ تیرے بادشاہ والا
عنایت کی ادھر بھی اک نظر ہو

اگر نورِ خدا جلوہ دکھائے
زمیں کا ذرہ ذرہ جلوہ گر ہو

تری کرنیں جو چمکیں مہرِ وحدت
تجلی ریز تنویرِ سحر ہو

تری الفت ہے انعام اسمِ محمد ﷺ
کھلیں جو سچے پڑھ کر شان اس کی
بشر اس شان کا کوئی بتادے

ہمارے دل پہ نقش کا آئینہ ہو
جو شاہِ دیں ہے شاہِ بحر و بر ہو
گیا معراج میں جو عرش پر ہو

ثنائے شاہِ بحر و بر میں احقر
مرا جو شعر ہو سلکِ گہر ہو

لیچلی ہے سوئے طیبہ آرزو
مصطفےٰ کے امتحانِ عشق میں
کب دکھائینگے جمال اپنا حضور
شاہِ دیں پر صدقے ہونے کے لئے
اپنا جلوہ آکے دکھلائیں نبی ﷺ
سرورِ دیں کے ہر اک پا پر
داغِ عشقِ مصطفےٰ چمکائے گی
ہجرِ احمد ﷺ میں ہوں خود میں بیقرار

جو دعا کرتے گی پوری آرزو
دیکھنا تجلی کی تمنا آرزو
ہو گی پوری کب تمنا آرزو
دل سے نکلے گی تمنا آرزو
دل میں یہ رکھتا ہے شیدا آرزو
مجھ کو لیچلی ہے تمنا آرزو
بن کے اک شمع تجلی آرزو
مجھ کو تو اتنا نہ تڑپا آرزو

خلد میں لے جائے گی احقر مجھے
عشقِ احمد ﷺ کی تمنا آرزو

جمال اپنا شہِ والا دکھادو
مریضانِ محبت کو دوا دو
مجھے لے جائینگے سوئے مدینہ
خیالِ مصطفےٰ - یادِ محمد ﷺ
مری آنکھیں ہیں اشکِ غم سے لبریز
مدینہ کی شگفتہ وادیوں کا

دلِ بیتاب کی حسرت مٹا دو
شفا ہو تم اگر ان کو شفا دو
تمنا - آرزو - یہ رہنما دو
مقدر سے ملے ہیں آشنا دو
کرے ہیں حق نے پیمانے عطا دو
خیالاتِ نبی ﷺ منظر دکھادو

مسرتوں کی ہوائیں چلی ہیں آ آ کر
تمناؤں کے غنچو مسکرا دو

ضیا بار اس لئے ہے عشق احمد
کہ تم اے داغہائے دل ضیا دو

خیالِ مصطفیٰ آتا ہے دل میں
ہٹو اے حسرت و آرزوؤ راستہ دو

تجلیاتِ رخ انور سے حسرت
مرے آئینۂ دل کو جلا دو

فنا ہو جاؤ عشقِ مصطفیٰ میں
تم اخترؔ اپنی ہستی کو مٹا دو

دل ترا اے شاہ والا کیوں نہو
اپنی بخشش کا وسیلہ کیوں نہو

تیرا نقش روئے زیبا کیوں نہو
اک جہاں محو نظارا کیوں نہو

شعلہ فشاں ہے دلوں میں حب یادِ رسولؐ
دل میں پھر جلوہ سراپا کیوں نہو

ایک ذرہ جلوہ گاہِ شہ کا ہے
ماہِ کامل جو دھوپ کا کیوں نہو

بن کے آیا ہے سراپا نور تو
اک زمانہ تجھ پہ شیدا کیوں نہو

حسن چھپ چھپ کر دکھائیگا جمال
تیرے رخ پر لاکھ پردا کیوں نہو

محفلِ نعتِ شہِ کونین میں
تیرا اخترؔ بول بالا کیوں نہو

سلام ایسے حبیبِ کبریا کو
سلام ایسے رسولِ دوسرا کو

سلام امت کے حامی پیشوا کو
سلام امت کے ہادی رہنما کو

سلام امت کا محبوبِ خدا کو
سلام احمد محمد مجتبیٰ کو

صفائے قلب مومن کا ہی باعث
سلام آئینۂ وحدت نما کو

کیا ختم پیمبر جس کو حق نے
سلام اس تاجدارِ انبیا کو

جہانِ کفر کی ظلمت مٹا دی
سلام اس کے لقب بدر الدجیٰ کو

کیا اسلام کا روشن ستارا
خدا نے بھیجکر شمس الضحیٰ کو

عطا کی شانِ محبوبِ خدا نے
عظیم الشان والے مصطفیٰ کو

کرے گا صاف دھو کر ابرِ رحمت
ہمارے دفترِ جرم و خطا کو

نہ پھیرا در سے تو نے شاہِ والا
ترے در سے فقیرِ بے نوا کو

قیامت میں ہم اخترؔ دیکھ لیں گے
خدا کو اور محبوبِ خدا کو

ردیف ہائے ہوز

فدائے مدینہ نثارِ مدینہ
تڑپتے ہیں اے تاجدارِ مدینہ

کشش تیری اے گلعذارِ مدینہ
چلے لے کے سوئے بہارِ مدینہ

طلب کیجئے تاجدارِ مدینہ
ہیں یہ آنکھوں سے دیکھوں دیارِ مدینہ

ہیں جتنے صغار و کبارِ مدینہ
اٹھاتے ہیں لطفِ بہارِ مدینہ

کیا زیبِ سر حق نے تاجِ شفاعت
یہ شانِ شہِ نامدارِ مدینہ

پہونچکر مدینہ ان آنکھوں سے دیکھوں
جمالِ شہِ ذی وقارِ مدینہ

ترے جاں نثاروں کی روداد غم سن
کسی دن تو اے غمگسارِ مدینہ

بلایا خدا نے جو معراج کی شب
گیا عرش پر شہسوارِ مدینہ

ملک آتے ہیں سر جھکا کر ادب سے
یہ ہے شان یہ ہے وقارِ مدینہ

رواں ہوتی ہیں موج میں آکے نہریں
ہے کیا منظرِ آبشارِ مدینہ

جہنم سے تجھ کو بچا لیں گے اخترؔ
ثنا کر رسولِ کبارِ مدینہ

مدینہ میں ہے تاجدارِ مدینہ
اسی سے بڑھا ہے وقارِ مدینہ

تو ہے باعثِ اقتدارِ مدینہ
تو ہے وجہِ شانِ دیارِ مدینہ

یہ کہتا ہے ہر جاں نثارِ مدینہ — کہیں دیکھ لوں میں دیارِ مدینہ
طلب کر حضوری میں اپنے گدا کو — تو اے شاہِ ذی اقتدارِ مدینہ
بہشتِ بریں جس کو کہتا ہے عالم — وہی ہے وہ دارالقرارِ مدینہ
دکھاتے ہیں حسنِ محمد کے جلوے — ضیا بارِ نقش و نگارِ مدینہ
تجھے بیخودی میں مسرت ہو حاصل — تجھی دیں مئے خوشگوارِ مدینہ
نہ نکلا کوئی تجھ سا بحرِ جہاں میں — تو وہ ہے دُرِ شاہوارِ مدینہ
نہ طے کر سکا جس کو مرغِ تخیل — یہ ہے وسعتِ مرغزارِ مدینہ
جو زوار پہنچے قریبِ مدینہ — ہوئیں حسرتیں ہمکنارِ مدینہ

معطر کرے مغزِ جاں اپنا اختر
کہیں سبزۂ مشکبارِ مدینہ

بنے مرکزِ دل حصارِ مدینہ — اور اس میں رہے تاجدارِ مدینہ
ہے تیرے سبب گلعذارِ مدینہ — یہ شادابیٔ برگ و بارِ مدینہ
خدا سے تجھے تاجدارِ مدینہ — ملی مسندِ زرنگارِ مدینہ
ملے دامنِ کوہسارِ مدینہ — میں دیکھا کروں سبزہ زارِ مدینہ
جو زائر گیا خیر مقدم کو اس کے — اٹھا اٹھ کے آیا غبارِ مدینہ
نظر آئے ریحان و سنبل کے تختے — جو دیکھا یمین و یسارِ مدینہ
سلامی کو تیری سب اشجارِ خرما — کھڑے ہیں لبِ جوئبارِ مدینہ
ترے زیرِ فرماں ہے اقلیمِ عالم — شہنشاہِ گردوں وقارِ مدینہ
دکھاتی ہے وحدت میں کثرت کا منظر — دو رنگیٔ لیل و نہارِ مدینہ
ہزاروں کو دن رات تڑپا رہی ہے — اداۓ عروسِ بہارِ مدینہ
مدینہ میں اس کو بلا لو محمد — یہ اختر ہے خدمت گذارِ مدینہ

مجھے کیجئے یاد ، شاہِ مدینہ
کہ ہو جاؤں میں شاد ، شاہِ مدینہ

جو دل میں تمنائیں ہیں حسرتیں ہیں
نہ ہو جائیں برباد ، شاہِ مدینہ

میں ہوں آپ کا اختیار آپ کو ہے
کریں شاد ، ناشاد ، شاہِ مدینہ

خیال آپ کا میرے ایوانِ دل کو
کرے آ کے آباد ، شاہِ مدینہ

مرے طائرِ دل کے ہیں آپ مالک
ہے کب خوفِ صیاد ، شاہِ مدینہ

ضرور ایک دن مجھ کو زندانِ غم سے
کرو گے تم آزاد ، شاہِ مدینہ

کروں عرض کیا تم پہ آئینہ ہے سب
شبِ غم کی روداد ، شاہِ مدینہ

درِ پاک پر میں گدا بن کے آؤں
جو ہو جائے ارشاد ، شاہِ مدینہ

نہ بھولیں گے اخترؔ کو روزِ جزا آپ
کریں گے اسے یاد ، شاہِ مدینہ

قیامت میں جب آئیں گے ثنا خوانِ رسول اللہ
بلائیں گے انہیں خوش ہو کے یارانِ رسول اللہ

ہے کیا مرتبہ ہے کس قدر شانِ رسول اللہ
خدا جانے یا خدا ہے مرتبہ دانِ رسول اللہ

یہ ہوگی عرصہ گاہِ حشر میں شانِ رسول اللہ
کہ جتنے انبیا ہیں ہونگے قربانِ رسول اللہ

نظر آتا تھا جب روئے درخشانِ رسول اللہ
ستارے ٹوٹ کر ہوتے تھے قربانِ رسول اللہ

رہیگا اس لئے روشن چراغِ زندگی اپنا
کیا ہے ہم نے نذرِ طاقِ ایوانِ رسول اللہ

ضیا باری کا منظر سطحِ عالم پر نظر آیا
تخیل میں جو چمکا حسنِ تابانِ رسول اللہ

خدا سے حسبِ منشا بخشوایا عرش پر جا کر
گنہگارانِ امت پر ہے احسانِ رسول اللہ

سروں پر عاشقانِ شاہ کے سایہ فگن ہو کر
جھکے پڑتے ہیں نخلِ سنبلستانِ رسول اللہ

ذرا دیکھو گلستانِ مدینہ دیدۂ دل سے
خراماں ہے نسیمِ صبح خندانِ رسول اللہ

قیامت میں چلے گی ابرِ رحمت کی ہوا پنکھا
رہیگا ابرِ رحمت بن کے دامانِ رسول اللہ

سرِ محشر رہیگا دور اس سے کوسوں درد و رنج و غم
منائیگا خوشی اخترؔ ثنا خوانِ رسول اللہ

ردیف یائے تحتانی

کیا رتبہ نبی ہے کیا شان مصطفیٰ ہے — مختار دوسرا ہے سرتاج انبیا ہے

صدقے ترے محمدؐ تیرا یہ مرتبا ہے — عرشِ بریں پہ تُو نے بڑھ کر قدم لیا ہے

جو نور ہے خدا کا وہ نورِ مصطفیٰ ہے — کونین میں اسی کی پھیلی ہوئی ضیا ہے

ہم سے مریضِ غم کو دی آپ نے دوا ہے — پائی شفا ہے ہم نے ہم کو ہوئی شفا ہے

صدقے ترے تصورِ نور ہم نما ہے — سوئے مدینہ ہم کو ساتھ اپنے لیجاتا ہے

گلزارِ مصطفیٰ کیا منظر دکھا رہا ہے — فرشِ زمیں پہ ہر گل ہنس ہنس کے لوٹتا ہے

کیا جلوہ ریزیاں ہیں یا شاہ تیرے رخ کی — خورشید کی تجلی رخ پر ترے فدا ہے

خیر الامم کا ہم کو بخشا لقب خدا نے — اے خاتم پیمبرؐ صدقہ یہ آپ کا ہے

وردِ زباں ہمارے نامِ محمدؐ ہی ہو — منھ میں زباں اسی کے باعث ہوئی عطا ہے

تو جلوہ گاہِ دل میں دیکھے اے بشر وہ جلوہ — منظر جو طورِ سینا کا تجھ کو دیکھنا ہے

کیا عطر بیز خوشبو پھولوں کی آ رہی ہے — کیا گلشنِ محمدؐ پھولا پھلا ہوا ہے

اس رمزِ معرفت کو عارف ہی جانتے ہیں — جو عشق میں فنا ہے حاصل اسے بقا ہے

نبیوں کو آرزو تھی ہوتے نبیؐ کی امت — صلِّ علیٰ محمدؐ کیسا ہمیں ملا ہے

آنکھوں کے سامنے ہے کچھ کچھ جھلک نبیؐ کی — گھبرا نہ دل کہ پورا ہونے کو مدعا ہے

انوارِ حق کے جلوے ہوتے ہیں اس کو حاصل
دل جس بشر کا اخترؔ آئینہ بن گیا ہے

ضیا باری ہوئی مکہ میں جب نورِ پیمبرؐ کی — ملی ہر ذرہ کو نورانیت خورشیدِ خاور کی

زمانے میں جو پھیلیں تابشیں انوارِ سرور کی — زمانے نے دکھائی شکل جلوہ ریز منظر کی

زبور انجیل اور توریت جب آئی ہیں نازل — خبر دی انبیا نے دمبدم ختمِ پیمبرؐ کی

جہاں دل میں تجلی ہے شہ... / بڑھیں پتیاں جہاں اپنے جہاں قلب مضطر کی
ترے آنے ہی سے کعبہ کو بتوں سے کر دیا خالی / صدائیں گونج اٹھیں نعرۂ اللہ اکبر کی
محمد نادر یہ ہے کہ محشر میں سلامی کو / صفیں آراستہ ہو جائینگی سب اہل محشر کی
کوئی مکھی نہ بیٹھی زندگی بھر جسم اطہر پر / یہ تھی پاکیزگی پیارے نبی کے جسم اطہر کی
نبی کی اقتدا نبیوں نے کی بیت المقدس میں / یہ رتبہ تھا یہ شان اللہ کے محبوب برتر کی
مدینہ میں ہوا جلوہ فگن خورشید مکہ کا / ہمیں ہے اسلئے روشن مدینہ کے مقدر کی
مدینہ جانیوالے زائروں کا کیا مقدر ہے / بہاریں لوٹتے ہیں گلشن ختم پیمبر کی

ہمارے دلمیں اختر یہ تمنا ہے یہ حسرت ہے
کہ ہو جائے زیارت روضۂ محبوب داور کی

کسی دن ہم اگر طیبہ شہ ابرار دیکھینگے / ترا دربار دیکھینگے تری سرکار دیکھینگے
اگر لیجائیگا عشق شہ ابرار ساتھ اپنے / نگاہ لطف سے ہم کوچۂ ابرار دیکھینگے
مدینہ میں جو جائینگے قریب اشجار خرما کے / وہی سچے مسلماں منظر اشجار دیکھینگے
کرم فرمائینگے تسکین دینگے آ کے محشر میں / پریشاں حال جب ہم کوچۂ ابرار دیکھینگے
دکھائینگے ہمیں دیدار محشر میں رسول اللہ / رسول اللہ کا محشر میں ہم دیدار دیکھینگے
مزار پاک پر جائینگے ہو گی دور شام غم / مدینہ میں مسرت کی سحر زوّار دیکھینگے
مئے کوثر پئینگے جام کوثر آپ سے لیکر / محمد کو لب کوثر اگر مے خوار دیکھینگے
کبھی بیمار ہجراں کا کروگے تم علاج آکر / کبھی صحت کی صورت ہجر کے بیمار دیکھینگے
مدینہ ہند سے لیجائیگی ہم کو اگر قسمت / عرب کی وادیوں میں جا کے سبزہ زار دیکھینگے
محمد ہی محمد کی مچیگی دھوم محشر میں / محمد ہی کی ہم سب گرمیٔ بازار دیکھینگے

سخنور شادماں ہو کر کرینگے آبرو اختر
سر محفل جب اپنی نظم گوہر بار دیکھینگے

ادھر بھی اک نگاہِ لطف اے سرکار ہو جائے
کہیں میری تمناؤں کا بیڑا پار ہو جائے

مدینہ کا اگر وہ گلعذار آ جائے نظر ہمکو
جہانِ دل ہمارا تختۂ گلزار ہو جائے

مری بیتابیِ دردِ جگر کو ہو سکوں حاصل
جو تیرِ الفتِ احمد جگر کے پار ہو جائے

اگر اوصافِ زلفِ عنبریں مصطفیٰ لکھیں
ہمارا صفحۂ قرطاس عنبر بار ہو جائے

سرِ محشر جمال اپنا دکھا دیں نبی آ کر
مشرف بدید سے ہر طالبِ دیدار ہو جائے

اگر حسنِ رخِ احمد کرے اپنی ضیا باری
تو ہر ذرہ زمیں کا مہبطِ انوار ہو جائے

کبھی بھولے سے بھی آ کر خبر لیتے نہیں ہو تم
نہ کیوں دشوار جینا سیدِ ابرار ہو جائے

اگر رہبر بنے یہ ذوقِ دل راہِ مدینہ میں
تو پھر آسان راہِ منزلِ دشوار ہو جائے

قبول اک دن شہِ ابرار کر لیں اتنا نذرانہ
ہمارا دل کہیں نذرِ شہِ ابرار ہو جائے

حدیث ایسی سنا دو اے طالبِ شیریں احمد کی
کہ لطفِ زندگی شیرینیِ گفتار ہو جائے

مزارِ سرورِ عالم پہ اختر اس طرح پہنچوں
غبارِ کارواں کی نذر جسمِ زار ہو جائے

الٰہی آنے والی شامِ فرقت دور تو کر دے
دکھا کر صبحِ وصلِ مصطفیٰ مسرور تو کر دے

ترے جلوؤں سے یا رب دل سراپا نور تو کر دے
نبی کے نشۂ الفت سے آنکھیں چور تو کر دے

عطا کر حق پرستی دار پر چڑھ کر بھی حق نکلے
مسلمانوں کو اپنے وقت کا منصور تو کر دے

جہالت کبر خودداری دلِ مسلم سے مٹ جائے
دلِ مسلم کو نورِ علم سے معمور تو کر دے

مسلمانوں کے سینے مطلعِ انوار بن جائیں
دل انکے جلوہ ریزی سے تری معمور تو کر دے

صدا آنے لگے حق حق کی سازِ حق پرستی سے
صدائے حق کا سرچشمہ دلِ رنجور تو کر دے

جہانِ غیر میں منظر قیامت کا نظر آئے
ہمارے نعرۂ حق کو صدائے صور تو کر دے

اسی میں رات دن نورِ خدا کی ہو ضیا باری
ہمارے دل کو یا رب جلوہ گاہِ طور تو کر دے

ترے پیارے رسولِ پاک کا اختر ثنا خواں ہے
جہانِ نعت میں یا رب اسے مشہور تو کر دے

صبا و ضیا میں شاہ دوسرا پیدا ہوئے — ختم پیغمبر محمد مصطفےٰ پیدا ہوئے
مصطفےٰ الشمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پیدا ہوئے — جلوہ افروز مکان آمنہ پیدا ہوئے
خیر مقدم کو ملائک آئے ہیں افلاک سے — حق کے پیارے تاجدار انبیا پیدا ہوئے
ہم گنہگاران امت کی شفاعت کے لئے — ہو مبارک شافع روز جزا پیدا ہوئے
کفر کی تاریکیاں بدلینگی شکلیں نور کی — رحمۃ اللعالمین نور خدا پیدا ہوئے
جن کی آمد کی خبر دی انبیا نے بار بار — وہ محمد مصطفےٰ صلِّ علیٰ پیدا ہوئے
اسلئے تقدیر پر نازاں ہے مکہ کی زمیں — شہر مکہ میں حبیب کبریا پیدا ہوئے
مومنوں کی جس قدر تھیں کلیاں کھل گئیں — کیوں کہ محبوب خدا مشکل کشا پیدا ہوئے
اسلئے ہے مصطفےٰ کی ہر ادا ناز آفریں — باعث صد ناز عالم مصطفےٰ پیدا ہوئے
شادمانی کی جہاں میں دھومیں مچنے لگیں — تھی خوشی ان کی شہ ارض و سما پیدا ہوئے

منزل مقصود پر اختر پہونچ جائینگے ہم
ہادی برحق ہمارے رہنما پیدا ہوئے

کون اپنا پیشوا ہے۔ احمد مختار ہے — امتی ہم کس کے ہیں جو دین کا سردار ہے
تیرے حسن رخ کا وہ جلوہ شہ ابرار ہے — جس کے باعث دل ہمارا مصدر انوار ہے
خانۂ دل ہے مرا۔ یاد شہ ابرار ہے — خانۂ دل میرا آباد اسلئے ہر بار ہے
یا محمد جو تمہارے ہجر کا بیمار ہے — شربت دیدار کا نسخہ اسے درکار ہے
تیرے در کا پاسباں جبرئیل ہے اے شاہ دیں — کیا ترا دربار ہے کیسی تری سرکار ہے
نقد جاں لیکر خرید و جنس عشق مصطفیٰ — گرم عشق مصطفےٰ کی جنس کا بازار ہے
جب سے آنکھوں میں سمایا ہے مدینہ کا چمن — ہر گل باغ جہاں نظروں میں اپنی خار ہے
بحر عصیاں کے تھپیڑوں کا نہیں خوف و خطر — یا محمد تم مدد پر ہو تو بیڑا پار ہے

اسلئے اختر نڈر ہے دل حساب حشر سے — تو ثناخوان حبیب ایزد غفار ہے

احمدؐ سے شبِ وصل خدا بول رہا ہے
احمد پہ سب اسرارِ خدا کھول رہا ہے

کوئی تو بتائے ہمیں محبوبِ خدا سا
یہ وہ دُرِ یکتا ہے جو انمول رہا ہے

امت کے ہیں پلّے پہ نبی اسلئے خالق
میزانِ شفاعت میں عمل تول رہا ہے

احمد میں احد میں ہے فقط میم کا پردہ
کچھ راز ہے اس میم میں جو گول رہا ہے

شیدائے نبی اشک بہا کر شبِ فرقت
دامانِ تمنا میں گہر رول رہا ہے

بن بن کے مرا نطق زباں میری ثنا میں
تو بول رہا ہے کہ کوئی بول رہا ہے

کیا ذائقہ نامِ محمدؐ سے یہ اختر
گویا کہ شکر منہ میں کوئی گھول رہا ہے

بہار اے باغِ عشقِ مصطفیٰؐ دے
جہانِ دل کا ہر غنچہ فضا دے

ذرا پردہ نبیؐ رخ سے اٹھا دے
تصور میں جمال اپنا دکھا دے

مئے عشقِ نبیؐ ساقی پلا دے
مئے عشقِ نبیؐ بے خود بنا دے

وہ جلوہ حسنِ روئے مصطفیٰؐ دے
ضیا باری کا منظر دل دکھا دے

کروں سیرِ گلستانِ مدینہ
مجھے جھونکے مدینہ کی ہوا دے

نبیؐ کا کھینچ نقشہ اے تصور
مجھے نقشہ نبیؐ کا تو دکھا دے

ہمارا بختِ خفتہ جاگ اٹھے
اگر آ کر نبیؐ جلوہ دکھا دے

سما جائے اگر جلوہ نبیؐ کا
ہماری چشمِ دل روشن ضیا دے

بہاریں گلشنِ طیبہ کی لوٹوں
بہارِ گلشنِ طیبہ فضا دے

مجھے لے چل مدینہ جذبۂ دل
تمنائیں مرے دل کی مٹا دے

کہیں سر سے ٹلے شامِ شبِ غم
مجھے صبحِ تمنا منہ دکھا دے

مری بیتابیٔ دل پر نظر کر
امیدِ وصلِ احمدؐ آسرا دے

کسی دن شاہدِ صبحِ مدینہ
مجھے اپنا رخِ زیبا دکھا دے

عرب کے شہر تاباں ...
فروغ حسن کا منظر دکھا دے

محمد اس ایماں یہ برق نور چمکے
مرا دل وادیٔ ایمن بنا دے

مدینہ ذوق دل لیجا رہا ہے
ذرا اے خضر منزل راستا دے

یہ مسکن ہے مریض عشق شہ کو
کہاں کوئی طبیب آکر شفا دے

خیال طائر گلزار طیبہ
کوئی وہ آفریں نغمہ سنا دے

میں لوں نام محمد اس مزے سے
مرے منہ میں زباں پھر دوں مزا دے

نبی کی خدمت والا میں جا کر
مری روداد غم کوئی سنا دے

روانی بحر نعت مصطفیٰ کی
تو اختر سطح عالم پر دکھا دے

شب فرقت جو طبیعت مری گھبراتی ہے
رات بھر بستر غم پر مجھے تڑپاتی ہے

نہ مدینے سے محمد کی خبر آتی ہے
نہ مدینہ کی خبر باد صبا لاتی ہے

کر کے بسمل دل بیتاب کو تڑپاتی ہے
تیغ کھینچے ہوئے یاد نبی آتی ہے

ایک میں ہوں کہ تڑپتا ہوں مدینہ کیلئے
ہر برس ہند سے مخلوق خدا جاتی ہے

وہ چمکتے ہیں مدینہ کی زمیں کے ذرے
آنکھ خورشید کی گردوں پہ جھپک جاتی ہے

مجھ کو سونے نہیں دیتا ہے فراق احمدؐ
نہ تو خواب آتا ہے آنکھوں میں نہ نیند آتی ہے

دیکھتی ہے جو تصور میں نبیؐ کو حسرت
پائے بوسی کو وہ اترائی ہوئی جاتی ہے

رونق افزا جو نبیؐ ہوتے ہیں دل میں یارب
سر پہ میرے تری رحمت کی گھٹا چھاتی ہے

جب مری طبع دکھاتی ہے روانی اختر
نعت احمدؐ کے گہر قیمتی بکھراتی ہے

ہیں شیدائی رخ فخر بشر کے
کریں نظارے کیا شمس و قمر کے

رہیں جلوے جو طیبہ کے قمر کے
دیں آئینے جلا دل کے جگر کے

جو قسمت سے تاب حسنِ سحر کے
ہوں نظارے رخِ فخرِ بشر کے

ہمارے ساتھ چل خضرِ تمنا
کہ طے رستے ہوں طیبہ کے سفر کے

خدا کم ہوں عشقِ محبوبِ خدا میں
ارادے زندگی مختصر کے

قدم رکھتا ہوں جب راہِ طلب میں
فدا ہوتے ہیں ذرے رہگزر کے

تجلی میں جبیں سے لپٹے ہوئے ہیں
تھکے ماندے مسافر عمر بھر کے

ترے روئے منور کا ہے پرتو
یہ جلوے ہیں جو تنویرِ سحر کے

رہے یادِ نبی ہر وقت اختر
تصور میں نہ سر نالوں سے سرکے

اٹھ جائے اگر پردہ رخسارِ محمدؐ سے
روشن ہو جہانِ دل دیدارِ محمدؐ سے

خالی نہ پھرا کوئی دربارِ محمدؐ سے
جو مانگا وہی پایا سرکارِ محمدؐ سے

فرقت میں تڑپنے کا ملتا ہے مزا کیا کیا
اتنا تو کوئی پوچھے بیمارِ محمدؐ سے

وہ لطف اٹھاتے ہیں دیدارِ الٰہی کا
ہوتے ہیں مشرف جو دیدارِ محمدؐ سے

جا کر وہاں کیا دیکھا کیا تم کو نظر آیا
پوچھیں گے کبھی مل کر زوارِ محمدؐ سے

بھر لائے ہیں پھولوں سے دامان تمنا ہم
یہ ہم کو ملا تحفہ گلزارِ محمدؐ سے

فردوس کی جنت کی جاگیریں ملیں ہم کو
سرکارِ محمدؐ سے دربارِ محمدؐ سے

ہم کیا ہیں فرشتے بھی واقف ہی نہیں اب تک
اسرارِ الٰہی سے اسرارِ محمدؐ سے

اس ہند سے طیبہ میں جاتا ہو اگر اختر
بستر میں لگاؤں گا دیوارِ محمدؐ سے

چرخِ وحدت کا بن کر ستارا نبیؐ
عرشِ اعظم پہ چمکا ہمارا نبیؐ

بڑھ گئے نبیوں سے ہی حق کا پیارا نبیؐ
خاتم الانبیا ہے ہمارا نبیؐ

روئے روشن میں دیکھوں تمہارا نبیؐ
میری آنکھیں ہیں محوِ نظارا نبیؐ

دین حق کا ستارا درخشاں ہوا
جب جہاں میں ہوئے جلوہ آرا نبی

ہیں تمہارے ہی بوسہ پہ ہم آسی
حشر میں ہے سہارا ہمارا نبی

آسماں بن گئی جس پہ ہے ناز
دو جہاں کو ہے روشن ستارا نبی

حشر میں ہوگا سر پر شفاعت کا تاج
کون ایسا نبی جیسے ہمارا نبی

سرزمین مدینہ کا چمکا نصیب
جب ہوا مسند آرا ہمارا نبی

ناز کرتا ہوا آؤں روضہ پہ میں
آپ کا ہو اگر کچھ اشارا نبی

اک جہاں تھا جو الجھا ہوا کفر میں
اس کو ہاتھوں سے تم نے سنوارا نبی

حشر میں آپکی بخشش گنہگاروں کے ہاتھ
نام لیوا ہے اختر تمہارا نبی

دھوم ہے یاد نبی دل میں ترے آنے کی
جگمگے تجھ سے ہے جہاں کے کھلانے کی

اس لئے راہ لی جنت کے چلے جانے کی
ہے غرض تیرے مقدر کے چمکانے کی

گلشن خلد میں لیجائے گا خود نام نبی
تشنگی کی نہیں پروا ہے نہ پیمانے کی

جھومتا جاؤں قیامت میں خدا کے آگے
پی کے ہے ساقی کوثر ترے میخانے کی

کیوں نہ میں پھولوں نہیں کیوں نہ دکھاؤں لیسے
پیار یارو نسیم بڑی شان ہے یارانے کی

اس کو دی ہے جگہ دشت مدینہ کی زمیں
ہے یہ تقدیر محمد ترے دیوانے کی

حشر تک پھولے پھلے گا چمن عشق نبی
ہم منائیں گے خوشی اس میں بہار آنے کی

ترے کھلتے ہوئے اے برق جمال احمد
اور تدبیر ہے کوئی مجھے تڑپانے کی

بخشوا ہی لیا اللہ سے معراج کی شب
کیسی امت پہ عنایت شہ والا نے کی

سب نظر آئیں ادائیں تری محبوب خدا
تجھ پہ جاں اپنی فدا ہر دل شیدا نے کی

میں کروں سیر گلستان مدینہ اختر
دل میں حسرت ہے مدینہ کی ہوا کھانے کی

بگڑی بنی کی ملکِ ولایت کے شاہ سے
مجھ کو وہی بچائیں گے حالِ تباہ سے

یہ شانِ غوث پاک تھی یہ فیضِ غوث پاک
ناقص کو بھی بنا دیا کامل نگاہ سے

آقا ہوئے گلشنِ بغداد ہو نصیب
فرقت میں بے قرار ہے دل سوزِ آہ سے

ولیوں کے دوش پر قدمِ غوث پاک کے
ہم کو بھی بچائیں گے بحرِ گناہ سے

حامی تھے ہیں رہبرِ کامل ہیں غوث پاک
یہ مرتبہ ملا ہے رسالت پناہ سے

بغداد تا عجم کو وہ ایران سے گیا
پوچھو یہ شانِ غوث ہے شہ کجکلاہ سے

ولیوں نے پائی معرفتِ حق کی روشنی
گردوں وقار ہے چرخِ ولایت کے ماہ سے

سائل ہیں جس قدر درِ پیرانِ پیر کے
وہ مرتبے میں بڑھ گئے ہیں ہر بادشاہ سے

عرفاں کے نور سے ہوا معمور اس کا دل
دیکھا جسے حضور نے اپنی نگاہ سے

شام و سحر ہے وردِ زباں نامِ غوث پاک
مطلب نہیں جہاں کے سفید و سیاہ سے

اللہ رے جلال کہ جن و بشر ملک
لرزاں تھے شیرِ بیشۂ حق کی نگاہ سے

اے دل مشاہدے کا تجھے شوق ہے اگر
دل کو جلا دے ذکرِ لا الٰہ سے

اختر ہے پیر سید محسن علی کا فیض
واقف ہوئے ہیں ہم جو طریقت کی راہ سے

معمور ہے دل اور جگر نورِ خدا سے
روشن ہیں یہ آئینے محمد کی ضیا سے

سر دے دیا تکلیف اٹھائی ہے پیاس
کس شان سے تھے ساقیِ کوثر کے نواسے

بیتابیِ فرقت سے تڑپتا ہوں اگر میں
دیتی ہے مجھے یادِ نبی آ کے دلاسے

اک نور کا منظر نظر آتا تھا زمیں پر
خورشیدِ رسالت کی تجلی سے ضیا سے

اک گھونٹ ہی دے شربتِ دیدار کا اگر
مرتے ہیں ترے شربتِ دیدار کے پیاسے

ہوتے ہیں شگفتہ دلِ عشاقِ محمد
مرغوب گلستانِ مدینہ کی ہوا سے

اندھوں نے لگائی تو منور ہوئیں آنکھیں
لے سرورِ دیں آپ کی خاکِ کفِ پا سے

کیونکر نظر آئے نہ مجھے روئے محمدؐ — روشن ہو دل آئینہ وحدت کی تجلیات

کہتے ہیں ثناخوان نبیؐ سب مجھے اختر
حاصل ہے یہ مشغلۂ مدح و ثنا سے

طیبہ کے چمن میں پھولی پھلی ہے ڈالی پھولوں کی
رنگت ہے انوکھی کلیوں کی خوشبو ہے نرالی پھولوں کی

محبوبِ خدا کے روضہ پر چادر ہے نرالی پھولوں کی
کیا رتبہ ہے اعلیٰ پھولوں کا کیا شان ہے عالی پھولوں کی

گلزارِ عرب کے مالک کا ہے رنگ محبت اس میں بھرا
جائیگی نہ خوشبو پھولوں کی جائیگی نہ لالی پھولوں کی

ہے نورِ خدا کی ان میں چمک ہے نورِ خدا کی ان میں جھلک
مرغوبِ جہاں ہے ان کی مہک یہ شان نرالی پھولوں کی

صدقے تیرے شاہِ بحر و بر اس سطحِ جہاں پہ تیرے سبب
پھولوں سے بہاروں پر ہے چمن یا سلکِ لآلی پھولوں کی

گلزارِ مدینہ میں جا کر دیکھا کرے اپنی آنکھوں سے
رنگینیں بہاریں شیدائی سب ماضی و حالی پھولوں کی

قسمت جو مدینہ لیجائے ہم جائیں مدینے اختر
دربارِ رسولِ اکرم میں لیجائیں گے ڈالی پھولوں کی

تصور نے مقابل کیا شبیہ تیار رکھدی — نظر کے سامنے تصویر بنا کے حسین رکھدی
نبیؐ کا دربار ملا تو جھک گیا سر اپنا سجدہ کو — نبیؐ کے سنگِ در پر جبیں سائی کو جبیں رکھدی
خدا و جلوہ ہائے دو جہاں میرا ایمان ہے — خدا نے عاشقوں کی آنکھ میں وہ دوربیں رکھدی
یہ مانا عرشِ اعظم کے مراتب ہیں اعلیٰ — مگر رفعت میں بڑھکر حق نے طیبہ کی زمیں رکھدی

شب معراج حضرت نے جہاں اپنا قدم رکھا
جھکا کر ہر ملک نے سر وہاں اپنی جبیں رکھ دی

جہاں سے ہم گئے تو داغ عشق مصطفیٰ لیکر
پس مردن بھی شمع ضوفشاں زیر زمیں رکھ دی

تری شیریں بیانی کا زباں پہ ذکر کیا آیا
ڈلی مصری کی گویا منہ میں سے سلطان دیں رکھ دی

مدینہ کی زمیں کے ذرے تاباں دیکھ کر ہم نے
تری تاروں بھری چھت ایک طرف چرخ بریں رکھ دی

کہیں انگشت نما بننے سے نہ راز عشق ظاہر ہو
آتے ہی خیال آنکھوں پہ اپنی آستیں رکھ دی

خیال شاہ نے سینہ پہ پیر کے ہاتھ کیا رکھا
کہ گویا اک بنائے راحت قلب حزیں رکھ دی

ازل سے ہیں فدائے قبلہ شاہ دو عالم ہو
ہوا کیا جو در شاہ دو عالم پر جبیں رکھ دی

سمجھ کر ہم نے کعبہ آستان قبلہ دیں کو
سر تسلیم اپنا خم کیا۔ اپنی جبیں رکھ دی

پیا ہے وہ فیض حضرت استاد سے احقر
کہ آسانی سے اک اک شعر میں مشکل ہیں رکھ دی

ایک ذرہ بھی ہے رخ حضرت کے سامنے
کیا جلوہ دیگا شمع نبوت کے سامنے

ہر قید ہو میرا گنبد حضرت کے سامنے
ہر گز رہوں میں ختم رسالت کے سامنے

آئینہ دیکھ دیکھ کے حیران ہو گیا
رکھا جب آئینہ تری صورت کے سامنے

عیسیٰ کی شان ہے نہ یہ رتبہ کلیم کا
پہنچے نبی تجلی وحدت کے سامنے

دربار میں حضور کے آتے تھے جبرئیل
سر اپنا خم کئے در دولت کے سامنے

کہنے کو ہیں گناہ بہت سے اے رحیم
بے کس بے شمار ہیں تری رحمت کے سامنے

تیرے سبب جبین ملا یا مصطفیٰ
ہوتے رہے مجھے شب فرقت کے سامنے

ہم روسیاہ کونسا منہ لیکے جائینگے
محشر کے روز شافع امت کے سامنے

چھوٹا سا سائبان ہے یہ آسمان پیر
محبوب پاک کے در دولت کے سامنے

جو عاشق رسول ہیں پروا نہیں انہیں
ہوتے رہیں ہزار مصیبت کے سامنے

عارف ہی جانتے ہیں کہ رہتے ہیں کس قدر
وحدت کے جلوے چشم بصیرت کے سامنے

ہر فلسفی کا قول یہی ہے کہ تجھ سا — حیراں عقل ہے تری قدرت کا تماشا

دریا رواں ہے ایک معانی نعت کا
اختر حسین خاں کی طبیعت کے ساتھ تھا

جب ملے نعت شاہ عادل کی — پھر کسی کی چھپاتا احوال مشکل کی
کھینچ سوئے نبی کشش دل کی — مشکل دیکھوں نہ نصر منزل کی
ہم کی آباد ہو گئی دنیا — دیکھ کر وسعتیں مرے دل کی
پھر عشق نبی کا دل میں رہا — کر کے طے منزلیں مرے دل کی
ہم کو جب یاد مصطفیٰ آئی — بجلیاں بن گئیں تڑپ دل کی
سگ قدروں پہ بھی لطف فرمایا — یہ بھی خوش خلقی شاہ عادل کی
تیرے در سے نہ کوئی خالی پھرا — جھولی بھر بھر دی در کے سائل کی
جب نظر آیا گلشن طیبہ — مسکرائی کلی کلی دل کی

تو سدا اختر جہاں میں تم سے چلے
نعت لکھ لکھ کے شاہ مرسل کی

یا محمد تم حبیب خالق اکبر بنے — تم کو خالق نے بنایا ختم پیغمبر بنے
حامی دین متیں کونین کے سرور بنے — امت گمراہ منزل کے لئے رہبر بنے
سجدہ گاہ آستان شاہ کا پتھر بنے — پاسبانی پہ صف مژگاں کی اک جھاڑو بنے
یا الٰہی میرے آب و گل کا اک ساغر بنے — پھر لب کوثر وہ جام ساقی کوثر بنے
تاجدار انبیا فخر بشر ختم رسل — آپ کی یہ شان ہے کونین کے سرور بنے
میں مدینہ جاؤں مرتے تک مدینہ میں مجھے — میرا مرقد بھی قریب روضۂ سرور بنے
خانۂ دل میں رہے یاد رخ روشن تری — میرا سینہ میرا دل اک نور کا منظر بنے
نور کا عالم نظر آئے گا ہم کو حشر میں — ہر نمازی کی جبیں رشک مہ انور بنے

ہمت سے جاؤں مدینہ کی طرف ہو نہیں
کوچۂ ختم رسل میں خاک کا بستر ہے

بہتر ہیں خلق ہے اس شان کا کوئی نہیں
جس کا احمد نام ہوا اللہ کا دلبر ہے

دونا جب پیدا ہوا اختر فال رخ کے تیغ
ہو گئے روشن نقطۂ لفظ قسمت کا اختر ہے

کون ہے تو شاہِ ذی اکرام ہے
دیکھ لو یہ معنیٔ اسلام ہے

نسخۂ رحمت نبی کا نام ہے
دل گیا جس کو اسے آرام ہے

صبح نورِ مصطفےٰ ہے بیکنار
صفحۂ ہستی سے رخصت شام ہے

لائیے تشریف یا مصطفےٰ
در پہ حاضر مجمعِ خدام ہے

جب لیا نامِ نبی آیا مزا
مرحبا صلِّ علیٰ کیا نام ہے

تو جو کرتا ہے کرم ہم پر کریم
تیری رحمت یہ ترا اکرام ہے

کیا نظر آتے ہیں شکلِ نشاط
سامنے آئینہ ناکام ہے

جسنے جو مانگا دیا تو نے اسے
کس قدر تیرا یہ فیضِ عام ہے

پاس وہ لیتے ہیں کیسے حج کرتے نہیں
مشتموں کا یہ خیالِ خام ہے

ہجر میں سہتے ہیں ہم حسرتیں
خانۂ دل میں بچھا کہرام ہے

دولتِ عشقِ نبی ہم کو ملی
اس سے بڑھ کر کونسا انعام ہے

حشر میں یہ نام ہے وجہِ نجات
نامِ احمد فیض بخشِ عام ہے

اس پہ احسان آستانگاہِ لطف ہے
کیوں کہ اختر بندۂ بے دام ہے

مقدر سے ملا اس شان کا سلطانِ ذیشاں ہے
کہ جو مختار ہے کونین کا محبوبِ یزداں ہے

مسلمانوں کی فرحت کا وہ طیبہ کا گلستاں ہے
بہادر اسکی محبت مرغوبِ دلِ ہر جانِ جاں ہے

ہوا قرآن نازل آپ پر جبریلؑ درباں ہے
یہ مرتبہ شاہِ دو جہاں کا یہ شانِ شاہِ ذیشاں ہے

جہاں کا ہے لئے مضطرب اندازِ گریاں ہے
کہ نذرِ نعتِ احمد ؐ نغمہ سازِ گلستاں ہے

مدینہ جا کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوں
مرے دل میں یہ حسرت ہے مرے دل میں یہ ارماں ہے

بشر کو چاہیئے وردِ زباں نامِ نبی ؐ رکھے
یہی عقبیٰ کا توشہ ہے یہی بخشش کا ساماں ہے

خیالِ شاہ اُنجمن دور کر قلبِ پریشاں کا
پریشانی کا آئینہ بنا قلبِ پریشاں ہے

فلک پہ جب نظر آیا تو ہم کو یہ گماں گذرا
یہ ابروئے نبی ؐ ہے یا ہلالِ عیدِ قرباں ہے

نبی ؐ کے نورِ رحمت کی ضیا باری ہے لے اختر
مری شمعِ جہانِ دل ابھی باعث فروزاں ہے

ارمانِ دید دین کے سلطان رہ نہ جائے
ارمانِ دید میں ترے قربان رہ نہ جائے

الفت کا تیر ہیں ترے قربان رہ نہ جائے
یا شاہ آئیے آئیے یہ مہمان رہ نہ جائے

محروم تیرے لطف سے اے رحمتِ خدا
محشر میں دیکھ کوئی مسلمان رہ نہ جائے

ارماں ہے جو آپ کے دیدار کا نبی ؐ
محشر کے روز دل میں یہ ارمان رہ نہ جائے

روضہ پہ آپ کی طلبی کا مرے حضور
جاری جو ہونیوالا ہے فرمان رہ نہ جائے

یہ رہنمائے راہِ مدینہ ہے اے خدا
اُٹھ اُٹھ کے گرد باد کا طوفان رہ نہ جائے

آئیں حضور خانۂ دل میں رہیں حضور
دل کی مسرتوں کا یہ سامان رہ نہ جائے

تیرے حبیب پاک کا دیدار ہو نصیب
دل میں مرے الٰہی یہ ارمان رہ نہ جائے

اختر جو ہاتھ آیا ہے میدانِ نعتِ شاہ ؐ
ہو جائے سر یہ نعت کا میدان رہ نہ جائے

تری نعت وہ ہے جلا کملی والے
کہ ہو جائے دل آئینہ کملی والے

تو حامی ہے روزِ جزا کملی والے
ترا ہے ہمیں آسرا کملی والے

ترے ہاتھ ہے پردہ پوشی ہماری
تو کملی میں اپنی چھپا کملی والے

تری شان والا کے قربان ہونگے
قیامت میں سب انبیا کملی والے

اگر اپنے منہ میں ہوں لاکھوں زبانیں
نہ ہو وصف تیرا ادا کملی والے

تجھے شان و شوکت وہ بخشی خدا نے
کہ حیرت میں ہیں انبیا کملی والے

چھلکتا ہوا جام بھر بھر کے مجھ کو
ترے میکدے کا پلا کملی والے

جہاں کے حسینوں میں ممتاز ہے تو
نرالی ہے تیری ادا کملی والے

زمانے کے انمول کمل دوشالے
ہیں کمل پہ تیرے فدا کملی والے

گھٹا بن کے رحمت کی سر پر رہیگی
تری کملی اوڑھے جسنا کملی والے

یہ ہے آرزو اختر بے نوا کی
بنے تیرے در کا گدا کملی والے

آ کبھی خواب میں معراج کے جانیوالے
آ مری حسرتِ دیدار مٹانے والے

میری امداد کو جب آپ ہی آنیوالے
کیا ستا پائینگے غم و رنج ستانیوالے

آ مری تیرگیٔ دل کو منور کر دے
ظلمتیں کفر کی دنیا سے مٹانیوالے

جادۂ حق پہ زمانے کو چلایا تو نے
کیوں نہ ممنون رہیں تیرے زمانے والے

میں ہی محروم رہا ہائے زیارت کیلئے
قافلے سوئے مدینہ گئے جانیوالے

لوٹتے ہیں جو گلستانِ مدینہ کی بہار
ہیں مسلمان وہی لطف اٹھانیوالے

منہمک رہتے ہیں جو عشقِ نبی میں دن رات
حشر میں ہیں وہی فردوس کے پانیوالے

بادۂ حبِ نبی پیکے جو متوالے ہیں
کب کسی سے ہیں وہ دل اپنا لگانیوالے

نہ دبے لشکرِ اعدا سے کبھی وقتِ وغا
تھے جوانمرد محمد کے گھرانے والے

دل میں کیا آئیگی تمنائے ارم اے رضواں
کوئے احمد میں جو بستر ہیں لگانیوالے

ہم کو لیجائے مدینہ جو خدا اے اختر!
ہم مدینے سے نہیں پھر لوٹ کے آنیوالے

کیا مدینہ کے چمن میں ہے بہار آئی ہوئی
پھرتی ہے بادِ سحر گلشن میں اترائی ہوئی

حسنِ احمد کی جو دل میں تمنا پیدا ہوئی بستی گئی دنیا سے دل کی کیا تنہائی ہوئی
عشق میں ... عندلیبوں پر دھکا کر ... محشر میں رسوائی ہوئی
ناتواں احمد نے مجھے اس درجہ لاغر کر دیا ہے صدا نالہ نفس کی ... تقریر الٰہی ہوئی
تو مدینہ سے چلی آتی ہے اے بادِ صبا کچھ مدینے سے خبر میری بھی کیا لائی ہوئی
جب میں سودائی ہوں عشقِ سرورِ کونین کا پھر یہ خلقت کیلئے میری تماشائی ہوئی
جب ہوئے پیدا جہاں میں سرورِ کون و مکاں نورِ وحدت کی جہاں میں جلوہ آرائی ہوئی
تیرے جلوے کی ضیا باری ہوئی جب یا نبی جلوہ گر چشمِ تمنائی کی بینائی ہوئی
یا نبی آ کر شبِ فرقت خبر لیجے مری بیقراری ... کمی رخصت شکیبائی ہوئی
اس قدر یادِ محمد میں بڑھا ہے انتشار تن میں میرے پھر رہی ہے روح گھبرائی ہوئی

حلقۂ گیسوئے احمد جبینِ عجز کی بے تابیاں
مصطفیٰ کے در کی ... جبیں سائی ہوئی

جب ضیا نورِ خدا کی نذرِ بینائی ہوئی نور سے معمور ہر چشمِ تمنائی ہوئی
جب ضیا افروز اس کی شکل زیبائی ہوئی ایک میں کیا سب کی ... شیدائی ہوئی
بزمِ عالم میں یہ کس کی جلوہ آرائی ہوئی جلوہ گر دنیا کی ہر چشمِ تمنائی ہوئی
یادِ احمد میں نکل جاتا ہوں ... گھر سے دور دیکھتا ہوں جب طبیعت اپنی گھبرائی ہوئی
تیرے ابرِ لطف کے چھینٹوں سے ... باغ کی ہو گئی باغِ تمنا کی کلی مرجھائی ہوئی
عالمِ کثرت میں بھی وحدت کا نقشہ کھنچ گیا آئینہ دنیا میں تیری شان یکتائی ہوئی
سوئے گلزارِ مدینہ جب پہنچتی ہے نسیم فرشِ گل پر ناز سے پھرتی ہے اترائی ہوئی
رونق افزا جب ہوئے بزمِ مسرت میں حضور رونقِ بزمِ مسرت رونق افزائی ہوئی
بادشہ نے کشتۂ حسرت کو زندہ کر دیا رونما جب شکلِ اعجازِ مسیحائی ہوئی
ہم نے رکھدی آستانِ شاہ پر اپنی جبیں حسرتیں نکلیں ہمیں حاصل جبیں سائی ہوئی

وہ بخشش بن گئی تحریر نعت مصطفےٰ
کام کی کاغذ پہ اختر خامہ فرسائی ہوئی

یا نبی کیا ترا حسنِ رخِ زیبائی ہے
کہ زمانے کا زمانہ ترا شیدائی ہے

تیری ہی بو تو مدینے سے صبا لائی ہے
کہ مرے باغِ تمنا میں بہار آئی ہے

کیا ضیا بار ترا جلوۂ یکتائی ہے
ذرہ ذرہ ترے جلوے کا تماشائی ہے

عشقِ احمد کا جو دیوانہ ہے سودائی ہے
دشتِ طیبہ کی اسے راس ہوا آئی ہے

کوئی صد بار اس آئینۂ دل کے دیکھے
شکلِ محبوبِ خدا اس میں اتر آئی ہے

آج فرقت میں تڑپنے کا مزا آئے گا
یادِ محبوب میں ہوں شبِ تنہائی ہے

جلوۂ ماہِ مدینہ کی ضیا باری سے
دیدۂ دل کو میسر ہوئی بینائی ہے

آپ ہیں باعثِ آرائشِ بزمِ ہستی
یا نبی آپ سے یہ انجمن آرائی ہے

تو کسی دن تو تخیل میں مرے سامنے آ
چشمِ دل دید کی برسوں سے تمنائی ہے

وہ شبِ ہجرِ محمد ہے کہ بس لاغر
دور سے تکتی ہوئی مجھ کو قضا آئی ہے

یاد فرمائیں گے اختر کو کسی روز شفیع
روزِ میثاق سے یہ آپ کا شیدائی ہے

دنیا میں جو آکر نورِ خدا چمکا دیا کملی والے نے
اس نور کا جلوہ دنیا میں پھیلا دیا کملی والے نے
جلوہ سے فلک پر بجلی کو تڑپا دیا کملی والے نے
حورانِ جناں کو وصل کی شب شرما دیا کملی والے نے
اسلام ہمیں آسان ملا ایمان ملا قرآن ملا
سامان سراپا بخشش کا کیا کیا دیا کملی والے نے
سرکا کے نقابِ حسن ذرا دکھلا کے رخِ تاباں کی جھلک

سورج کو قمر کو تاروں کو شرما دیا کملی والے نے

کیوں کر نہ کریں ہم شکر خدا احسان یہ ہم پر خوب کیا
گمراہ تھے رستہ سیدھا ہمیں بتلا دیا کملی والے نے

گلہائے مسرت کے تختے رنگیں کھلا کر طیبہ میں
خوشبو سے دماغ جہاں اپنا مہکا دیا کملی والے نے

اس سطح جہاں پر آکے ہمیں بخشش کا سنا کر مژدہ ہمیں
سینے میں جو سرد آہیں تھیں انھیں گرما دیا کملی والے نے

گھر آئیں گھٹائیں رحمت کی برسائیں گھٹائیں رحمت کی
موجوں کو بڑھا کر چاروں طرف لہرا دیا کملی والے نے

اختر ہمیں دے کر دولت دیں احکام خدائے فرد جہاں
جو کچھ بھی اسے فرمانا تھا فرما دیا کملی والے نے

جب چہرے سے برقع کو ذرا سرکا دیا کملی والے نے
ذرہ ذرہ تابش سے چمکا دیا کملی والے نے

کیا جوش کرم سے ابر کرم برسا دیا کملی والے نے
امید کے پھولوں کا تختہ مہکا دیا کملی والے نے

کیا ذکر عجم کیا ذکر عرب برہم تھا نظام عالم سب
الجھا ہوا رستہ دنیا کا سلجھا دیا کملی والے نے

اصنام پرستی کی رسمیں دنیا میں جو تھیں وہ مٹ گئیں سب
اسلام کا چرچا عالم میں پھیلا دیا کملی والے نے

وہ نور مجسم تفریحاً بے پردہ جو نکلا گھر سے کبھی
ذروں کو لباس نورانی پہنا دیا کملی والے نے

زلفوں کی لٹیں جب رخ سے ہٹیں اک نور کا منظر آیا نظر
کیا بختِ زمینِ طیبہ کا چمکا دیا کملی والے نے

آرام کی صورت کیا دیکھوں کس طرح ہو حاصل دل کو سکوں
جب برقِ تبسم سے دل کو تڑپا دیا کملی والے نے

سمجھے ہی نہ تھے کچھ اہلِ جہاں اللہ کی ذاتِ واحد کو
قاصر تھے سمجھنے سے اس کے سمجھا دیا کملی والے نے

اختر کے برابر مجرم ہی محشر میں نہ تھا اختر کے سوا
خالق سے مگر ہر جرم اس کا بخشا دیا کملی والے نے

زباں پہ ہر بشر کے ہر زماں اللہ ہی اللہ ہے
زمانے میں جہاں دیکھا وہاں اللہ ہی اللہ ہے

حصول مدعائے عارفاں اللہ ہی اللہ ہے
صفائے زنگ قلب بیکساں اللہ ہی اللہ ہے

ہمارے قلب کا راحت رساں اللہ ہی اللہ ہے
ہمارے جسم کی روحِ رواں اللہ ہی اللہ ہے

حقیقت پر نظر ڈالی تو یہ نقشہ نظر آیا
نہاں اللہ ہی اللہ ہے عیاں اللہ ہی اللہ ہے

جو آیا ہے جہاں میں وہ فنا ہو جائیگا اک دن
فقط ذاتِ لقائے جاوداں اللہ ہی اللہ ہے

جو متوالے ہیں وحدت کے یہی شغل ہے ان کا
ہمیشہ رات دن وردِ زباں اللہ ہی اللہ ہے

منہ خورشید میں اختر میں دیکھو غور سے اختر
نظر آئیگا تم کو ضو فشاں اللہ ہی اللہ ہے

باغِ طیبہ میں بنے گر آشیاں تیرے لئے
ہے مسرت ہی مسرت مرغِ جاں تیرے لئے

ہے جگہ دل میں شہ کون و مکاں تیرے لئے
وقف ہے یہ نقدِ دل یہ نقدِ جاں تیرے لئے

تو نے اپنی نعمتیں مجھ کو عطا کیں کس قدر
شکر کے قابل نہیں منہ میں زباں تیرے لئے

تجھ کو زیبا ہے خدائی اے خدائے دو جہاں
سب ہیں فانی ہے بقائے جاوداں تیرے لئے

عشق میں ثابت قدم رہنا مشکل ہے یہی
رہروِ منزل ہے راہِ امتحاں تیرے لئے

وقف ہو گئی وقفِ شہادت وہ یا حضرتِ حسینؓ
بن گئیں تکمیلِ ایماں سختیاں تیرے لیے

رو نہ تجھ سے غافل ہوں غافل کبھی ہم
موت آجائیگی اک دن ناگہاں تیرے لیے

ہر دم جو نقشا آستانِ مصطفےٰ پر سر جھکا
کامیابی کا یہی ہے آستاں تیرے لیے

ثنا ہیں اہلِ سخن سنا غزل اظہرؔ تری
ہے مسرت بخش یہ لطفِ بیاں تیرے لیے

بڑی ہے شان رتبہ شانِ شاہ کیا ہوگی
کسی سے مدح حبیبِ الٰہ کیا ہوگی

بشر تو کیا نہیں واقف ملک خدا جانے
حقیقتِ شہِ عالم پناہ کیا ہوگی

پھرے گا دین رسولِ خدا سے جو کوئی
نصیب اُس کو خدا کی پناہ کیا ہوگی

بتا دو قافلے والو یہیں خدا کے لیے
اِدھر سے راہ مدینہ وہ راہ کیا ہوگی

ترے مزار پہ ہوتی ہے بارشِ انوار
عرب کے چاند تری جلوہ گاہ کیا ہوگی

چمک ہیں تری تجلی رشن کے آگے
بھلا یہ رونقِ مہر و ماہ کیا ہوگی

ہمیں تڑپتے ہی رکھیگا کیا فراقِ نبیؐ
ہماری زندگی یہ بادِ آہ کیا ہوگی

دکھائیے مجھے اپنا جمال آ کے حضور
اِدھر بھی لطف و کرم کی نگاہ کیا ہوگی

بتا تو پوچھتا ہوں جو ملتا ہے زائر سے اظہرؔ
بہارِ باغِ حبیبِ الٰہ کیا ہوگی

دل میں الفت تری پنہاں ہے رسولِ عربی
دل اسی سے مرا شاداں ہے رسولِ عربی

شبِ غم قلب پریشاں ہے رسولِ عربی
اک آفت میں مری جاں ہے رسولِ عربی

ہو سکے ایسے پردہ کہیں جاؤ دل میں آ جا
دل میں حسرت یہ رہاں ہے رسولِ عربی

اپنی امت کو جہنم سے بچایا تو نے
تجھ پہ امت تری قرباں ہے رسولِ عربی

لغزشیں دیکھی قدم کو مرے کیا راہِ صراط
ہاتھ میں جب ترا داماں ہے رسولِ عربی

مصحفِ رخ کی ترے یاد عبادت ہے مری
مصحفِ رخ ترا قرآں ہے رسولِ عربی

انبیا کا تجھے سرور انبیا حق نے
یہ تیری شان نمایاں ہے رسول عربی

تجھ سے بڑھ کر نہیں دنیا میں کوئی میرا رفیق
تو مرا دین ہے ایمان ہے رسول عربی

بیاں کس طرح کروں اے حبیب روشن تیرا
تو غیرت صد مہر تاباں ہے رسول عربی

ہم سیہ کاروں کو کیا خوف حساب محشر
سر محشر تو نگہباں ہے رسول عربی

اپنے اختر کو تم بھولنا محشر میں کہیں
کہ تمہارا یہ ثنا خواں ہے رسول عربی

بڑھی بیقراری دل مبتلا کی
نظر آئے صورت حبیب خدا کی

کہاں شان ایسی کسی انبیا کی
کہ جو شان ہے شاہ ہر دو سرا کی

ہرے داغ دل میں اسی سے منور
ضیا دل میں ہے جلوہ مصطفیٰ کی

مجھے کھینچ لائی ہے راہ طلب میں
نبی کیا کشش ہے تیرے نقش پا کی

سمایا ہے ان سب میں نور محمد
یہ ہیں وجہ تخلیق ارض و سما کی

قیامت میں ہم عاصیوں کے شفیع
رہے گی گھٹا رحمت کبریا کی

ہے خود ذوق دل رہنمائے مدینہ
ہمیں کیا ہے پروا کسی رہنما کی

جہاں میں جو تشریف لائے محمد
جہاں میں مچی دھوم صل علیٰ کی

بلائیں گے حضرت تو جاؤں گا طیبہ
میں اختر ہوں کیوں دور گردوں کا شاکی

نہ جائے زندگی بھر دل سے الفت میرے خواجہ کی
رہے آباد دل میرا بدولت میرے خواجہ کی

زمانے میں نہ ہو کس طرح شہرت میرے خواجہ کی
زمانے پہ ہے آئینہ کرامت میرے خواجہ کی

قیامت کا مجھے کیا ڈر رہے گی حشر میں مجھ پہ
مشیت میرے خواجہ کی عنایت میرے خواجہ کی

یہی میری تمنا ہے یہی ہے آرزو دل میں
نظر آئے کسی دن مجھ کو صورت میرے خواجہ کی

لقب پایا شہ ہندالولی کا میرے خواجہ نے
کوئی دیکھے ذرا یہ شان و شوکت میرے خواجہ کی

کریں وہ ماہ رمضاں بھی بسر جا کے نبی کی خدمت میں
انھیں ہر سال ہوتی ہے زیارت بیت کعبہ کی

نظر آتے ہیں آنکھوں خواب میں دیدار خواجہ کا
ترپتا ہے یہیں تو پاتی ہے فرقت میرے خواجہ کی

وہ مقصد ہے حضرت ہیں سائل و من مقصد
نہ کیوں مشہور عالم ہو سخاوت میرے خواجہ کی

خدا لیجائے گر اجمیر یہاں پر کبھی اختر
میسر ہو زیارت اور قربت میرے خواجہ کی

نبی کے ہجر میں نکلے اگر آہ و فغاں میری
نکل جائے اسی کے ساتھ جان ناتواں میری

کسی دن کاش سن لے التجا شاہ زماں میری
جو دل میں ہیں تمنا آرزو ہیں بیکراں میری

نبی کے ہجر میں دیکھے کوئی بیتابیاں میری
کہ ٹکراتی ہیں سقف آسماں تک ہچکیاں میری

مدینہ ہند سے جاؤں یہ ہے طاقت کہاں میری
تپ ہجر نبی میں گھل گئی ہیں ہڈیاں میری

مدینے کے جوان ہاشمی سے مجھ کو ہے الفت
رہیں گی عمر بھر سب حسرتیں دل میں جواں میری

جہاں میں طائر گلزار طیبہ ہے لقب میرا
کرے گا ہمسری کیا عندلیب خوش بیاں میری

بلائیں مجھ کو سرکار مدینہ گر مدینے میں
مدینے میں بسر ہو جائے یہ عمر رواں میری

فضائے دشت طیبہ دیکھتا ہوں میں تصور میں
کرے گی خوش طبیعت کیا فضائے گلستاں میری

محمدؐ کی زیارت ہو محمدؐ کی زیارت ہو
مرے لب پر یہی کہتی ہے منہ میں زباں میری

عطا کر جام عرفاں مجھ کو ایسا کیف آ ساقی
کہ پہنچا دیں مدینے تک مجھے سرشاریاں میری

اگر یاد مدینہ میں نکل جائے گا دم میرا
مدینہ جائیگی بعد فنا روح رواں میری

بدل دے آستان مصطفےٰ کاش اب مری قسمت
کہ ٹکراتی ہے برسوں سے جبیں خونچکاں میری

محبت میں نبیؐ کی ظاہر و باطن ہوا آئینہ
جو حالت ہے عیاں میری وہ حالت ہے نہاں میری

حبیب کبریا سے عشق کا مجھ کو تعلق ہے
بجا ہے ناز کرتی ہیں اگر خود ایاں میری

ازل سے ہے جان دل میں عشق شافع محشر
خطائیں بخش دیگا سب خدائے دو جہاں میری

تڑپ کر گر پڑی جب برق غم ہجر محمدؐ میں
بکھر کر رہ گئیں ساری قفس کی تیلیاں میری

گلستانِ مدینہ میں بنا ہے آشیاں میرا
ہوا افضل نخلِ طوبیٰ سے بھی شاخِ آشیاں میری

مری عمرِ رواں گذری ہے اے اختر عشقِ احمد میں
مبارک وہ لشکر ہیں جو بنیں گے داستاں میری

ضیا جب تیری اے مہرِ رسالت جلوہ گر ہوگی
نمایاں شامِ غم سے پھر مسرت کی سحر ہوگی

جو سرکارِ مدینہ لطف کی ہم پر نظر ہوگی
ہماری عمر در در در مدینہ میں بسر ہوگی

یہ جانِ ناتواں کب نذرِ شاہِ بحر و بر ہوگی
خدا جانے ہماری زندگی کب مختصر ہوگی

تصور میں جو تصویرِ محمد جلوہ گر ہوگی
ضیا داغِ جگر کی اپنے رشکِ صد قمر ہوگی

کبھی یادِ محمد آ کے رکھیگی جو ہاتھ اپنا
شبِ فرقت تسلی تجھ کو اے دردِ جگر ہوگی

سہینگے ہجر کے صدمے یہ کب تک یا رسول اللہ
غمزدوں پر بھی اپنے کیا عنایت کی نظر ہوگی

اگر مجھ کو نظر آئے عرب کے چاند کا منظر
تخیل میں مری چشمِ تخیل جلوہ گر ہوگی

نکل جائیگا دم میرا جو یادِ شہرِ طیبہ میں
ضیا باری پسِ مردن بھی میری قبر پر ہوگی

گلستانِ مدینہ کا مجھے نظارہ کب ہوگا
الٰہی کب مری شاخِ تمنا بارور ہوگی

نہ جائیگی نہ جائیگی یہ وحشت عشقِ احمد کی
یہی وحشت مدینے کے سفر کی راہبر ہوگی

ثنا خوانِ شافعِ محشر کا تو دل سے ہو اے اختر
عنایت شافعِ محشر کی تیرے حال پر ہوگی

شربتِ دیدار مل جائے جو پینے کے لئے
ہاتھ آئے گا یہ نسخہ اپنے جینے کے لئے

بحرِ عصیاں سے کرینگے پار محبوبِ خدا
ناخدا اچھا ملا اپنے سفینے کے لئے

دولتِ عشقِ محمد سے میں مالا مال ہوں
کس لئے تڑپوں زمانے کے خزینے کے لئے

یا محمد مصطفیٰ اسمِ گرامی آپ کا
زینت افزا ہو گیا دل کے نگینے کے لئے

ساقیِ کوثر کا ہم پر لطف ہوگا حشر میں
جامِ کوثر دینگے بھر بھر کر وہ پینے کے لئے

اپنے سینے میں ہے روشن داغِ عشقِ مصطفیٰ
روشنی اچھی ملی ہے اپنے سینے کے لئے

نکہتِ گلہائے رنگیں دہ کرچکی کیا باغباں
دیکھ لیتے ہیں وہ منظر آمنہؓ کے چاند کا

مضطرب ہیں جو محمدؐ کے پسینے کے لئے
سوئے طیبہ جائیں تو ہیں عرقِ اک نہانے کے لئے

ہند میں اخترؔ سکونِ دل نہیں کیا ہو نصیب
ہند میں بے چین ہیں بستے ہیں مدینے کے لئے

تمنا ہے مری جانِ حزیں جب یا نبیؐ نکلے
زباں سے نزع میں نامِ محمدؐ مصطفیٰ نکلا

مدینہ میں مروں یارب وہیں پر دم مرا نکلے
تمنائے دلی بر آئے دل کا مدعا نکلے

مجھے ساتھ اپنے لیکر جوشِ عشقِ مصطفیٰؐ یارب
بیابانِ مدینہ میں کسی دن کاش جا نکلے

سنے نغمے نبیؐ کی نعت کے مجھ سے اگر بلبل
زباں سے وجد میں صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ نکلے

رخِ تاباں کا اسکے ہوگا کیسا دلکشا منظر
کہ جس کا نام ہی آئینہ دل کی جلا نکلے

اگر نقشِ قدم جان یہ سو بار ہو جائے
نہیں ممکن کہ دل سے عشقِ محبوبِ خدا نکلے

جنونِ عشقِ احمدؐ میں بھی ہوشیار رہتا ہوں
جنوں میں کیا عجب ہے صدائے مرحبا نکلے

ظاہر ہوگیا جب میں مریضِ عشقِ احمدؐ ہوں
طبیبانِ جہاں کے پاس کیا میری دوا نکلے

گماں ہوا اہلِ دنیا کو کہ نکلا مہر مشرق سے
رخِ تابانِ محمدؐ کا جو پردے سے ذرا نکلے

گنہگارانِ امت کو نہیں ہے ڈر قیامت کا
شفاعت کے لئے حامی شفیعِ دوسرا نکلے

شبیہِ مصطفیٰؐ مرقد میں یا ہم دیکھیں گے اے اخترؔ
یقیں ہے اپنے دل کی آرزو بعدِ فنا نکلے

نبیؐ کے ہجر میں نالہ اگر نکل جائے
فلک کی سقفِ فلک کانپ اٹھے دہل جائے

الٰہی گردشِ قسمت مری نکل جائے
مسرتوں سے مرا رنج و غم بدل جائے

نبیؐ کے ہجر میں ہے شعلہ بار آہ مری
بھڑک کے قصرِ دل ایسا نہ ہو کہ جل جائے

فراقِ شاہ میں اشکوں سے آنکھ ہے لبریز
کہ جوش میں کہیں چشمہ نہ یہ ابل جائے

بلائیں شاہِ مدینہ اگر مدینے میں
تو خاکسار مدینہ کو سر کے بل جائے

صفائی رخ شہ کا جو وصف میں لکھوں
یقیں ہے توسنِ خامہ مرا پھسل جائے
مصیبتوں میں جو لے نام مصطفےٰ دل سے
قسم خدا کی وہ گرتا ہوا سنبھل جائے
نبی دکھائیں اگر صبح شادمانی کی
مصیبت آئی ہوئی شامِ غم کی ٹل جائے

لکھوں جو نورِ مجسم کا وصف اے اختر
سراپا نور کے سانچے میں شعر ڈھل جائے

فاتحہ

محمد مصطفےٰ کی فاتحہ ہے
حبیبِ کبریا کی فاتحہ ہے
ہمارے پیشوا کی فاتحہ ہے
ہمارے رہنما کی فاتحہ ہے
ہوئی جس سے منور شمع اسلام
اسی نورِ خدا کی فاتحہ ہے
مسلمانو کرو دل اپنا روشن
یہاں بدر الدجیٰ کی فاتحہ ہے
جہانِ کفر کی ظلمت مٹادی
شہِ جلوہ نما کی فاتحہ ہے
ادب سے ہاتھ اٹھاؤ مومنو تم
کہ محبوبِ خدا کی فاتحہ ہے
رہے جاری درودِ پاک ہر دم
محمد مصطفےٰ کی فاتحہ ہے
دو عالم میں ہیں جو ممتاز سب سے
وہ ختم الانبیا کی فاتحہ ہے

شریکِ فاتحہ خوانی ہو اختر
شہِ ہر دوسرا کی فاتحہ ہے

سلام

(۱)
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
صلوٰۃ اللہ علیک

(۲) آپ کیا دنیا میں آئے — آپ کیا تشریف لائے
کلمہ ہم کو پڑھائے — راستہ سیدھا بتائے

(۳) آپ ہیں شانِ مدینہ — آپ ہیں جانِ مدینہ
ماہِ تابانِ مدینہ — نورِ ایمانِ مدینہ

(۴) رحمۃ للعالمیں ہو — سرورِ دنیا و دیں ہو
لامکاں کے تم مکیں ہو — تم شفیع المذنبیں ہو

(۵) تاجدارِ انبیاء ہو — شافعِ روزِ جزا ہو
مالکِ ہر دوسرا ہو — باعثِ خلقِ خدا ہو

(۶) تم کو ہے معراج حاصل — اک جہاں ہے اس کا قائل
یہ تمہارے ہیں فضائل — کیوں نہ ہو دل تم پہ مائل

(۷) عرض ہے اختر کی حضرت — آئے جب روزِ قیامت
اس کی تم کرنا شفاعت — اس پہ ہو چشمِ عنایت

مستزاد

سودا ہے مجھے گیسوئے محمد کا ہوا ہے — یہ فضلِ خدا ہے
دل لیکے بیابانِ مدینہ کو چلا ہے — کیا بخت رسا ہے
امداد مری کیجئے یا شاہِ مدینہ — ڈوبے نہ سفینہ
دریائے غم و رنج میں طوفان اٹھا ہے — اک حشر بپا ہے
ہے سامنا ہر روز مجھے شامِ الم کا — اٹھتا نہیں صدمہ
آئینہ ہے سب تم پہ جو کچھ حال مرا ہے — کب تم سے چھپا ہے
فرقت نے تڑپتا ہی رکھا بسترِ غم پر — اے فخرِ پیمبر

بیتابی فرقت سے نہیں چین ذرا سا ہے / دل ٹوٹ گیا ہے
خیمہ میں بلاتے نہیں حبیب ختم رسالت / کس طرح ہو راحت
مونس بھی نہیں کوئی نہ ہمدرد بھی خفا ہے / کیا وقت خفا ہے
مانا کہ گنہگار ہیں عاصی ہیں بہت ہم / لیکن نہیں کچھ غم
جب شافع محشر سا مددگار ملا ہے / ڈر حشر کا کیا ہے
رویا میں دکھا دیں جو نبی اے دل مضطر / چمکے مرا اختر
دیدار محمدؐ کا بھی دیدار خدا ہے / یہ سچ ہے بجا ہے

سلام

تھی علمدار کی تقدیر میں ایذا پانی / کٹ گئے ہاتھ مگر ہاتھ نہ آیا پانی
مجرئی چاہتے گر سید والا پانی / موجیں لیتا ہوا خیمہ سے نکلتا پانی
ابن حیدر کی جو شمشیر کا دیکھا پانی / ہو گیا خوف سے اعدا کا کلیجا پانی
ہائے مجبور تھا خود ہی لب دریا پانی / ورنہ شبیرؑ سے کیا کرتا کنارا پانی
کہیں لے ساقی کوثر کا نواسا پانی / موجیں لیتا ہوا آیا لب دریا پانی
حشر انگیز تھا پیاسوں کی تڑپ کا منظر / ہو گیا دیکھ کے پتھر کا کلیجا پانی
رن میں جا کر جو ہوئے سید کونین شہید / خون بن کر فلک پیر سے برسا پانی
سینکڑوں اہل جفا غرق ہوئے ڈوب گئے / تیغ سرور کا ہوا اسقدر اونچا پانی
بن گیا گوہر شب تاب زمیں پر گر کر / غم شبیرؑ میں آنکھوں سے جو ٹپکا پانی
رو رہی تھی غم عباسؑ میں یا ہر چشم حباب / تھے رواں اشک الم یا لب دریا پانی
نہ دیا اہل جفا نے نہ ملا آب فرات / آل احمدؐ کے لئے ہو گیا عنقا پانی
آج پانی سے جو شبیرؑ کو ترسایا ہے / کل سر حشر نہ اعدا کو ملے گا پانی

سنگدل بانیٔ ظلم اہلِ جفا نے نہ دیا
مانگتا ہی رہا اک ایک پیاسا پانی

شہ کی تنہائی دمِ وقت سے لبِ نہرِ فرات
کبھی اٹھا کبھی بیٹھا کبھی تڑپا پانی

لوٹتا آئے علمدار کے وہ زیرِ علم
لبِ دریا کبھی پایا جو اشارا پانی

کٹ گئے شانے علمدار کے مشکیزہ چھدا
کون لا دیتا کہ پیتی جو سکینہ پانی

جب علمدار کا برباد ہوا خرمنِ جاں
برق بن بن کے غمِ شاہ میں تڑپا پانی

جب چھپا زیرِ زمیں چرخِ امامت کا قمر
ہر طرف غم کی گھٹا چھا گئی برسا پانی

جب لکھا حالِ غمِ مہرِ امامت جعفر
میرے ہر صفحۂ قرطاس پہ چھلکا پانی

مناجات

الٰہی تو ہے قاضی الحاجات
جانتا ہے ہر ایک دل کی بات

کوئی روزی رساں نہیں تجھ سا
تیرے قبضے میں رزق ہے سب کا

ہمسری میں نہیں کوئی تیرا
ہے تری ذات پاک بے ہمتا

تیرے محبوب کی ہوں امت میں
عرض رکھتا ہوں تیری خدمت میں

اے خدا جس قدر مسلماں ہیں
تیرے لطف و کرم کے خواہاں ہیں

رنج و غم دور اُن کا تو کر دے
نورِ وحدت سے اُنکے دل بھر دے

لاولد جس قدر ہیں دے اولاد
یا الٰہی کر اُن کے دل تو شاد

جس قدر بیوطن ہیں اے مولا
ان کو اپنے وطن میں تو پہنچا

قیدیوں کو رہائی دے مولا
اُن کے دل کی مرادیں تو بر لا

کفر کا کر جہاں سے منھ کالا
نام اسلام کا رہے بالا

میرے ماں باپ اور میرے استاد
حشر کے دن رہیں الٰہی شاد

میرے احباب اور اقارب سب
خوش رہیں فضل سے ترے یارب

دشمنِ دینِ حق کو کر برباد
اپنے بندوں کی سن خدا فریاد

امتِ مصطفٰے قیامت میں
ہو کے خوش جائے باغِ جنت میں

ہیں گنہگار جس قدر مولا
ان کو رستہ دکھا بھلائی کا

حشر میں ہو نہ میری رسوائی
تیرے محبوب کا ہوں شیدائی

کر مقاصد میں کامیاب مجھے
مشکلیں جس قدر ہیں حل کر دے

مدح خوانی کروں زمانے میں
آبرو سے رہوں زمانے میں

تیرے اختر کی ہے یہ تجھ سے دعا
تیری الفت میں نکلے دم اس کا

شبِ ولادت

ولادت کی شب تھی شبستانِ مکہ
تجلی بداماں تھا ایوانِ مکہ

بنا رشکِ گلشن بیابانِ مکہ
بہشتِ بریں تھا گلستانِ مکہ

طیور خوش انداز گاتے تھے نغمے
مسرت کے دلکش سناتے تھے نغمے

چمک کر نظر آیا ہر ذرہ اختر
بنا عالمِ تیرگی ماہِ انور

بچھا نور کا فرش گویا زمیں پر
ہوا روبرو جلوۂ حق کا منظر

لٹایا گیا رحمتوں کا خزانہ
مسرت سے لبریز تھا سب زمانہ

زمیں سے فلک تک نرالا سماں تھا
جہاں میں بشر ایک ایک شادماں تھا

غرض ہر طرف فضلِ ربِ جہاں تھا
جو گھر آمنہؓ کا تھا رشکِ جناں تھا

آگاہی پہ بنا لیسے تفتیش نے بدعت کو توڑ دیا
سبھوں نے اپنا کے رحم طاقت کو توڑ دیا

حبیبِ خدا جب ہوئے جلوہ آرا
لرز کر زمیں پر گرا قصرِ کسریٰ
ہوا ہر طرف شور صلِّ علیٰ کا
پہاڑوں میں شیطان نے منہ چھپایا

گرے منہ کے بل لات و عزیٰ زمیں پر
فرشتے تھے صدقے شہِ مرسلیں پر

ندا دی فرشتے نے آئے محمد
منائے خوشی ہر گدائے محمد
زمانے میں تشریف لائے محمد
کہ حاصل ہو گنجِ دلائے محمد

غلاموں کے آقا سلامٌ علیکم
یتیموں کے مولا سلامٌ علیکم

غارِ حرا سے خطاب

جہاں میں تجھ کو کہتے ہیں تجلی گاہِ ربانی
نمایاں ہے زمیں سے تیری نورِ حق کی تابانی
جہاں کے اور غاروں میں نہیں کوئی ترا ثانی
ترے ماحول میں نازل ہوئیں آیاتِ قرآنی

بنا تو مرکزِ اوّل شہِ دیں کی عبادت کا
ملا اس ذاتِ اقدس کو یہیں درجہ نبوت کا

تری وسعت میں نورِ کبریائی جلوہ گستر ہے
تری تاریکیوں میں نور کا ہر وقت منظر ہے
ترا اک ایک ذرہ تابشوں میں مثلِ اختر ہے
ترا غارِ حرا کیا مرتبہ اللہ اکبر ہے

تجلی بار ہے تجھ میں ضیا مہرِ رسالت کی
تمنا آسمانِ پیر کو ہے تیری رفعت کی

تجھے اسلام کا سمجھے ہوئے ہیں ایک سرچشمہ
دہانے سے ترے اسلام کا بحرِ رواں نکلا

ہے کیسی شان تیری کس قدر ہے مرتبا تیرا
زمانے میں ہوا احکامِ حق کا ہر طرف چرچا

کرن ماہِ نبوت کی نمایاں ہو گئی تجھ سے
جو کچھ تھی تیرگی کفر دنیا میں مٹی تجھ سے

جہاں میں ہیں سلاطینِ جہاں کی جتنی تصویریں
بہت ہی تجھ سے کم ان سب کی رہی ہیں تیری توقیریں
نہ کیوں قربان ہوں تجھ پہ زمانے بھر کی تقدیریں
کہ تجھ میں ہو گئی ہیں جذب نورِ حق کی تنویریں

عبادت کیلئے تجھ میں شہِ کون و مکاں آیا
خدا کے نور سے اس نے منور تجھ کو فرمایا

تصور میں ترے راحت میسر ہے مجھے کیونکر
جدائی نے تری بے چین کیا ہے دلِ مضطر
تمنا ہے کہ اک دن دیکھ لوں میں بھی تو اے منظر
رہا غارِ حرا تو ہمکنارِ فخرِ پیغمبر

ترے باعث ہوا ہے ہر طرف اسلام دنیا میں
رہیگا حشر تک تیرا درخشاں نام دنیا میں

آفتابِ رسالت

جب تسلط تیرگی کا تھا جہانِ کفر پر
ناہویدا تھی ذرّے ذرّے سے عیاں تصویرِ شام
بدعتوں کا ابر چھایا تھا جہانِ کفر پر
اور برہم ہو چکا تھا سارے عالم کا نظام

جب نہ واقف کار تھا کوئی خدا کے نام کا
شائبہ تک بھی زمانے میں نہ تھا اسلام کا

کفر کی تاریکیوں میں مبتلا تھے سب کے سب
نورِ وحدت کی عطا آنکھ کو بینائی نہ تھی
ان کے دل میں خوفِ خالق تھا نہ کچھ پاسِ ادب
جذبۂ حق کی دلوں پہ کارفرمائی نہ تھی

بر لبِ بدعت کی آوازیں جو تھیں سرجوش تھیں
سازِ وحدت میں نوائیں تھیں مگر خاموش تھیں

تیرگیٔ کفر میں ڈوبے تھے زمانے تیرہ میں
منتظر آفات تھے سب انقلابات زمیں
ایک محشر تھا بپا ظلمت کا زیر آسماں
رسم بد بیہودہ تھیں چھائی جہاں میں ہر کہاں

انسداد اس کا نہ ہوتا تھا کسی انسان سے
جادۂ صادق پہ تھے انساں سبھی حیران

آ سکے جب اہل کفرستاں نہ اپنے ہوش میں
دیکھ کر یہ آگئی شان کریمی جوش میں
صرصر آفات بھی چلنے لگی عالم میں تیز
چرخ وحدت پر ہوا مہر رسالت جلوہ ریز

ہو گئیں معدوم ساری کفر کی تاریکیاں
بن گیا پھر صحنِ ظلمات نورانی سماں

بارش انوار اس مہر رسالت نے جو کی
وادی ظلمت سراپا جلوۂ صد طور تھی
بقعۂ صد نور اک قصر انسانی بنا
ذرۂ خاکی زمیں کا شکل نورانی بنا

کیف غفلت سے جو خوابیدہ تھی بزم کائنات
از سر نو اس میں پیدا ہو گئے پھر حسیات

دفعتاً انوار باطل کی ضیائیں مٹ گئیں
نور وحدت کی گھٹائیں سطح دل پر چھا گئیں
باد فطرت نے بجھایا شرک و بدعت کا چراغ
جلوۂ مہر رسالت نے کیا روشن دماغ

سارا کفرستاں نظر آنے لگا رشک بہشت
ابر رحمت نے برس کر دھو دیے اعمال زشت

پوجنے والے بتوں کے مرد مومن بن گئے
بادۂ توحید پی کر مست و متوالے ہو گئے
رسم بد جو کفر کی تھی دل سے سب جاتی رہی
جلوۂ اسلام کی پھر کار فرمائی ہوئی

ابر رحمت کون تھا مہر رسالت کون تھا
گوش غافل سن وہ تھے حضرت محمد مصطفےٰ

جادۂ طیبہ

جادۂ طیبہ تری عظمت بیاں ہو کس کو کلام
تابشِ انوار ظاہر ہے ترے ذرات سے
تیرے باغ پر فضا سرمایۂ کیف و سرور
طے جو کرتے ہیں تجھ کو فخر ہے ان کا بجا
تیرے دامن میں فلک رفعت کھڑے ہیں کہسار
جب سناتے ہیں خدا کی حمد کے نغمے طیور
صبح کا منظر وہ دلکش اور اونٹوں کی قطار
ٹھنڈی ٹھنڈی اٹھتے جھونکے جب چلاتی ہے نسیم
کیا مسرت بخش نظارہ ہے تری صبح کا
اللہ اللہ کتنی رفعت پر تری تقدیر ہے
خاک میں مل جاؤں میری جان ہو تجھ پر نثار
نسبت رکھتے ہیں تجھ سے اسلئے اہلِ جہاں

وجہ تسکینِ دلِ ہر مردِ حق ہے تیرا نام
دل ہے روشن نورِ وحدت کی تجلیات سے
لہلہاتے ہیں عجب انداز سے نزدیک و دور
تو ملا کیا ہو گیا حاصل دیارِ مصطفےٰ
کس ترنم ریز نغموں سے ہیں جاری آبشار
ہر شجر سے وجد کے عالم کا ہوتا ہے ظہور
جادۂ طیبہ وہ تیرے دائیں بائیں کوہسار
زائروں کی حسرتِ دل گدگداتی ہے نسیم
ہر لبِ زائر سے آتی ہے صدائے مرحبا
خاک بھی اے جادۂ طیبہ تری اکسیر ہے
اک بگولہ بن کے اٹھے میری ہستی کا غبار
روضۂ محبوبِ حق کا تجھ سے ملتا ہے نشاں

دل میں اختر کے یہی ہے آرزو شام و سحر
ہو نصیب اے جادۂ طیبہ اسے تیرا سفر

دیارِ حبیب

اے مدینہ اے دیارِ رحمۃ اللعالمیں
نور سے تیرے ہے جلوہ ریز ہر تاریک رات
مومنیں کا دل تری فرقت میں پارہ پارہ ہے

محوِ خوابِ ناز ہے تجھ میں شفیع المذنبیں
جان و دل سے تجھ پہ صدقے ہے فضائے کائنات
تیرا نظارہ یقیناً جنت نظارہ ہے

اللہ اللہ تیری رفعت اللہ اللہ تیری شان
تک رہا ہے دیدۂ حیرت سے تجھ کو آسماں

خاک کا ہر ذرہ تیرے نور سے تابندہ ہے
تابش خورشید جس کے سامنے شرمندہ ہے

سر زمیں سے تیری چمکا آفتاب اسلام کا
بج گیا ڈنکا زمانے میں خدا کے نام کا

تیری وسعت میں گھرا ہے ابر رحمت چار سو
غیرت صد گلشن عالم ہے تیرا دشت ہو

اک سکون روح پنہاں ہے ترے دیدار میں
شاہد قدرت نمایاں ہے ترے دیدار میں

تیرا ہر جادہ جواب جادۂ خلد بریں
نور وحدت سے تجلی ریز ہے تیری زمیں

جلوہ فرما تجھ میں ہے محبوب رب دو جہاں
پھر ترے اوصاف میں کیونکر نہ ہو وا صد زباں

بزم عالم میں درخشاں کیا تری تقدیر ہے
تیرے ہر ذرے میں پنہاں نور کی تنویر ہے

مست ہو کر وجد میں گاتے ہیں جب نغمے طیور
ہوتی ہے صحن چمن میں بارش کیف و سرور

جس نے دیکھا ہے تجھے وہ آشنائے خلد ہے
باغ کی تیرے فضا گویا فضائے خلد ہے

جو زیارت تیری کر لیتے ہیں خوش قسمت ہیں وہ
اپنی آغوش مسرت میں لئے جنت ہیں وہ

کاش ہو دیدار تیرا ایک دن مجھ کو نصیب
اور آنکھیں میری دیکھیں منظر کوئے حبیب

مسلم سے خطاب

مسلم کچھ اپنے حال کی تجھ کو خبر نہیں
بدنامیوں کا دل پہ ذرا بھی اثر نہیں

افسوس تیرا جذبۂ دل جوش پر نہیں
سینے میں تیرے ہے بھی کہ قلب و جگر نہیں

افعال بد سے آہ نہیں تجھ کو اجتناب
تیرے تخیلات میں کیا ہے یہ انقلاب

اقوام غیر پر تری ہیبت نہیں رہی
وہ تو نہیں رہا وہ شجاعت نہیں رہی

ایماں کی تیرے دل میں حرارت نہیں رہی
گرویدہ دہر میں تری خلقت نہیں رہی

مرکز بنا ہے بجلیوں کا آشیاں ترا
ڈر ہے مٹے جہاں سے نہ اک دن نشاں ترا

یہ انقلاب دہر نے کیا کر دیا تجھے
کیوں کہہ رہا ہے سارا زمانہ برا تجھے

احساس اس کا کچھ نہیں مرد خدا تجھے
آتی نہیں ہے کس لیے شرم و حیا تجھے

حالت پہ تیری ہنس رہا سارا زمانہ ہے
تحقیر سے بھرا ہوا تیرا افسانہ ہے

پژمردہ ہو گیا ہے گلستانِ دل ترا
کہتے ہیں غم جسے وہ ہے سامانِ دل ترا

مرجھا گیا ہے غنچۂ ارمانِ دل ترا
وسعت کو چھوڑ بیٹھا ہے دامانِ دل ترا

ادبار دہر پھر رہی ہے تیری تلاش میں
حیران کر دیا ہے تجھے فکر معاش میں

اک بیقرار دل کو ترے آ گیا قرار
دن رات بڑھ رہا ہے ترے غم کا انتشار

جب تجھ پہ وقف ہو گئیں آفات روزگار
زخمی ہے دل ترا تری آنکھیں ہیں اشکبار

چھائی ہوئی ہے سر پہ بھی ادبار کی گھٹا
افسوس تیرے غم کی نہیں کوئی انتہا

مسلم خدا کے واسطے اب ہوشیار ہو
روپوش تجھ سے گردش لیل و نہار ہو

میدان کارزار میں سرگرم کار ہو
اقوامِ غیر میں وہی تیرا وقار ہو

احکام کبریا کو بجا خوش ہو کبریا
چھا جائے اسکے فضل کی سر پر ترے گھٹا

ہاں جادۂ طلب میں قدم اپنا اب بڑھا
جذباتِ دل کو اپنے بنا اپنا رہنما

منزل تری وہ سامنے ہے دیکھتا ہی کیا
حامی بنے گا خود ہی ترا فضلِ کبریا

اے کاش تجھ کو شاہد مقصد کی دید ہو
ہر رات شب برات ہو ہر روز عید ہو

ترجیع بند اختر راغبی مصنف دیوان ھذا

ہوا جب ظہور شہ زمن
تھی عجب بہار عجب پھبن
وہ ریاض محسن کا گلبدن
یہ تھا جلوۂ شہ ذوالمنن

تو جہاں کا پھولا پھلا چمن
ہوئے خوش عنادل انجمن
وہ جوان ہاشمی سیم تن
وہ ادا وہ ناز وہ بانکپن

گل آرزو ہوئے خندہ زن
ہوا غل کہ آگیا بت شکن
وہ رسول پاک وہ نور تن
کہ نثار جس پہ تھے مرد و زن

مہک اٹھے سب گل یاسمن
وہ حبیب دافع اہرمن
چمک اٹھی مہر کی ہر کرن
تھا زباں پہ سب کے یہی سخن

بلغ العلیٰ بکمالہ
حسنت جمیع خصالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
صلوا علیہ وآلہ

شب وصل حکم خدا ہوا
کہ تمھیں بلاتا ہے کبریا
اٹھے خواب ناز سے مصطفےٰ
وہ عجیب بات تھی مرحبا

کہ تو جبرئیل زمیں پہ جا
شہ دیں سے کہہ روح الامیں ملا
کیا زیب تن جو لباس تھا
گئے حق سے ملنے کو مصطفےٰ

بڑے پاس پیارے نبی کو لا
یہی عرض کی بصد التجا
جو براق سامنے تھا کھڑا
ہر اک آسماں کا در کھلا

یہ سنائے مژدہ جانفزا
چلیں آپ سرور دوسرا
وہ براق آپ کو لے چلا
یہ زباں پہ حور و ملک کے تھا

بلغ العلیٰ بکمالہ
حسنت جمیع خصالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
صلوا علیہ وآلہ

شہ دیں کی اٹھی نظر جدھر
ہوا شاہ دیں کا جدھر گذر
تھے نثار صدقے فدا قمر
ہوئے جب خدا کے قریب تر

نظر آئے ان کو ملک ادھر
ادھر ایک نور تھا جلوہ گر
چلے جب بہشت کو کر گذر
تو خوشی کے مارے تھا دل اگر

گئے خلد میں شہ بحر و بر
تھی یہ شان فخر ابوالبشر
تھا نثار رضواں قریب در
ہوا کیا وہاں پہ کسے خبر

ہوئیں حوریں خوش جھکا کے سر
کہ سلامی کو تھے جھکے شجر
گئے پھر وہ عرش عظیم پر
یہی آرہی تھی ندا مگر

بلغ العلیٰ بکمالہ
حسنت جمیع خصالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
صلوا علیہ وآلہ

خوش ادا ہے تھا خالق دو جہاں
آپ سے کیا وہاں کا کوئی بیاں
چلے جب پاس سے شہ زماں
یہ ہے شان شافع عاصیاں

ادا کر کے پھر شکر شاد شہ زماں
نہ کسی پہ راز ہوا عیاں
تو ہوا براق رواں دواں
یہ تھی رتبہ شہ دو جہاں

وہی شخص کوئی نہ تھا وہاں
شہ دوسرا کی یہ عز و شاں
کہ ہٹے ہر ایک پردہ آسماں
کرے کیوں نہ وصف حسین بیاں

کہ خدا ہی ان کا تھا راز داں
تھا مکان ہے کہ لا مکاں
گئے ایک دم میں کہاں کہاں
لکھے کیوں اختر خستہ داں

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ و آلہ

مسدس بر شعر حضرت قدسیؒ

غربت و بیدلی کم ہو کہیں تشنہ لبی
کس لب شکر سے ہوا دامن شیریں رطبی
کاش ہو جائے ترے در پہ ہماری طلبی
سارے عالم پہ عیاں ہے تری عالی نسبی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شب فرقت دل ناداں جو مچل جاتا ہے
رنج و غم میرا مسرت سے بدل جاتا ہے
واقعہ یہ ہے کہ اس طرح بہل جاتا ہے
شادیانی ہیں مرے منہ سے نکل جاتا ہے

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دل سے جو عاشق محبوب خدا ہوتے ہیں
راہ طیبہ میں وہ خود راہ نما ہوتے ہیں
تیرے محتاج وہ کب باد صبا ہوتے ہیں
عالم وجد میں یوں نغمہ سرا ہوتے ہیں

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شب معراج یہ جبریل نے حضرت سے کہا
چلئے چلئے کہ بلاتا ہے سر عرش خدا

سن کے فرمانِ خدا اُٹھے جو شاہِ والا — در و دیوار سے آنے لگی کانوں میں صدا

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جب ہوئے جلوہ نما عرش پہ معراج کی شب — فرش نورانی تھا عرش پہ معراج کی شب
پردہ حائل تھا اٹھا عرش پہ معراج کی شب — ہوا دیدارِ خدا عرش پہ معراج کی شب

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جب شبِ وصل گیا سیر کو وہ مہرِ منیر — حور و غلماں کی ملک کی چمک اٹھی تقدیر
عرش پر سامنے تھا جلوہ گہِ ربِّ قدیر — اتنی جلد آیا کہ ہلتی رہی در کی زنجیر

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شبِ فرقت دلِ مضطر مرا اختر تڑپا — گریۂ غم سے ہوا بیہوشی کا جو پر غلبہ
جب تصور میں نظر آیا نبی کا روضہ — شعر یہ حضرتِ قدسی کا زباں سے نکلا

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

خمسہ بر غزل دادا استاد حضرت مولانا محمد فقیر الدین صاحب مرحوم

از نتیجۂ فکر اختر المنیر دی راغبی

جہانِ کفر میں طوفانِ انگیز انقلاب آیا — اٹھا اٹھ کر سرِ ستارِ رحمتِ حق کا سحاب آیا
بسا آیا نورِ قمر صاحبِ ام الکتاب آیا — حبیبِ خالقِ اکبر شہِ گردوں جناب آیا

مبارک ہو رسولانِ سلف میں انتخاب آیا

جہان حسن میں دیکھو کہ یوں رشک آفتاب آیا
رخ روشن پہ ڈالے ایک نورانی نقاب آیا
گیا وہ عرش پر گر سا کہیں تو ہو کر کامیاب آیا
خدا کے بعد اب کون یکتا لاجواب آیا
کہ جسکی شان و شوکت سے فرشتوں کو حجاب آیا

جو دیکھا جلوۂ انوار وحدت جوہر اول
سراپا بن گیا تصویر رحمت جوہر اول
حقیقت سے تھا خود محرم حقیقت جوہر اول
ہوا حیران آئینہ کی صورت جوہر اول
احد جب میم احمد کی لئے رخ پر نقاب آیا

نہیں پروا گناہوں میں کٹی گر زندگی ساری
گنہگاران امت کو ہو کیوں دہشت قیامت کی
طپش ہو مہر محشر کی یا جسکی تشنگی کیسی
لگی اب دلکی بجھ جائیگی بخشے جائینگے عاصی
قسیم حوض کوثر شافع روز حساب آیا

پسند آئی رسول اللہ کو اللہ کی صورت
خدا سے اور نبی سے منسلک تھا رشتۂ الفت
نبی لاکھوں ہوئے لیکن نہ پائی اسقدر رفعت
محمد مصطفے ختم رسل کو وہ ملی عظمت
کہ عقل کل شب معراج ہمراہ رکاب آیا

ترقی پا ہو گئی جب چشم تر کی اشکباری ہیں
تڑپ پیدا ہوئی دوچند دلکی بیقراری ہیں
ہوا حاصل مگر کچھ بھی نہ ہم کو آہ و زاری ہیں
شب ہجر نبی اپنی کٹی اختر شماری میں
کسی پہلو کسی کروٹ نہ چین آیا نہ خواب آیا

گلوں میں بھی سمایا ہے وہ بن کر رنگ بوئے صدف
اسی کے حسن پہ صدقے ہیں اختر اور لولوئے صدف
اسی کا نور ہے کون و مکاں میں جا بجا رہ رو صدف
اسی کی آبداری نے بڑھائی آبروئے صدف
نبی بحر جہاں میں بے بہا در خوشاب آیا

خمسہ بر غزل استاذی و مولائی علامہ راغب

از نتیجہ فکر اختر المنیری

مذہب باطل کی فکریں طاق نسیاں ہو گئیں
جسقدر رسمیں ضلالت کی تھیں پنہاں ہو گئیں

ظلمتیں جتنی تھیں وہ سب جل کر شمع شبستاں ہو گئیں
ہر طرف جب تیری کرنیں درخشاں ہو گئیں
پڑھ کے کلمہ سطح عالم پر نمایاں ہو گئیں

حق تو یہ ہے نور عشق قلب انساں ہو گئیں
چشم عالم کے لئے انوار عرفاں ہو گئیں
الفتیں ہو کر درخشاں ماہِ تاباں ہو گئیں
تجلیاں جب حسن کی تیری نمایاں ہو گئیں
وادیٔ دنیا سے دل میں جلوہ ساماں ہو گئیں

عشق نے تیرے مجھے محبوبِ ربِ ذوالجلال
کر دیا تھا ہجر کی شب میں بہت آشفتہ حال
یاد نے تیری مسرت سے مگر بدلا خیال
جب تصور میں ہوا رونق فزا تیرا خیال
ظلمتیں شام شب غم کی گریزاں ہو گئیں

کس لئے دل ہو پریشاں ہجر کے آزار سے
دل کو جب وابستگی ہے حسرت دیدار سے
ہو نہیں سکتا اندھیرا ظلمت افکار سے
اے عرب کے چاند تیرے پرتو انوار سے
مشعلیں ایوان تمنا کی فروزاں ہو گئیں

ہجر میں شام شب غم کی ہوئی جب انتہا
شدت شاہ مدینہ نے طلب فرما لیا
حق تو یہ ہے اس بشر کو قرب حاصل ہو گیا
مصطفےٰ کے روضۂ اقدس پہ جو زائر گیا
گرد پھر کر حسرتیں روضہ پہ قرباں ہو گئیں

قتل و خونریزی کا چرچا تھا جہاں میں جا بجا
اہل دنیا سب کے سب تھے معصیت میں مبتلا
کفر کی چھائی ہوئی تھی سطح عالم پر گھٹا
جب نبی نے آ کے نور اسلام کا چمکا دیا
بستیوں کی بستیاں ممنون احساں ہو گئیں

یاد احمد میں بڑھیں بیتابیاں جب قلب کی
دیدۂ تر نے لگا دی اشک غم کی اک جھڑی
مزرعۂ امید صد گلزار جنت بن گئی
جب نسیم لطف احمد کا چلا جھونکا کوئی
پھول کھل کھل کر تمناؤں کی کلیاں ہو گئیں

سازِ دل میں ہو گئیں پیدا نوائیں یا نبی
خلد سے آنے لگیں ٹھنڈی ہوائیں یا نبی

سطحِ دل پہ چھائیں نورانی گھٹائیں یا نبی
جب پڑھیں ہم نعت آفریں تیری ادائیں یا نبی
وسعتِ دل میں مرے آکر خراماں ہو گئیں

ہر طرف جھونکے نسیمِ لطف کے چلنے لگے
جس قدر لب تشنہ تھے غنچے چمن میں کھل گئے
طائرانِ خوشنوا ہر شاخِ گل پہ مست تھے
جب سنے وجد آفریں نغمے بہارِ خلد کے
تتلیاں عشقِ نفس کی کھل کے وہ رقصاں ہو گئیں

عاصیوں کو روزِ محشر خوفِ دوزخ کا نہیں
لطف سے تیرے وہ ہونگے داخلِ خلدِ بریں
تو ہے ختم المرسلیں تو ہے شفیع المذنبیں
تیری رحمت کی گھٹائیں رحمۃ اللعالمیں
قلبِ مومن پر برس کر زیبِ ایماں ہو گئیں

ہم مریدوں کا نشانہ دل میں وہ کش ہے جو غم
الفت سرورِ کبریا اختر نہ ہو گی دل سے کم
الغرض سرورِ جہاں سے ساتھ لیجائینگے ہم
بس بنا دل اپنا اب مرکزِ رنج و الم
حسرتیں نذرِ فراقِ شاہِ ذیشاں ہو گئیں

خمسہ بر غزل اختر المیندوی نتیجۂ فکر خلیق راغبی

ہوا پیدا نہ ہوگا کوئی اس شانِ نمایاں کا
انہیں کے غم رہا یکساں وہ کافر کا مسلماں کا
دیا اُسنے مسلمانوں کو جو اک نور ایماں کا
یہ رتبہ ہے سریر آرائے ملکِ دیں کے سلطاں کا
کہ سب مخلوق میں جاری ہے سکہ اسکے فرماں کا

ہوا اٹھا تیرگی کفر میں دل غرق انساں کا
کہ چمکا دفعتاً سطحِ جہاں پہ نور یزداں کا
عجب منظر ضیا افروز تھا قدرت کے ساماں کا
نہ کیوں ممنون احساں ہو زمانہ شاہِ ذیشاں کا
زمانے میں کیا روشن ستارہ نور ایماں کا

نظارہ کر سکے ممکن نہیں محبوبِ یزداں کا
کہ ظرف مختصر ہے ظرف تیری چشم حیراں کا
یقیناً آپ مرکز ہے وہ صد انوارِ پنہاں کا
جو تجھ کو دیکھنا منظور ہو رخ شاہِ ذیشاں کا

کمال اس سے بڑا کیا ہو کہ آئینہ مہرِ رخشاں کا

سحر کو ٹوٹتا کیا ہی عروسِ شمع ہے خوش اقبال
فضائے باغ میں ہر سو چٹکتی ہیں بیک جنبش کلیاں
بہارِ گلشنِ فردوس ہیں پھر کیوں نہ ہو قرباں
شگفتہ ہیں گلِ رنگیں تبسم ریز ہیں کلیاں

بہار ہے خزاں نا آشنا ہے دل ربا گلستاں کا

کریں گے لیکے کیا ہندوستاں میں عیش و عشرت کو
قرار آتا نہیں دم بھر شبِ فرقت میں حسرت کو
تصور میں تمہارے رو رہے ہیں اپنی قسمت کو
تمہاری دید کو یا شاہ روضہ کی زیارت کو

نہ کیوں تڑپے دلِ بیتاب ہر مردِ مسلماں کا

نبی کی خواہشِ دیدار اور پھر رائیگاں ٹھہرے
نہیں ممکن نہیں ممکن غلط میرا گماں ٹھہرے
فراقِ سیدِ والا میں اب جا کر کہاں ٹھہرے
تمنا آرزو حسرت نہ کیوں آ کر یہاں ٹھہرے

کہ میرا دل بنا مرکز ہے رنج و غم کے ساماں کا

ندامت سے گنہگاروں کا اشکِ خوں بہ برسانا
نبی کو دیکھ کر کچھ ناز کرنا اور اترانا
عجب منظر تھا محشر میں شفیعِ حشر کا آنا
نبی کی امتِ عاصی کا جنت کی طرف جانا

درِ جنت خوشی سے کھولنا جنت کے رضواں کا

کہاں جاؤں کدھر جاؤں کہ اک گم کردہ منزل ہوں
ہو کیونکر دور مشکل جادۂ منزل کی مشکل ہوں
نگاہِ مہر ہو مجھ پہ کہ تیرے در کا سائل ہوں
چمن آرائے عالم ناشگفتہ غنچۂ دل ہوں

کوئی جھونکا ادھر بھی ہو نگاہِ لطف احساں کا

جہاں میں ہے کمالِ شاعری کا آئینہ جوہر
نظر آئے نہ کیوں فکرِ رسا کا اوج پر منظر
خلیق اسمیں مضامینِ ثنا بہتر سے ہیں بہتر
نبی کی مدحتِ زریں چمک اٹھی رقم ہو کر

مرصع ہے ورق اک ایک اختر تیرے دیواں کا

مخمس بر غزل اختر الملیبری از نتیجہ فکر محمد خلیق راغبی

حشر میں اللہ ہوگا مرتبہ دانِ حبیب — حشر کے میدان میں ہوگی عیاں شانِ حبیب
ہونگے نازاں اپنی قسمت پر فدایانِ حبیب — دیکھیں فردوس میں بھیجیگا فرمانِ حبیب
منتظر فردوس میں بیٹھینگے ثنا خوانِ حبیب

باعثِ صد ناز عالم میں ہیں گدایانِ حبیب — کر لئے ہیں حاصل مسرت ہو کے قربانِ حبیب
محو رہتے ہیں محبت میں محبانِ حبیب — ہیں یہ الطافِ کریمانہ یہ احسانِ حبیب
ہیں حبیب اللہ کے نزدیک یارانِ حبیب

ہیں اگر خواہاں مقدر سے تو خواہانِ حبیب — اک جہاں کہتا ہے ہم کو جاں نثارانِ حبیب
کس لئے گھبرا رہیں دل میں ہم فدایانِ حبیب — شامِ غم جب ہو گی تب دیتے تابانِ حبیب
منھ دکھائیگی ہمیں صبحِ گلستانِ حبیب

عرش پر پہونچے محمد مصطفےٰ معراج میں — اللہ اللہ قربِ حق حاصل ہوا معراج میں
جو طلب حق سے کیا حق نے دیا معراج میں — امتِ عاصی کا پردہ رکھ لیا معراج میں
یہ کرم ہر امتی پر ہے یہ احسانِ حبیب

امتِ عاصی سماں دیکھا کریگی دور سے — شوق کے عالم میں سر اپنا دھنینگی دور سے
عرصہ گاہِ حشر میں جب یہ بچ لینگی دور سے — آفتابِ حشر کی حدت تھمیگی دور سے
سائباں رحمت کا بن جائیگا دامانِ حبیب

پھر زمینِ دل کریگی ناز بن کر آسماں — جسمِ بے جاں میں پھر اترائی ہوئی آئیگی جاں
دور غم ہوگا دکھائیگی مسرت آن بان — تیرے آتے ہی جہانِ دل کی بڑھ جائیگی شان
آ جہانِ دل میں تو اے وسعتِ شانِ حبیب

شہرِ طیبہ کی زمینِ رہ گذر ہے عطر بیز — برگ ہائے گل تو کیا ہیں ہر شجر ہے عطر بیز

خاک طیبہ کی جو آنکھوں میں لگا دے سرمہ
کس قدر عرش نشاں ہے کس قدر ہے عطر بیز

ایسی بھینی ہے نکہت گلستانِ حبیب

مستحق کیوں نہ رہی ہے ہر کلی فردوس کی
سیر کرنے آئے گا ہر امتی فردوس کی
کیا دکھاتی ہے بہاریں تازگی فردوس کی
دم بخود ششدر بن جائیگی فردوس کی

جو ہمارے دل میں ہے الفت شانِ حبیب

گلشن ہجر اس گلشن کو کہنا ہے بجا
کیوں نہ ہو قربان اس پہ باغ جنت کی فضا
جسمیں ہیں تشریف فرما تاجدار انبیا
جسکے جس در دار سے پوچھا یہی اسنے کہا

ہے عجب مرغوب دل سیرِ گلستانِ حبیب

اے خلیق مرد حق ہو فضل وا در ایک دن
یاد فرمائیں مجھے تجھ سے پیمبر ایک دن
دیکھ لوں میں روضۂ سرور کا منظر ایک دن
یہ تمنا ہے مرے دلمیں کہ آخر ایک دن

میرا مسکن ہو پسِ دیوار ایوانِ حبیب

یوں شبِ غم کی ہوئی آخر سحر جلوہ نما
اے جنونِ عشقِ احمدؐ واہ کیا کہنا ترا
کانپ رہا ہوش پہ اک جوش وحشت کا ہوا
سوئے یثرب جب کوئی دیوانۂ الفت گیا

پائے بوسی کو بڑھے خارِ بیابانِ حبیب

خمسہ بر غزل اختر الحامدی از نتیجۂ فکر نسیم راغبی بانہوری

نغمۂ سازِ ولا تا بہ رگِ جاں ہوگا
شبِ غم میری مسرت کا یہ ساماں ہوگا
وجد میں طائرِ دل میرا جو نعتِ خواں ہوگا
رخ تصور میں نبیؐ کا جو نمایاں ہوگا

داغ دل کا مرے اک اک مہِ تاباں ہوگا

زائروں کا جو گیا قافلہ طیبہ کی طرف
کیا کروں ہائے نہ جانا ہوا طیبہ کی طرف
دیدۂ یاس سے دیکھا کیا طیبہ کی طرف
ہند سے ہوگا سفر کب مرا طیبہ کی طرف

پورا اللہ مرے کب مرا ارماں ہوگا

آگ سینے میں محبت کی نہاں رکھتا ہوں
جگر و قلب کو سرگرمِ فغاں رکھتا ہوں
کون کہتا ہے کہ میں عشقِ بتاں رکھتا ہوں
زہے بخت الفتِ سلطانِ زماں رکھتا ہوں
میری بخشش کا یہی حشر میں ساماں ہوگا

آفتیں مجھ پہ جو پڑتی ہیں وہ سہتا ہوں میں
ایک دریا ہوں کہ خاموشی سے بہتا ہوں میں
بستیاں چھوڑ کے صحرا ہی میں رہتا ہوں میں
جوشِ وحشت میں مگر دل سے یہ کہتا ہوں میں
میرا مسکن کبھی طیبہ کا بیاباں ہوگا

مجمعِ عام ادھر ہے گا گنہگاروں کا
جلوہ افروز ادھر ہوگا خدا کے دلبر کا
دیکھنا حشر میں محبوبِ خدا کا رتبا
حشر میں آئیں گے اس شان سے محبوبِ خدا
ہر نبی دیکھ کے انگشت بدنداں ہوگا

اپنا منظر جو دکھا دیگا تو اے ماہِ عرب
چاند ذروں کو بنا دیگا تو اے ماہِ عرب
نور آنکھوں کا بڑھا دیگا تو اے ماہِ عرب
گر نقاب اپنی اٹھا دیگا تو اے ماہِ عرب
رخ سے شرمندہ ترے مہرِ درخشاں ہوگا

شاملِ حال ہے جس شخص کے فضلِ داور
اے نسیم اس کو ہو پھر خوفِ قیامت کیونکر
اور حامی ہوں سرِ حشر شفیعِ محشر
کیا جلائیگی اسے نارِ جہنم اختر
شافعِ حشر کا جو دل سے ثنا خواں ہوگا

خمسہ غزل حضرت الٰہی بخش ثاقب مرحوم

از نتیجۂ فکر اختر الہندی راغبی

مری بیتابی دل نے تڑپتا ہی رکھا مجھ کو
کہوں کس سے مصیبت کا جو ہے سامنا مجھ کو
مسرت بخش کیا ثاقب ہو دنیا کی فضا مجھ کو
جگہ دیں قرب میں اپنے جو محبوبِ خدا مجھ کو

تو حاصل زندگی میں لطف ہو فردوس کا مجھ کو

شب غم کر دیا ہے آفتوں میں مبتلا مجھ کو — ملا کر خاک میں چھوڑیگا دل کا مدعا مجھ کو
قرار آتا نہیں فرقت میں دم بھر ایکدم مجھ کو — بہت تڑپا رہی ہے آرزوئے صبح و مسا مجھ کو
بلا لیں اپنے روضہ پر محمد مصطفےٰ مجھ کو

مرے پیارے محمد مصطفےٰ کی کچھ خبر لانا — اگر ہندوستاں میں ہو مدینے سے ترا آنا
کرم اک روز اے بادِ صبا مجھ پہ یہ فرمانا — ہوا کرتا ہے اکثر شہر طیبہ میں ترا جانا
مسرت ہی ترے ملنے کی اے بادِ صبا مجھ کو

رہا کرتا ہوں یادِ مصحفِ رخسار حضرت میں — مجھے پہروں گذر جاتے ہیں قرآں کی تلاوت میں
مرے لمحات سارے وقف ہیں افکارِ مدحت میں — ثنا خوانِ نبی ہوں دیکھنا رتبہ قیامت میں
خدا سے بخشوا لینگے شفیع دوسرا مجھ کو

پریشاں ہوں ستاتی ہے بہت مجھکو شبِ فرقت — ملیگی یا الٰہ العالمین کب سر سے یہ آفت
فراقِ شاہِ والا میں دگرگوں ہے مری حالت — دیارِ مصطفےٰ تک میں پہنچ جاؤں کسی صورت
مدینے کا کوئی ملجائے یارب رہنما مجھ کو

یہ سچ ہے حسنِ حق کا آئینہ دیدارِ احمد ہے — یقیناً عینِ دیدارِ خدا دیدارِ احمد ہے
کوئی کہدے مرے حق میں شفا دیدارِ احمد ہے — مریضِ عشقِ احمد ہوں دوا دیدارِ احمد ہے
اطبائے جہاں دیتے ہیں کیوں ناحق دوا مجھ کو

جہانِ نظم میں چمکا ہے اختر اپنی قسمت کا — کہا کرتی ہے ہم کو مدح خوانِ مصطفےٰ دنیا
مری محنت کا یہ ثمرہ نہ ہرگز رائیگاں ہوگا — لکھا کرتا ہوں تائب میں جو نعت سید والا
یقیں ہے حشر میں دیگا خدا اس کا صلا مجھ کو

مخمس بر غزل منشی محمد خلیل صاحب افضل بریلوی

از نتیجۂ فکر اختر الٰہی المیرٹھی

مجھے یاد آتی ہے خوشبوئے محمدؐ — کشش عشق کی کھینچ لائی سوئے محمدؐ
مرے دل کو ہے جستجوئے محمدؐ — نظر آئے رؤیا میں روئے محمدؐ
کہ برسوں سے ہے آرزوئے محمدؐ

مجھے جب ہوئی جستجوئے محمدؐ — کھنچ آیا تصور میں روئے محمدؐ
مدینے سے آتی ہے بوئے محمدؐ — چل اے جذبِ دل لیکے سوئے محمدؐ
کہ مسکن ہے میرا کوئے محمدؐ

نوید مسرت سے ہو شاد ناداں دل — نظر آئیگی کامیابی کی منزل
مرض کا اثر ہوگا پینے سے باطل — مریضانِ غم کو شفا ہوگی حاصل
جو مل جائیگا آبِ جوئے محمدؐ

گلوں کا عرق لاکھ بھی کوئی کھینچے — مگر ہمسری میں وہ ہرگز نہ نکلے
نکلتے تھے جب سیر کو اپنے گھر سے — تو خوشبو کے شمہ سے مہکتے تھے کوچے
عجب عطر افشاں تھی بوئے محمدؐ

زہے بخت جاتا ہوا جب مدینے — جو ارماں تھے دل میں سب اب ہیں نکلے
فضائے مدینہ پہ دل ہو کے صدقے — سنائے نہ کیوں سازِ دل اپنا نغمے
بہاروں پہ ہیں نخل کوئے محمدؐ

سخنور لکھیں کیوں نہ پھر مدح زریں — مصیبت میں ہوئے نہ تھے آپ غمگیں
زبان مبارک تھی اس درجہ شیریں — ثنا گر تھے خود آپ کے دشمن دیں
عیاں ہے زمانے پہ خوئے محمدؐ

مرے غم کا اختر مداوا یہی ہے — مرے قلب مضطر کا نسخا یہی ہے

میرے مرشد دل کا کعبہ بھی ہے | تیرے دل میں افضل تمنا بھی ہے
اے دو جہاں کے ہادی محمد

مخمس اختر

ہے بڑی شان والا ہمارا نبی ﷺ
سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
بات رکھتا ہے بالا ہمارا نبی
ہے اللہ کا پیارا ہمارا نبی
ہے جہاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
نازنینِ امت کا پالا ہمارا نبی ﷺ

ہر طرف ظلمتِ کفر کی تھی گھٹا
شہر مکہ میں چمکا جو نورِ خدا
بت پرستی کا چرچا تھا صبح و مسا
حق کی وحدت کا ڈنکا بجا جا بجا
آگیا نازنیں کا پالا ہمارا نبی ﷺ
دو جہاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ

جب ہوئی مظہرِ ذات خیر الوریٰ
جو پلائیگا دودھ اس کا ہوگا بھلا
حق تعالیٰ کی جانب سے آئی صدا
یہ تھا دائی حلیمہؓ کی تقدیر کا

جب ہوا حق تعالیٰ کو شوقِ لقا
جلد تو میرے محبوب کے پاس جا
وصل کی شب یہ روح الامین نے کہا
تم کو خالق بلاتا ہے یہ کہنے لا
آپ کے طے عرشِ اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
پہونچا دنیا سے بالا ہمارا نبی ﷺ

لامکاں میں پہنچ جا کے حضرت ملیں
تھا قریب اُنکے خالق وہ حق کے قریں
اُن سے بڑھ کر ہوا کون جلوت نشیں
کیا ہوا اُس جگہ راز کھلتا نہیں
شان میں ہے نرالا ہمارا نبی ﷺ
مرتبہ میں ہے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ

کہتے اختر ہیں یہ جو خیر البشر
اس سے بڑھ کر نہیں کوئی زادِ سفر
دیکھئے اس کا صلہ وہ شر بحر و بر
بعد مرنے کے جنت میں ہوگا گذر

سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ
سب سے ہیں سب سے اعلیٰ ہمارا نبیؐ

ایضاً

رمز وحدت سکھانیوالے نبیؐ
کثرت غم مٹانے والے نبیؐ

خالق نے شہ سے یہ فرمایا — خاطر سے تیری امت کو بخشا
بارِ امت اٹھانے والے نبیؐ

بخشش خدا کا فی ہے اشارا — امتی یہ بھی ہے پاک ہمارا
حق سے جنت دلانیوالے نبیؐ

باغِ مدینہ جلد دکھا دے — بلبل دل کو شاد بنا دے
پاس اپنے بلانیوالے نبیؐ

ایسا بتا دے رمز کا نکتہ — ہو جاؤں وقفِ محوِ تجلی
شانِ مولا دکھانیوالے نبیؐ

پرتوِ نورِ رخ سے سرور — دونوں جہاں میں چمکے اختر
واصل رب بنانیوالے نبیؐ

ایضاً

فرقت سے مری جان ہے گھبرائی
دیکھوں کہیں پاؤں میں وہ حسن زیبائی
معراج کا عالم یہ تھا — جبریلؑ کو حق نے بھیجا
محبوب کو میرے لے آ — جب یاد تمہاری آئی

ہے شاہ کا روئے انور — سورج سے قمر سے بڑھ کر
حیراں ہیں فرشتے ششدر — کیا رخ نے ضیا ہے پائی

شان قدم حضرت — سے پائی زمیں نے عظمت
کیسی ہے فلک کی قسمت — کرتا ہے جبیں فرسائی

جب ہوگی قیامت برپا — ہو چشم عنایت آقا
اختر کا ہو مقصد پورا — ادنیٰ ہے یہ شیدائی

ایضاً

نور چمکانے آنیوالے نبیؐ
دلکو روشن بنانیوالے نبیؐ

کافروں کے دکھ درد سہہ کر — چمکائے تیغ خلق کے جوہر
کفر کا سر اڑانے والے نبیؐ

رتبہ کسی نے ایسا نہ پایا — عرش پہ حق نے تم کو بلایا
شب معراج جانیوالے نبیؐ

پردہ دوئی کا اٹھ گیا جسدم — دیکھا وہاں کچھ اور ہی عالم
خلوت خاص پانیوالے نبیؐ

کب سے ہے دل میں میرے تمنا — آنکھوں سے دیکھوں تمہرہ مدینا
تو بلالے بلانے والے نبیؐ

دلمیں ہے اختر کے یہی حسرت — دیکھ لے اک دن وہ تری صورت
ذرا آدل میں آنیوالے نبیؐ

ایضاً

خاص ہے تجھ پہ حق سے لطف و عطا کملی والے پیا
تجھ کو ختم رسالت کیا کملی والے پیا

شمس الضحیٰ ہے بدر الدجیٰ ہے — نور جہاں میں جلوہ نما ہے
میرے دل کو منور بنا کملی والے پیا

تجھ پہ زمانہ کیوں نہ فدا ہو — نور خدا جب نور ترا ہو
خود خدا تیرا شیدا ہوا کملی والے پیا

پیتے ہی جس کے ہو دونی مستی — کیف ہو دل میں آنکھوں میں مستی
مجھکو دے وہ شراب لقا کملی والے پیا

تیرے ہیں قربان خواب میں آ کر — پیارے نبیؐ تو روئے منور
اپنے لطف و کرم سے دکھا کملی والے پیا

مدح لکھے کیا تیری امت — مدح کرے جب خالق اکبر
کس سے تیری ہو مدح و ثنا کملی والے پیا

ایضاً

حق نے لطف و کرم یہ کیا

بنایا ختم رسل کی امت — ہے سب سے بہتر ہماری قسمت
ہمسا نہیں دوسرا

وہی خدا کا ہے پیارا بندہ — کہ دل میں رکھتا ہو جو ہمیشہ
عشق رسول خدا

زمانے بھر میں رسول حق سا — بتا دے کوئی ہوا کب ایسا
کہیں نہ دیکھا سنا

بےلطف ان کو حسنِ لبِ شاہد کا — غنچے کی الفت میں نہیں دل بلبل کا

کشتہ تیغ جفا

شاید ابھی لکھا ہے اختر — زیبا نہیں ہے سایہ میں کے گھر

کہ باب بہ حسب مرتب

ایضاً

بطرز ڈھولی

ہم نے مدت سے ٹھانی ہے دلمیں یہی چلو دیکھیں چمن کی بہار چلو
گلِ وحدت پہ اپنا کریں دل نثار - چلو دیکھیں چمن کی بہار
وہ رنگ اس گلِ وحدت کو حق نے بخشا ہے
فضائے حسن پہ جس کی زمانہ شیدا ہے
اللہ اللہ ہے کیا اس کا حسن جمال — باغِ عالم میں جس کی نہیں ہے مثال
دل فدا ہو کے کہتا ہے یہ بار بار - چلو دیکھیں
جو تیغِ عشق شہِ دیں سے ہو گئے ہیں شہید — فنا کے بعد بھی ان کو ملا ہے روزِ عید
ان کا اللہ اکبر ہے کیا مرتبہ — ان کو کچھ بھی نہیں خوفِ روزِ جزا
ان کی تربت پہ چڑھتے ہیں پھولوں کے ہار چلو دیکھیں
اندھیرا کفر کا چھایا تھا سب زمانے میں — تھا بت پرستی کا چرچا عجب زمانے میں
بن کے نورِ خدا آئے حبیب مصطفےٰ — مٹ گیا کفر اسلام روشن ہوا
شاد ہو ہو کے کہنے لگے جاں نثار - چلو دیکھیں
یہ عرض آپ سے ہے ہر گھڑی رسول اللہ — اسے بھی رازِ حقیقت سے کیجئے آگاہ
یہ ہے دل کی تمنا یہ ہے مدعا — کچھ نہیں آرزو اور اس کے سوا
ایک مدت سے اختر ہے امیدوار چلو دیکھیں

ایضاً

مجھ پہ تمہارا لطف و کرم ہو شاہِ مدینہ

چہرۂ انور اپنا دکھا دو
دل کو منور جلوہ بنا دو

اتنی عنایت شاہِ امم ہو شاہِ مدینہ

نعتِ نبی میں لکھوں ہر دم
شوق ہو دل میں میرے نہ کم

تحفۂ دل پہ جاری قلم ہو شاہِ مدینہ

گرمی مہر روزِ قیامت
آ کے دکھائے اپنی تمازت

سر پہ میرے ابرِ کرم ہو شاہِ مدینہ

جان یہ نکلے تن سے باہر
کلمۂ طیبہ اپنے ہو لب پہ

مجھ سے جدا یوں میرا دم ہو شاہِ مدینہ

آپ کے در کو چھوڑ کے اختر
جائے کہاں اے شافعِ محشر

سنگِ در پہ سر میرا خم ہو شاہِ مدینہ

ایضاً

یادِ حق میں جو لیل و نہار ہے
جان و دل سے نبی پہ نثار ہے

اس پہ الطاف پروردگار ہے

جس کسی نے خلافت میں حصہ لیا
مال و زر اپنا قربان دل سے کیا

اس پہ خالق کا ہر وقت پیار ہے

ہیں ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ
تم محبت رکھو ان سے میرے اخی

یہ حدیثِ نبیؐ آشکار ہے

اتری [illegible] آئی | ہو گیا فضلِ الٰہی سے وہ جنتی

اس کی [illegible] ہے

آپ [illegible] کرم [illegible] ہوا | ہم دکھا دو ہمیں اپنی لطف دوبارہ

[illegible] جس سے [illegible] ہمارا ہے

تو ہے حسین کو کیا خاتم الانبیا | مجھ سا ہو تکلیف ہے و بیماراں کا خدا

التجا تجھ سے یہ بار بار ہے

ہند سے ہو مدینہ کی جانب سفر | آستانِ نبی پہ ہو آخر گزر

عمر بھر سے یہ امیدوار ہے

ایضاً

خاتم الانبیا ہے ہمارا نبی | شافعِ دوسرا ہے ہمارا نبی

نورِ ذاتِ خدا ہے ہمارا نبی

ہو گیا جب ظہورِ شہِ انس و جاں | نورِ وحدت سے روشن ہوا سب جہاں

خلق کا آئینہ ہے ہمارا نبی

کیا خیال اپنی امت کا ہے دیکھئے | مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھائے ہوئے

روز صبح و مسا ہے ہمارا نبی

اپنی انگشت سے جب اشارہ کیا | چاند دو ٹکڑے فوراً فلک پر ہوا

ایسا معجز نما ہے ہمارا نبی

حسن کا گرم بازار جس دم ہوا | دیکھ کر حسن یوسف بھی شرما گیا

خاص نورِ خدا ہے ہمارا نبی

وہ نہ ہوتے نہ ہوتا کسی کا ظہور | پھر نہ پہچانتا کوئی شانِ غفور

خلق کی ابتدا ہے ہمارا نبی

پڑھ کے اختر سپہر بھی مدح و ثنا — شوق سے کہہ دو تم ساری مخلوق کا
پیشوا رہنما ہے ہمارا نبی

الغیاثا

تیری شاں ہو کیا بیاں کملی والے
دہن میں ہے قاصر زباں کملی والے

کیا حق نے تیرے سبب پیدا سارے — زمیں آسماں چاند سورج ستارے
کیے ہیں سے پیدا جہاں کملی والے

احد اور احمد میں اک میم کیا ہے — بڑے راز کا گول یہ دائرہ ہے
عجب ہے یہ نکتہ نہاں کملی والے

جہاں کفر پھیلا ہوا تھا سراسر — ہوا نور اسلام سے وہ منور
وہاں ہو رہی ہے اذاں کملی والے

ترے ہی سبب اے مکین مدینہ — بڑھی ہے یہ شان زمین مدینہ
جھکا ہے سر آسماں کملی والے

تڑپتا ہوں دم بھر نہیں چین راحت — ترے عشق میں ہے مری غیر حالت
بنی یاد برق تپاں کملی والے

میسر ہو سیر گلستان طیبہ — مرا طائر جاں ہو قربان طیبہ
سر شاخ ہو آشیاں کملی والے

خدا خواب میں آ کے صورت دکھا جا — ہوں مدت سے مشتاق دیدار تیرا
مدینہ کے بانکے جواں کملی والے

کہیں دفن طیبہ میں ہو تیرا اختر — نکل جائے حسرت مٹے خوف محشر
نہ چھوٹے ترا آستاں کملی والے

ایضاً

تیرا مکھڑا ہے روشن دیکھا کملی والے
کرو آنکھوں میں پیدا اُجالا کملی والے

زیارت کیا کرتے ہیں انس و جاں — فلک سے ملک آتے تھے جبریل
جناب سیدہ و صحبت تیرا کملی والے

خدا نے کیا تجھ پہ قرآن نازل — تیرے دین سے ہو گیا کفر باطل
تیری شان والا ہے کیا کملی والے

ہوا حکم خالق کو عرش بریں پر — ادب سے قلم نے سر اپنا جھکا کر
تیرا نام نامی لکھا کملی والے

تجھے آئینہ ذرات دیکھا کروں میں — تیری صورت کی تصویر کھینچا کروں میں
میرا دل ہے آئینہ کملی والے

ملا جا کے حق سے ہوا قرب حاصل — وہ اٹھا جو پردہ دوئی کا تھا حائل
عجب ہے ترا مرتبہ کملی والے

تمنا یہی دل میں رکھتا ہے اختر — مدینہ میں جا کر ہے زندگی بھر
بنے تیرے در کا گدا کملی والے

ایضاً

خالی نہ پھر آنا اپنے گدا کو مولا دربار سے
صلہ ہو عطا کچھ الفت کا مجھ کو تیری سرکار سے

دل میں ہے میرے دید کا ارماں — مجھ کو دکھا دو روئے تاباں
کر دو مشرف شاہِ دو عالم اپنے دیدار سے

ارمان دل کے سب بر آئے — وصل کی شب امت بخشائے

کر لیا راضی خلقتِ حق کو اپنی گفتار سے

قائل اہلِ بلا کے قول پہ ہیں ہم — کیونکر نہ جھکائیں سر کو ہم

شیدائی آقا پھر نہیں سکتے اپنے اقرار سے

دل ہیں اپنے شوق سے ہر دم — اہلِ سخن سب ہوتے ہیں خرم

وجد کا عالم ہے سب پہ اختر تری گفتار سے

ایضاً

مولا یاد رہے ہر آن تیری

لاکھوں نے تیرا پتہ نہ پایا — وہم و گماں میں تو نہ سمایا

انسان نہیں پہچان تیری - مولا

فخر ہے ذاتِ حق کو تیرا — نازاں ہے ناطق خاکی پتلا

اصل ہے کیا انسان تری - مولا

جن و بشر سب بہرِ سلامی — کرتے ہیں در پہ مولا غلامی

شان ہے اعلیٰ شان تری - مولا

سب کا ہے مالک سب کا ہی والی — بندے ہیں تیرے ماضی و حالی

یاد ہیں ہر آن تیری - مولا

حمد میں تیری گنگ سا زباں ہے — اختر تیرا ہیچمداں ہے

حمد نہیں آسان تری - مولا

ایضاً

ہند سے مجھ کو بلانا — احمد بھول نہ جانا
باغِ مدینہ دکھلانا — احمد بھول نہ جانا
چاند سا چہرہ خواب میں مجھ کو — شاہِ امم دکھلانا - احمد بھول نہ جانا

کشتیٔ تشنہ لباں پر کرم ہو خدا کے | ابرِ کرم برسانا - احمد بھول نہ جانا
قبر کی منزل پہ ہو مری آساں | پورا وعدہ تم آ جانا - احمد بھول نہ جانا
روزِ جزا جب روزِ حشر کا | لطف و بیاں فرمانا - احمد بھول نہ جانا

یہی ہے عرض آپ کا اخترؔ
قرب میں اپنے بلانا
احمد بھول نہ جانا

رباعیات

بے پر کی ہر اک بزم میں کہتا ہی رہا
تو ہے کہ شناسوں کے اٹھاتا ہی رہا
ہم بھول گئے تجھ کو خودی میں لیکن
دریا ترے الطاف کا بہتا ہی رہا

ایضاً

رنگیں مری ہستی کا فسانہ کر دے
بخشے میں مسرت کا خزانہ کر دے
کہتے ہیں گدا جس کو زمانے والے
تو چاہے تو سلطانِ زمانہ کر دے

ایضاً

جلوہ جو ترا بے نقاب ہو جائے
دل نور سے فیض یاب ہو جائے
ذرے کی حقیقت تو نہیں کچھ لیکن
تو چاہے تو آفتاب ہو جائے

ایضاً

اس بات کا ہر شخص تمنائی ہو
دنیا میں نہ کم عزتِ آبائی ہو
اخترؔ کی دعا ہے یہی تجھ سے مولا
اغیار کی نظروں میں نہ رسوائی ہو

ایضاً

وحدت کے ترانے ترے گاتا ہوں میں
ہر فرد کو مستانہ بناتا ہوں میں

جب تجھ سے لگاتا ہوں تصویر میں تیرے ۔۔۔ ذرّاتِ زمیں وجد میں لاتا ہوں میں

ایضاً

جذبات کا یہ اپنے اثر دیکھیں گے ۔۔۔ پردے میں شبِ غم کے سحر دیکھیں گے
مشق ایسی تصور میں کریں گے ہم بھی ۔۔۔ تو ہی نظر آئے گا جدھر دیکھیں گے

ایضاً

ہر شے سے نمایاں ہے جمالِ وحدت ۔۔۔ دیکھے یہ ذرا کوئی کمالِ وحدت
ہر ذرّہ لرز جائے زمیں کا اخترؔ ۔۔۔ ظاہر جو زمیں پر ہو جلالِ وحدت

ایضاً

آفات سے دنیا کو بچانے والے ۔۔۔ زندانِ شبِ غم سے چھڑانے والے
اخترؔ کی بھی سب مشکلیں آساں کر دے ۔۔۔ بگڑی ہوئی تقدیر بنانے والے

ایضاً

بالا ہے سلاطیں سے عظمت تیری ۔۔۔ سمجھے کوئی کس طرح حقیقت تیری
بیجا نہیں کچھ ناز گنہگاروں کا ۔۔۔ افزوں ہے گناہوں سے جو رحمت تیری

ایضاً

ذرّاتِ زمیں آئینے ہیں فطرت کے ۔۔۔ صدقے جگر و قلب تری وسعت کے
یہ شمس و قمر اور فلک پر اختر ۔۔۔ مظہر ہیں زمانے میں تری قدرت کے

ایضاً

صد نازشِ انوار کا ساماں ہو کر ۔۔۔ پردوں سے نکل مہرِ درخشاں ہو کر
چمکا دے سیہ خانۂ دل حسنِ ازل ۔۔۔ اک روز تخیل میں نمایاں ہو کر

ایضاً

ایماں کا دیا تو نے اجالا ہم کو ۔۔۔ ہاں کفر کی ظلمت سے نکالا ہم کو

گر دیدۂ بینا ہو تو ہر شے میں ہے جلوہ
لیکن نہ رہی ہمت نے سینچا اس کو

ایضاً

اختر کی یہی ایک ہے حسرت باقی
دیکھے تو محبوب کا روضہ اک دن
طیبہ میں گذر جائے وہ حسرت باقی
دل میں ہے ابھی ایک تمنا باقی

ایضاً

اختر جو یہ اللہ کے مسلمان ہیں دل میں
سمجھے ہیں جو ذرہ وہ غلط سمجھے ہیں
محبوبِ الٰہی کا ثنا خواں ہیں دل میں
ذرہ نہیں مہرِ درخشاں ہیں دل میں

ایضاً

دیدار نبی اپنا دکھائیں گے مجھے
حسرت دلِ پُرخوں کی نکل جائیگی
روتا ہوں اگر میں تو ہنسا دیں گے مجھے
سرکارِ مدینہ جو بلائیں گے مجھے

ایضاً

مسکن ہے مرا دشت کے میدانوں میں
اختر ہے ہو کیوں ناز مجھے وحشت پہ
مشہور ہوا نام مرا دیوانوں میں
لیجائیں گے طیبہ کے بیابانوں میں

ایضاً

فردوس کا پیغام سنانے والے
اختر کے تخیل میں بھی اک دن آجا
صدقے ترے معراج پہ جانے والے
دل نور سے معمور بنانے والے

ایضاً

کچھ ساتھ مرا ہمتِ مردانہ دے
طیبہ کی طرف جھومتا جاؤں اختر
ہمت مجھے لے لغزشِ مستانہ دے
ساقی وہ چھلکتا ہوا پیمانہ دے

ایضاً

اللہ کی رحمت نے نوازا مجھ کو
کہتے ہیں محمدؐ کا ہو شیدا مجھ کو

حسرت ہے یہی دل میں مرے اے اختر
آجائے نظر گنبدِ خضرا تجھ کو

ایضاً

پژمردہ کلی دل کی کھلا دیتا ہے
دیدار تخیل میں دکھا دیتا ہے
اے یادِ عرب جلوۂ تاباں تیرا
دل جلوۂ صد طور بنا دیتا ہے

ایضاً

آبادی سے یوں دور ہوں بیگانہ ہوں
ہیں قابلِ صد رشک ہوں مستانہ ہوں
اختر مری دیوانگی ہے قابلِ ناز
اللہ کے محبوب کا دیوانہ ہوں

ایضاً

نکلیگی اگر جانِ حزیں طیبہ میں
مل جائیگی مرقد کو زمیں طیبہ میں
دن رات تصور ہے مجھے طیبہ کا
کب یاد کریں گے شہِ دیں طیبہ میں

ایضاً

پیوستہ ہے دل میں مرے پیکانِ حسین رض
چھوٹیگا نہ مجھ سے کبھی دامانِ حسین رض
ماں فاطمہ رض ہیں نانا نبی صلعم باپ علی رض
اللہ رے رفعت پہ ہے کیا شانِ حسین رض

ایضاً

بادِ سحر ہے کہ ہے رفتارِ حسین رض
مصری کی ڈلی ہے کہ ہے گفتارِ حسین رض
روتا ہوں تو گل بنتے ہیں آنسو اختر
یاد آتے ہیں خالِ گلِ رخسارِ حسین رض

ایضاً

پوشیدہ جہاں سے نہیں توقیرِ حسین رض
پھیلی ہوئی دنیا میں ہے تنویرِ حسین رض
پہونچا دے خدا کربلا اے اختر
آنکھوں میں پھرا کرتی ہے تصویرِ حسین رض

ایضاً

سینے میں کھلے ہیں گلِ داغِ شبیر رض
صد شکر ہمارا سینہ ہے باغِ شبیر رض

اسے جلد کیا [illegible]	دو شیر [illegible] شبیر

ایضاً

پاؤں شہ کے [illegible] ہیں اب سوتی رہیں	آنکھیں یہ شب و روز ہی روتی رہیں
اچھا ہے کہ اشکوں سے بجھے آتشِ غم	سب نامۂ اعمال سیہ دھوتی رہیں

ایضاً

یوں جسم کا پابند کوئی ہو تو سہی	شبیر سا صید رسا عشق ہو تو سہی
گھر راہِ خدا میں کیا قربان اختر	دنیا میں کوئی ایسا سخی ہو تو سہی

ایضاً

جو دائرہ عشق میں داخل ہی نہیں	اللہ کے نزدیک وہ کامل ہی نہیں
جس میں نہ ہو شبیر کی الفت اختر	سمجھے اسے انسان کہ وہ دل ہی نہیں

تقریظ

دیوان اختر معروف بہ بستانِ نوید کوثر المعیر مصطفےٰ مشرقی نجاندلیس تلمیذ حضرت راغب بدایونی

از قلم حقیقت رقم

مصورِ جادو طراز سخنور سحر ساز جناب سید عنایت علی صاحب آغاز حسن الحسینی بانی پوری

تلمیذ فصیح دوراں استاذی مولانا محمد عثمان خاں صاحب راغب فخر زمن آفتاب سخن استاد

شہریار دکن عالیجناب نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل القدر حافظ جلیل حسن صاحب

جلیل مدظلہ جانشین حضرت امیر مینائی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

فضائے کائنات میں فطرت اپنی فیاضیوں کے لحاظ سے ایسے ناتمام ہی خزانے لٹا رہی ہے کہ

جس سے منصۂ شہود پر ہر وہ چیز جو ایک وجود کی حامل ہے حسب قسمت الامان اور کسب فیض سے نہال ہے

عالمِ موجودات میں مصنوعات تو کیا کسی ایک صنعت کو بھی اگر چشمِ حقیقت نگر سے دیکھا جائے تو منتہائے نظر صانع کا جمال باکمال ہوگا۔ کرۂ ارضی جو اپنی روشن حقیقت اور حسنِ تخلیق کی بنا پر بقعۂ نور بنا ہوا ہے اُس خالق و مالک کے جمالِ معنوی کا پرتو صوری ہے جسکے نظارے سے نگاہِ تحقیق حیرت کا آئینہ بن جاتی ہے۔ طورِ کلیم کا واقعہ اس حقیقت کا روشن ثبوت ہے۔ کیا انسان اور کیا نطقِ انسانی جو ایسے خالق و مالک کے شکر و سپاس کا دم بھر سکے کس قدر قابلِ ستائش ہے وہ ذاتِ پاک جسنے نوعِ انسانی کو جملہ مخلوقات کے مقابلہ میں اشرف المخلوقات مخاطب کیا۔ چنانچہ اس خطاب کی حیثیت عطائے خطاب ہی تک محدود نہیں رکھی گئی۔ بلکہ صاحبِ خطاب کو ایسے ایسے محاسن و محامد عطا کیے گئے جن سے انسان حقیقی معنوں میں اس خطاب کا مستحق سمجھا گیا صفحۂ عالم کی اس منھ بولتی تصویر کو نقاشِ قدرت نے کیا کیا اوصاف سے متصف کیا ہے کہ جس کے ادنیٰ اشارۂ عمل پر دوسری سرکش سے سرکش اور قوی سے قوی تر ہستیاں اطاعت و فرمانبرداری میں سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ جہاں اور قوتیں انسان کو تفویض کی گئیں وہاں خصوصیت کے ساتھ قوتِ گویائی بھی ہے جو اپنے عمل کے باب میں تشکیلِ جذبات اور اظہارِ خیالات کا بہتر سے بہتر ذریعہ ہے۔ تاثرات کے باب میں دل و دماغ کے صفحات پر جو نقوش منعکس ہوتے ہیں انھیں روشنی میں لانے والی صرف ایک چیز زبان ہے۔ لغوی اعتبار سے زبان ایک پارۂ گوشت کے مفہوم سے تجاوز کرنے کے بعد اس حیثیت میں منتقل ہوتی ہے کہ جس پر گویائی کا اطلاق ہو زبان کہا جاتا ہے خواہ وہ زبان عبرانی ہو یا لاطینی عربی ہو۔ یا فارسی سنسکرت ہو یا اُردو ہر زبان اپنے ادبی سرمایہ کی حامل ہے۔ وہ سرمایہ ادب نثر ہو یا نظم شاعری جو حقیقتاً ایک عطیہ فطرت ہے۔ جس زبان میں کی جائے اپنی دلکش ادا اور موثر انداز کے لحاظ سے اُس زبان کی روحِ رواں ہے۔ ہر ملک کی شاعری اپنے ماحول کی مطابقت میں مدارج ترقی حاصل کرتی ہوئی کمال کی آخری حد پر پہونچی ہے۔

اُردو جو سلاطینِ مغلیہ کے عہود سے نکل کر اپنے ہر تدریجی دور سے گذرتی ہوئی اور ہر زبان

سے ملوث ہوتی ہوئی آج اس منزل پہ پہنچی ہے جہاں اسے السنۂ مشرقیہ کے دوش بدوش ترقی یافتہ زبان کہا جا سکتا ہے۔ اور جو اپنی ہمہ گیری کی بنا پر بجا طور سے ہندوستانی زبان کہلاتی ہے۔

اردو زبان کا ادبی سرمایہ بہت کچھ ایشیائی مذاق پر مشتمل ہے۔ ایشیائی شاعری جو صنائع بدائع اور عشق و محبت کے جذبات لطیف کا سرچشمہ ہے جس سے اردو زبان لذت گیر اور اثر پذیر ہے۔

جس طرح عربی زبان کی شاعری زیادہ تر واقعات نگاری سے متعلق ہے اور فارسی زبان کی شاعری رنگین بیانی اور خیالات کی بوقلمونی پر منحصر ہے۔ اسی طرح اردو زبان اپنی ذاتی محاسن کے علاوہ ان زبانوں کی خصوصیات شاعری سے بھی اپنے طور پر کامل و مکمل ہے۔ اصناف شاعری میں غزل گوئی ایک لطیف ترین صنعت ہے جو دلکشی اور حسن قبول کے لحاظ سے آپ اپنی نظیر ہے۔ غزل گوئی کے دوش بدوش ایک اور صنف ہے جسے قصیدہ گوئی کہا جاتا ہے۔ غزل کا میدان بہت وسیع اور پر لطف ہے۔ اسکے مقابلہ میں قصیدہ کی زمین مخصوص اور محدود ہے۔ غزل گوئی انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں اپنے انتہائی کمال کو پہنچ چکی جسے انتہائی کمال پر پہنچانے والے حقیقی وجود آرا آسمان تغزل کے آفتاب و ماہتاب امیر و داغ دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

قصیدہ کی سرزمین بھی کئی شعرا کی ملکیت رہ چکی ہے لیکن خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق کے بعد اس کا بھی خاتمہ سمجھا جاتا ہے۔ غزل اور قصیدہ دعوے کے ساتھ کہنے والے کتنے باکمال نکلنے والے آفتاب کی طرح چمکے اور غروب ہونے والے آفتاب کی طرح روپوش ہو گئے۔

نہیں معلوم دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی

ہندوستان کے طبقہ شعرا میں کتنے ایسے ہیں جنہوں نے اپنا ایک خاص رنگ اختیار کر لیا

ہو۔ چنانچہ جب اس معیار پر جانچا جاتا ہے تو متعدد دوسرے چند شعرا ایسے ملتے ہیں جو کورانہ تقلید سے بازرہتے ہوئے اپنے قائم کئے ہوئے موضوع شاعری کے تحت میں طبع آزمائی کے جوہر دکھا رہے ہوں مثلاً غزل گوئی کے لئے میر قصیدہ گوئی کے لئے ذوق فلسفہ گوئی کے لئے غالب تصوف کے لئے میر درد منقبت کے لئے انیس ودبیر واقعہ نگاری کے لئے نظیر اکبرآبادی ہجو گوئی کے لئے انشا مضمون آفرینی کے لئے امیر مینائی جلیل مانک پوری زبان دانی کے لئے داغ۔ نوح رندانہ طرز سخن کے لئے۔ ریاض فطرت نگاری کے لئے حالی۔ اکبر۔ اقبال۔ جوش۔ سیماب اکبرآبادی ان مثالی شعرا میں متعدد ایسے بھی ہیں جو اپنے خاص موضوع سخن گوئی کے علاوہ بھی طبع آزما ہوئے ہوں لیکن ایسی طبع آزمائی کسی ہنگامی اثر سے متعلق ہے۔

قصیدے کے عناصر اربعہ تشبیب گریز۔ مدح اور دعا میں سے فی زمانہ نعت گو شعرا نے تیسرے عنصر یعنی مدح کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ چنانچہ اس کے تحت میں صفحۂ قرطاس پہ ایسے ایسے رنگین گلہائے عقیدت کھلائے کہ جو اپنی کبھی خزاں نہ ہونے والی بہار پر زبانِ حال یہ کہہ رہے ہیں ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

عقیدت طبع انسانی میں ایک ایسا خاص جوہر ہے جسکی قدر کچھ اہل دل ہی جانتے ہیں ایک فرد دوسرے فرد سے عقیدت رکھتا ہے اور یہی انسانی جماعت کا خاصہ ہے۔ لیکن جب یہی عقیدت ایک مقدس ترین ذات سے ہو جو حقیقتاً باطناً مفخر موجودات سرور کائنات ہو سبحان اللہ ایسی عقیدت کا کیا کہنا۔

عقیدت کے ساتھ اظہار عقیدت بھی لازمی امر ہے چنانچہ ہمارے مکرم دوست جناب حسین خاں صاحب اختر کو اس آفتاب رسالت سے عقیدت ہے جس کا ذکر جمیل ہر صحیفہ آسمانی میں خصوصیت کے ساتھ بصیرت افروز دیدہ تحقیق ہے۔

جس ذاتِ اقدس کے تبادر حضرت کا کتبِ آسمانی بعبارتِ جلی اعتراف کریں۔ انسان ایسے محدود فکر کی کیا حقیقت ہے۔ جو اسکے صفاتِ حسنہ پر روشنی ڈال سکے وہ نورِ مجسم جس کی خلقت نورِ خداوندی سے عمل میں آئی اور جو حقیقتاً باعثِ ایجادِ عالم ہو دماغِ انسانی اس کی مرتبہ شناسی کے باب میں نارسا ہی نہیں ہے۔ حقیقت ہے ایسا بلند منزلت جس کی تعریف میں نطق عاجز اور زبان قاصر ہو۔

عرب کا وہ ملک جہاں آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے جہل کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور گروہِ انسانی ایک خدا کے بجائے۔ لات و منات عزیٰ و ہبل ایسے کتنے ہی خود تراشیدہ خداؤں کے قماساں وجود پر انسانیت کو بھینٹ چڑھا رہا تھا۔ اس خطے کی بنجر زمین پر آباد ہونے والی انسانی جماعت جو بات بات پر تیغ آزمائی اور خونریزی کو جوہرِ مردانگی سمجھ کر تباہی اور بربادی کے قعرِ مذلت تک پہونچ چکی تھی قریب تھا کہ اس طبقے کا ہر وجود عدم سے بدل دیا جاتا۔ دفعتاً رحمتِ خداوندی کو جوش آیا اور ایک ایسے مصلحِ اعظم ہادیٔ مکرم کو مبعوث فرمایا کہ جس کی بعثت کے انسان کے سامنے انسانیت کا بھولا ہوا سبق دہرایا اور کبھی نہ بولنے والے پتھر کے بنائے ہوئے خداؤں کو پرستارانِ باطل کے سامنے منہ کے بل گرا دیا۔ ایسے سراجِ منیر کا اتنے تاریک دور میں نور افزائے بصیرت ہونا گم کردہ راہوں کے لئے سعادتِ ابدی کا موجب ہے۔ ایسے برگزیدہ رسول سے عقیدت صادقہ جو عشق کے درجہ تک پہونچ چکی ہو دنیا کی بہتری کے علاوہ نجاتِ اخروی کا بھی باعث ہے۔

خوش نصیب ہیں منشی حسین خاں صاحب اخترؔ المنیری جنھوں نے اظہارِ عقیدت کے سلسلے میں فنا فی الشیخ ہونے کے بعد فنا فی الرسول ہونے کا ثبوت اپنے نعتیہ کلام کے مجموعہ "مستانہ نوید کوثر" سے دیا ہے

یہ وہ سرچشمۂ عقیدت و نعت ہے جس میں اشعار کی جگہ کوثر و تسنیم کی موجیں اپنے دامن میں گوہر ہائے معانی رولتی ہیں۔ اللہ اللہ مستانہ نوید کوثر کا دامانِ تقدس

جس پر از حقیقت کی افزائشیں اور تقدیس کی بارشیں ہوں۔ اور وہ فردوس تخیّل میں یہ کہہ رہا ہو کہ "دامن نچوڑ دوں تو فرشتے وضو کریں"۔ "مستانۂ نوید کوثر" کا خیر مقدم قدح خواران میخانۂ قدیم اور سبو کشان صہبائے کوثر و تسنیم پر فرض ہے۔

حسین خاں سے ان کے نام کا لفظ اوّل اور "مستانۂ نوید کوثر" سے اس کے نام کا لفظ آخر لے لیا جائے تو حسین اور کوثر میں جو ربط باہمی اور رعایت لفظی ہے اس کا لطف کمال شوق کی بنا پر کچھ ارباب ذوق ہی اٹھا سکتے ہیں۔

"مستانۂ نوید کوثر" کے مصنف منشی حسین خاں صاحب اختر ہیں۔ جنھیں آسمان شاعری پر چمکا ہوا لے میرے محترم بزرگ استاذی مولانا محمد عثمان خاں صاحب راغب مدظلہ العالی بارہ چکی کے فیض صلاح نے جناب اختر کو اس اوج و عزت پر پہونچایا کہ آج ان کا کلام فصاحت نظام ضیا بخش دیدۂ اولی الابصار ہوا۔

"مستانۂ نوید کوثر" کا اس سے زیادہ تعارف کرانا طول عمل ہے۔ اسلئے کہ میرے خواجہ تاش جناب حسین خاں صاحب اختر نے ایسے جلیل القدر رسولؐ کی ثنا و صفت نظم فرمائی ہے جن کی جلالت حسب تصریح مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی یہ ہے۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ کے پاکیزہ جذبات اور اچھوتے خیالات کی ترجمانی مجھ ایسے بے خبر حال اور ناقص الخیال کے حیطۂ امکان سے باہر ہے "مستانۂ نوید کوثر" پر جناب اختر سے اتنا کہہ دینا کافی ہے۔

"اللہ کرے حسن قبول اور زیادہ"

تقاریظ و چند قطعات تاریخ بنظم و نثر فارسی که بطبع دیوان فیض عنوان
موسومه بستانه نو بہار کوثر از خامه اعجاز رقم جناب حسین خان صاحب اختر
قصبه المنیر ضلع مشرقی خاندیس

که شعرائے گرامی و سخن سنجان نامی عطا فرموده مصنف موصوف را از بهار منت بیکران سپاس گذار منت هائے بے پایان ساختند با هزاران هزار شکر و امتنان هدیه ناظرین کرده میشود

نتیجه افکار گهر بار حضرت قبله گاهی مولانا مولوی احمد خان صاحب قادری نقشبندی رامپوری واعظ و معلم ادبیات مدرسه عالیه حکیمیه برهانپور مترجم و مولف کتب مفیده اهم نقشبندیه

بنام خدائے جهان دار داور — قدر زنده ماه و خورشید و اختر
فلک را به انجم نموده مزین — زمین را به مردم بیاراست یکسر
زمین و زمان هر دو منقاد امرش — چه امکان که تابند از حکم او سر
همه خلق را سوئے او احتیاج است — بهر کس رساننده رزق مقدر
غنی ذاتش از طاعت اهل عالم — بری ملکش از تهمت ضد و همسر
زوال و تغیر بدو ره نیابد — کمالیست او را ز هر نقص برتر
سوئے کنه کنه ذات و صفاتش — پریدن چه می خواهی از مرغ بے پر
به آلائے و الائے او تر زبان شو — همین است هنجار نیک شکر
همه خلق و عالم همه جن و آدم — بحمدش همی تر زبانند و خوگر
همه زله خوار انداز خوان جودش — چه پیغمبران و چه شاهان با فر
پس از حمد نعت پیمبر بگویم — که ختم الرسل هست آن ذات اطهر

خدا گفت لولاک در شانِ پاکش
چہ وصف است این وصف اللہ اکبر

ز نورش کہ از نورِ حق گشت پیدا
ہمہ خلق و عالم شدہ جلوہ گستر

نمی تافت گر مہرِ نورِ رخش بہ دنیا
نہ ہرگز شدے ظلمت او منور

بہ نعتِ ہمایون آن فخرِ انساں
نوشت است دیوان یکے حضرت اخگر

فصیح البیان نکتہ رس پُر ضیائے
طلیق اللسان و در سخن خوب و بہتر

چہ دیوان سراسر خیالاتِ صادق
چہ دیوان یکے جذبۂ عشق یکسر

معانیش روشن چو رخسارِ خوباں
حروفش سیہ ہمچو زلفِ معنبر

نقاطش کہ زیبِ بیاضِ کتابند
بہ دل بردگی غیرتِ خالِ دلبر

دو تاریخ در مصرعے گفت اختر
مسلسل ضیا بخش خورشید پیکر

۱۳۵۲ ۱۹۳۳

از طبعِ وقاد ذہنِ نقاد حضرت استادی قبلہ گاہی شاعرِ شیریں بیان ناظمِ فصیح اللسان

مولوی محمد عثمان خاں صاحب راغب برہان پوری مد ظلہ العالی

ادب سے لکھ اے خامۂ زر نگار
ثنائے شہنشاہِ گردوں وقار

یہ وہ ہے شہنشاہ ذی اقتدار
ہوا اس سے عرشِ بریں کو وقار

یہ نورِ مجسم ہے نورِ خدا
یہ ہے وجہ صد جلوۂ روزگار

ہے احمد محمد سراپا جمیل
تجلی دہِ روئے لیل و نہار

زہے بخت امت زہے بخت خلق
محمد ہیں کونین کے تاجدار

رسولِ مکرم شفیع الامم
غریبوں کے غم آشنا غمگسار

دو عالم کا روشن چراغِ منیر
ضیا بخش قصرِ دل روزگار

نئی شان سے منظرِ عام پر
چمک کر وہ خورشید گردوں وقار

ہوا جلوہ گر ایسے ماحول میں
کہ تھی کفر کی تیرگی بے شمار

بتوں کی پرستش میں مشغول تھے — عرب کی زمیں پر جفاکار و کفار
درخشاں ہوئیں جب تجلیں نور کی — مٹی تیرگئ شب روزگار
جو مہر رسالت کی کرنیں بٹیں — چمک اٹھا سطح جہاں ایک بار
ملا اب پیارا حبیب خدا — ہے جس پر خدائے دو عالم کا پیار
یہ وہ ہے نبی شمع بزم جمال — ہے پروانہ ساں خلق اس پر نثار
جو لطف نبی کی گھر آئی گھٹا — عرب کی ہوئیں وادیاں سبزہ زار
بہاریں لئے آیا اسلام کی — گلستان حق کا گل صد بہار
کسی سے ہو کیا اس کی مدح و ثنا — ثناخواں ہو خود جس کا پروردگار
ہزاروں محمدؐ کے ہیں مدح خواں — ہزاروں محمدؐ کے ہیں جاں نثار
جو اختر ہیں نامی البنر کے — کہ ہے شغل نعت ان کا لیل و نہار
وہ میرے ہی ممتاز شاگرد ہیں — بڑھا نعت گوئی سے ان کا وقار
محمدؐ کی ہے نعت کا مشغلہ — کلام ان کا ہے نعت میں آبدار
ہے ہر شعر اک موج بحر رواں — ہے ہر بیت سلک دُر شاہوار
ہے ہر شعر میں رنگ دورِ جدید — ریاض سخن کی ہے دلکش بہار
سخن کیا ہے ندرت کا آئینہ ہے — سخن کیا ہے گویا سراپا نگار
معانی کی رنگیں سے لبریز ہے — ہر اک لفظ نعت شہ ذی وقار
کہیں رنگ ہے سبزۂ خلد کا — کہیں منظر تختۂ لالہ زار
لکھا خوب اختر نے دیوان نعت — چھپا خوب دیوان نعت آبدار
تمنائیں اختر کی پوری ہوئیں — بر آئی مراد دل بے قرار
یہ دیوان اختر کا مقبول ہو — قبول اس کو کر لیں شہ نامدار
یہ دیوان بخشش کا دفتر بنے — یہ دیوان کام آئے روز شمار

لکھو طبع دیوان کا راغب یہ سال
ہے نعت نبیؐ جنت صد بہار
۱۲ ۵ ۲ ۱ ۳ ۱

اویسی نتیجہ فکر سجادہ مسند طریقت واقف اسرار حقیقت کاشف اسرار جلی
ماہر اسرار خفی جناب صمد عبد الولی قادری چشتی المتخلص اویسی
الملقب انصاری المعروف اویسی میاں

اختر ذی فہم کا دیوان نعت | ہر نقائص سے سراسر پاک ہے
منظر حیرت ہے حسن خوشنما | اور درد عشق کا تریاک ہے
لمعہ اختر کی آب و تاب سے | گویا سیر ساحت افلاک ہے
مشتری راغب ہے زہرہ جاں نثار | اور حیران صاحب ادراک ہے
مدح خوان دینگے جگہ دلمیں اسے | ذکر محبوب خدائے پاک ہے
جلوۂ خورشید نعت شاہ سے | رہبر راہ ولائے پاک ہے
مصرعۂ تاریخ اویسی یہ لکھو | خوب وصف سرور لولاک ہے
۱ ۳ ۲ ۵ ۱

اختر طبع زاد شیریں سخن ناظم اقلیم زمن مولانا محمد حسن اختر النعمانی نقشبندی
دہلوی تلمیذ فصیح اللسان فیضیاب نواب محمد سراج الدین صاحب سائل دہلوی
مدظلہ العالی

لکھا ہے وہ دیوان اختر نے اختر | کہ ہے جس کا ہر شعر بہتر سے بہتر
یہ دیوان ہے روشن خیالی کا منظر | نکیوں نقطہ ہو مہر منور
مصنف کا اسکے کروں وصف کیا میں | وہ یکتا ہیں کامل مکمل سخنور
بڑھا دیتی ہے مرتبہ خاکساری | وہ خورشید ہیں گو تخلص ہے اختر

[illegible] | [illegible] تاریخ [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] اس کی تاریخ [illegible] | [illegible] سرشار ہو کر

ولہ

چرچا ہے زمانہ کا دنیا کا ہے افسانہ | کیا ہے اختر کا پر کیفیت سے پیمانہ
ہیں غرق فکر تھا تاریخ کے دریا میں | الہام نے کہا کہہ دو اختر خم و میخانہ
۱۳۵۲ھ

ولہ

نکلا نہ کوئی مضمون باہر حدِ سخن سے | اختر بھی واقعی ہیں ملکِ سخن کے ناظم
تاریخ پوچھتا تھا میں گلشنِ سخن میں | غنچہ چٹک کے بولا یہ ہے ریاضِ ناظم
۱۳۵۲ھ

ولہ

گنم چہ وصفِ کمالِ اختر کہ ہست صنعت رشکِ نیر | بہ ملکِ شعر و سخن یقیناً بلند بالا نظامِ اختر
زہے فصاحت خجے بلاغت کہ قدسیاں وصف برزبان اند | چو بہرِ تاریخ فکر کردم بگفت ہاتف قیامِ اختر
۱۳۵۲

اظہر طبع از شاعر شیریں بیان ناظم مملکت سخندان جناب مصطفیٰ علی خاں صاحب اظہر جلگانوی ضلع مشرق خاندیس

طبعِ اختر کا ہوا دیوانِ نعت | شکر افضال و عطائے ایزدی
ایک مدت کی بر آئی آرزو | کیوں نہ ہو احباب کو حاصل خوشی
فیضیابِ راغبِ استادِ فن | اسلئے کہتے ہیں ان کو راغبی
ہیں وہ مداحِ حبیبِ کبریا | صرف ذکرِ نعت اُن کی زندگی
مدح خوانوں کی زباں پر ہے رواں | خوب نعتِ سرورِ عالم لکھی

واصفوں کی جان یہ دیوان ہے   شوق سے اسکو خریدیں مشتری

پوچھا اظہر سے جو سال انطباع

کہدیا دو بار - جام بیخودی

۱۳۵۲ھ

ولہ

لکھا اختر نے یہ اچھا دیوان   مملوئے نعت ہے پورا دیوان
کیوں نہ ہر شعر ہو اس کا شستہ   جب کہ مداحِ نبی کا ہے دیکھا دیوان
نعت ہی نعت کے اشعار ہیں سب   مخزنِ نعت ہے گویا دیوان
خط سے ارمان کے معلوم ہوا   خوب اختر نے یہ لکھا دیوان
کہا ہاتف نے اگر ہے - لاحق   فکر تاریخ مصفا دیوان
لکھدو اظہر یہ زروئے انصاف   چھپ گیا بہتر و یکتا دیوان

۱۳۵۲ھ

ولہ

مرحبا اے اختر فرخندہ خو   خوب لکھی نعت محبوب خدا
فکر جب لاحق ہوئی تاریخ کی   ملہم غیبی نے یہ مجھ سے کہا
لکھدو اظہر اس کا سال انطباع   ذکر حق ہے نعت شاہ انبیا

۱۳۵۱ھ

افکار - از نتائج افکار محبی منشی میر عنایت علی صاحب برہانپوری تلمیذ

استادی حضرت راغب حضرت حافظ جلیل الحسن صاحب جلیل

فصاحت جنگ جانشین امیر مینائی و استاد شاہ دکن ظلہا

خلق کیا زیب یہ قربان ہے سبحان اللہ   خوش لقا خوب یہ دیوان ہے سبحان اللہ
اک اک مصرع جو آج لمقدہ گنتا ہیجر غاز   حسن میں نعت کی کیا شان ہے سبحان اللہ

۱۹۸۹ - ۱۳۵۱ھ

ولہ

مثنوی کا حسن لئے لکھا ہے تمام اختر
نور انوار سے لبریز ہے کلام اختر

تنوعِ شش سے ہر اک صنعت شعری جھلکی
ہے مرصع و مسجع سے کلام اختر

اپنے انداز میں ہر ایک جدا لگتا ہے
ہے غزل ہو کہ قصیدہ ہو کہ سلام اختر

ایسا دیوان جو مکمل تو نظر کیوں نہ لگے
ہے ہر پہلو سے یہ تمام اختر

یہی معراج سخن ہے یہی معراج کمال
کس بلندی پہ چمکتا ہے کلام اختر

طبع روشن کی ہے تاریخ بھی روشن آغاز
نام کیا ہے کہ چمکتا ہے کلام اختر

ولہ

خدائی کو دید اس کی منظور ہے
تجلی میں ہم جلوۂ طور ہے

قصائد غزل آئینہ دار حسن
جو مطلع ہے اک مطلع نور ہے

قلم نے کیا وصف کس کا رقم
کہ ہر شعر نور علیٰ نور ہے

ثنا ہے ہر اس شاہِ عالم کی جو
خدا کی خدائی میں مشہور ہے

کوئی اس کی منزل کو کیا جا سکے
جو حد نظر سے کہیں دور ہے

نکیوں نہ چمکے دیوان کی تاریخ طبع
ہمیشہ بہشت میں چشمۂ نور ہے
۱۳۵۲ھ

ولہ

کیا سخن ہے مرحبا صد مرحبا
دے خدا ایسی نعت گوئی کا صلہ

سیر اس کی اک جہاں کرتا رہے
اس چمن کی ایسی بندھ جائے ہوا

جس کی قسمت میں ہو اس کا حق ہے یہ
ہاں خدا سے عشق محبوب خدا

ایسا اندازِ سخن ایسا سخن
ایسی پیاری نعت لے صل علیٰ

چاہتا ہے دل کہوں ہر شعر پر
کیا زباں ہے کیا سخن ہے مرحبا

جب نبی خوش ہوں خدا خوش کیوں نہ ہو
جب خدا خوش ہو گیا پھر کیا رہا

یہ کمال ایسا کمال اتنا کمال — بیت بیت اپنی جگہ معجز نما
کس مسرت سے کہا آغاز نے — دیکھو اب دیوان اختر چھپ گیا

اخلاق منشی محمد شعبان خان صاحب بنارسی تلمیذ داماد اصغر حضرت آفاق بنارسی مدظلہ

چھپ رہا ہے وہ لیت کا دیوان — جس کی پھیلی ہے ہر طرف شہرت
ہم سے اخلاق یوں کہی تاریخ — چشمۂ نور جلوۂ قدرت

ولہ

اختر دیوان کو تمھارے — کہتا ہے زمانہ کنز اشفاق
نکلے تاریخ عیسوی میں — لکھا ہیں جو اختر اخلاق

اشتیاق منشی احمد خان صاحب خلف حضرت آفاق بنارسی مدظلہ

واہ دیوان جناب اختر کا — حسن و خوبی کا ہے ذخیرہ گنج
سال ہجری میں اشتیاق یہ لکھ — بلبل بوستاں ترانہ سنج

اشرف منشی اشرف حسین خان صاحب تلمیذ حضرت آفاق بنارسی مدظلہ

فکر تاریخ کی تجھے کیا ہے — فیض استاد تیرا مونس ہے
سن یہ آتی ہے غیب سے آواز — لکھ دے اشرف چراغ مجلس ہے

امیر منشی امیر احمد خان صاحب بنارسی تلمیذ حضرت آفاق بنارسی مدظلہ

ہے یہ دیوان جناب اختر کا — کم ہے جتنی کروں ستائش بھی

شعر نعتیہ ہیں بے مثل ان کے — ان پہ احمد کی ہے نوازش بھی
نعت گوئی پہ ہے انہیں فخر — یعنی ان کو ہے فخر بخشش بھی
کیوں نہ چمکے کلام اختر کا — کہ ہے راغب کی اس میں کوشش بھی
ہے بجا جو کہوں امید ان کی — جاؤ دو لب بھی تو ہو بخشش بھی
۱۳۵۲ھ

ولہ

چھپ کے کلام نکلا ہے اب وہ فلک سے پر — مشتاق جس کے دید کا تھا ہر جوان و پیر
نعت نبی کا مطبع وہ دیوان ہوا ہے آج — جذبات جس کے ایک ہیں اول سے تا اخیر
یہ ہے کلام اختر شیریں کلام کا — جو آج ہے جہاں میں آپ اپنی ہی نظیر
جو دیکھتا ہے اس کو وہ کہتا ہے برمحل — الفاظ و شعر اسکے ہیں گویا مہ منیر
مقبول عام کیوں نہ ہو وہ کتاب ہے — ہر صفحہ پر ہے نور نبی جس کے ضو پذیر
بیٹھا عبث ہے فکر میں تاریخ کی امیر — لکھ بکرمی میں سال ہے تحریر بے نظیر
۱۹۹۰ بکرمی

ارمان جناب یٰسین علی صاحب ابن فیض علی صاحب مصطفیٰ آبادی
تلمیذ و جانشین حضرت ایمان بادلی

لکھا ہے نعت میں دیوان بہتر — کریں گے آپ کی حضرت شفاعت
دُرِ نایاب ہے ہر شعر اس کا — ہے دیوان آپ کا دریائے رحمت
ہیں فخر قوم میواتی یہ اختر — خدا رکھے دم ان کا ہے غنیمت
الٰہیہ میں ہے ممتاز ہستی — خدا نے انجمن کی دی صدارت
نہ کیوں ہو خانداں اختر کا روشن — بڑھائی آپ نے علمی لیاقت
قلم برداشتہ لکھتے ہیں اشعار — خداداد آپ نے پائی طبیعت
نہیں اٹھتی گھٹائے سے کسی کے — خدا دیتا ہے جس بندے کو عزت

لکھا ہے خوب گلہائے سخن ہیں — ہے کیا نکھرا ہوا گلزارِ مدحت
بیانِ شاعری ہیں جو بھی اختر — بہت کی حضرتِ راغب کی خدمت
ہمارے محترم اختر کا ارماں
ہے طرفہ نعتیہ دیوانِ مدحت
ھ ۱۳۵۲

آثم جناب امام خاں صاحب برادر مصنف دیوان ہٰذا و تلمیذ حضرت راغب متوطن املنیر مشرقی خاندیس

کیوں نہ یہ دیواں ہو مقبولِ جہاں — اس میں ہے وصفِ حبیبِ کبریا
جس پہ آئینہ ہوئی نعتِ نبی — خود وہ اک تصویرِ حیرت بن گیا
کیف میں ڈوبے ہوئے اشعار ہیں — سن لیا جس نے وہ مستانہ ہوا
یہ ہے ظاہر اس کے اک اک شعر سے — ہے اثر کے کیف میں ڈوبا ہوا
کہو احبابِ جہاں سے اے آثم
بھائی اختر کا ہے یہ دیوان چھپا
۱۳۵۲

اکبر منشی محمد اسمٰعیل صاحب راغبی حرم سوداگر ملکاپوری (برار)

عجب ہے نعتیہ دیوانِ اختر — سخن و نعت خواں ہیں دل سے قرباں
ثنائے سرورِ عالم ہے اس میں — اسے پڑھ کر نہ کیوں خوش ہوں مسلماں
کتابت پر ہوا جاتا ہے دل لوٹ — عجب ہے شانِ دیواں کی نمایاں
ذریعہ مغفرت کا ہے یقیناً — قیامت میں مسرت کا ہے ساماں
کہو تاریخ سالِ طبع اکبر
بحمد اللہ ہے نورِ فیضِ دیواں
ھ ۱۳۵۲

ادیب جناب جلیل الدین صاحب جاگیردار اختری جہان پوری

اختر شیریں بیاں نے اے ادیب
اک نئے انداز کا دیوان لکھا
قابلِ تحسین ہے یہ دیوانِ نعت
خوب لکھی ہے حدیثِ خیر الوریٰ
ایسے دیواں کی ہو کیا بات بس
جس میں ہو وصفِ حبیبِ کبریا
مصرعۂ تاریخ یہ لکھ دو ادیب
قابلِ اظہار دیوان چھپ گیا

آتش حکیم سند یافتہ جناب سید سعید الدین صاحب اختری بدایونی

نہ کیوں قلبِ مومن ہو مانوس اس سے
رقم اس میں ہے نعتِ رسولِ زمن ہے
ثنا کی ہے دندانِ محبوبِ حق کی
ہر اک لفظ دیواں کا دُرِّ عدن ہے
لکھا ہے عجب چھب سے ابروئے احمد
نمایاں ہر اک شعر سے بانکپن ہے
بہاریں نہ کیوں اس کی مرغوبِ دل ہوں
کہ دیوان یہ غیرتِ صد چمن ہے
کہو اس کی تاریخ اس طرح آتش
لکھا بارک اللہ نرالا سخن ہے
ھ ۱ ۳ ۵ ۲

اصغر منشی میر امجد علی صاحب عرائض نویس اصغری بھاگوری

نعتیہ دیوان اختر چھپ گیا
کیوں نہ خوش ہوں نعت گو اہلِ جہاں
ہے مبرا شاعری کے نقص سے
کیا ہے طبعِ اخترِ شیریں زباں
لکھ دو اصغر مصرعۂ تاریخ یہ
شوقِ دیدارِ بہارِ بوستاں
ھ ۱ ۳ ۵ ۲

بیدلؔ جناب عبدالرحمٰن صاحب عرف منّو میاں راغبی بدایونی

جزاک اللہ اے شاعر خوش بیاں — تجھے آفریں مرحبا مرحبا
زمانے میں یکتا سخنور ہے تو — لکھی خوب نعت حبیب خدا
ریاض نبی کی فضا دیکھ کر — سماں کھنچ گیا باغ فردوس کا
جہاں میں ہے دیواں ترا ضوفشاں — ہے زینت پہ کیا تیری فکر رسا

لکھو اس کی تاریخ بیدلؔ یہی
عجب زرفشاں ہے یہ مدح و ثنا
۲ ۵ ۳ ۱ ۵

بسملؔ جناب محمد بسم اللہ صاحب راغبی برہان پوری

اخترؔ کا نعت پاک میں دیوان کیا چھپا — حیرت میں اہل فن ہیں مضامین دیکھ کر
مرغوب طبع کیوں نہ ہو نعت رسول پاک — ایک ایک لفظ نعت کا ہے جاذب نظر
بسملؔ یہ لکھ دو مصرعۂ تاریخ الطباع — گلشن ہے وصف شاہ کا بھیجا بہار پر

برہانؔ جناب برہان الدین صاحب راغبی مصطفےٰ آبادی
ضلع مشرقی خاندیس

مہکتا رہیگا یونہیں تا قیامت — عجب نعت کا بحر اِس ہے گلستاں
پسند آئے کیونکر نہ ہر مرد حق کو — کہ منظوم ہے ذکر محبوب سبحاں

کہا دل نے برہانؔ تاریخ لکھ دو
ہے دلکش عجب وہ حقیقت یہ دیواں
۲ ۳ ۱ ۵

حاذق فن ... جناب مولانا حضرت ... فخر الدین صاحب
تلمیذ علامہ مرزا ... صاحب مرحوم لکھنوی فرنگی محلی

دیوانِ احمد شیریں کلام
۴ ۳ ۹ ۱ ۱۰

ہے اس میں نعت حبیب خدا کی | نہ کیوں ہر دل کو ہو دیوان مرغوب
لکھو حاذق قلم سے طبع کا سال | دلِ احمد کا تحفہ دیوان مرغوب

حافظ حاصل فکر سخنور با کمال نازک خیال جناب حافظ عبد الشکور صاحب

دہلوی ... تلمیذ ... حضرت ... قطعہ

دیا مژدہ رسہ بہ نعت خوانان | مطبوع سرشار کلام احمد
دیوان جو دیکھی ست حافظ | مستانہ نو سرور
۱۰ ۱ ۳ ۵ ۲

ولہ

الْمِنَّۃُ لِلّٰہ ٹھکانے لگی کوشش | احمد ہوا پورا جو تھا ارمان ترے جی کا
دیوان ہوا زیبِ طباعت سے مزین | لازم ہے تجھے شکر جناب احدی کا
زینت دہ ہر مجلس میلاد نبی ہے | ہر عاشق احمد کو سبب فرح و خوشی کا
یہ توتیا احباب کی آنکھوں کیلئے ہے | اعدا کے لئے زخم ہے برچھی کی انی کا
ہر نظم ہے مجموعۂ اخلاق حمیدہ | ہر شعر ہے مداح رسول عربی کا
ارباب سخن سے بہا داد اسکی ملیگی | محشر میں کرم ہوگا خداوند غنی کا
بیمار کا سر کاٹ کے حافظ کہو تاریخ | گلزار شگفتہ ہے یہ اوصاف نبی کا
۱۰ ۱ ۳ ۵ ۲

حنیفہ جناب محمد حنیف انصاری تلمیذ حضرت حافظ صاحب کی

دھولیوی مغربی خاندیس

یہ کلام دل پسند و بے نظیر — مدح خوانِ مصطفیٰ کی جان ہے
مرحبا یہ آفرینیِ سخن — بارشِ مضموں ہے یا طوفان ہے
یہ فصاحت یہ بلاغت دیکھ کر — شاعری سو جان سے قربان ہے
اس کی یہ نیرنگیٔ طرزِ سخن — اخترِ معجز بیاں کی شان ہے
وصفِ رخسارِ شہِ دیں اے حنیف — رہنمائے معنیٔ قرآن ہے

الغرض اے اخترِ شیریں کلام
آئینہ رحمت ترا دیوان ہے
۱۳۵۲ھ

ولہ

پاک ہے ہر عیب سے کیونکر نہ ہو — ہے سراپا احمدِ مختار کا
دیکھتے ہی ہو گئے مشتاق دید — اللہ اللہ یہ کلامِ جانفزا
نقطہ نقطہ آج اسکا بے گماں — قلزمِ معنی میں ہے ڈوبا ہوا
لکھ سرِ افلاک سے بچکر حنیف — واہ وا اختر کا دیوان چھپ گیا
۱۳۵۲ھ

خیالی طبع زاد فصیح البیان نکتہ داں منشی محمد علیم اللہ صاحب برہان پوری جانشین حضرت ابو الکلام منشی سید واکر حسین صاحب اختر مرحوم غازی پوری

سیر تقسیم گل باغ کرم — ہست ایں ذات محمد ملحاظ
پس جو بہ تاریخ خیالی بخیال — گفت گلبازی رنگ الفاظ
۱۳۵۲ھ

[illegible] / [illegible]

نہ کیسے یہ دیواں ہو پر از تحسین / ریاض نعت ہیں یہ جنت سے بڑھکر
پیچ آتی ہے تصویر جذباتِ دل کی / ادب کی حقیقت کا ہو خاص منظر
پسندیدہ مضموں مہذب ہیں / خیالی یہ نعتِ محمد کا دفتر
کہے کیوں نہ آکر ادب کا فرشتہ / کہ بہتر ہیں مضمون اخلاقِ اختر
۱۹۳۳ء

خلیقؔ ادیبِ سخن فخرِ زمن منشی محمد حمید اللہ صاحب رشید تلامذہ
حضرت مولانا راغب مدظلہ برہانپوری

گئی فکر تا حدِ نظمِ کمال / تخیل میں اٹھی ہوئی تیز گام
مسلسل ہر ایک بند ہے نعت کا / وہ ہے نظمِ شعر و سخن کا نظام
حقیقت کی موجیں ہیں اسمیں بلند / یہ دیواں ہے سرچشمۂ فیضِ عام
مصنف کو نعتِ نبیؐ کے سبب / یقیناً ملیگی بقائے دوام
نہ کیوں اہلِ عرفاں کو پیہم ہو وجد / مئے معرفت میں ہے ڈوبا کلام
رخ و زلفِ احمدؐ کی ہے اسمیں نعت / ہے دلکش عجب منظرِ صبح و شام
ہے منظوم ذکرِ شہنشاہِ دیں / یہ دیوان ہے واجب الاحترام
نہ کیوں کیف زا اسکی ہوں مستیاں / کہ ہے بادۂ حق سے لبریز جام
جزاک اللہ اے اخترِ خوش بیاں / عجب جاں فزا ہے یہ تیرا پیام
مرصع ہے ہر شعر دیوان میں / تری بندشوں کا ہی کیا اہتمام
مناسب ہے تاریخ اس کی خلیق / نشاطِ ابد مدحِ خیر الانام
۱۳۵۲ھ

ولہ

مقبول کیوں نہ ہو جہاں میں یہ — سنتا ہے تو پیر کو ہے ذوق

کہہ دو خلیق اس کی تاریخ — پاکیزہ ہے کلام اختر

ولہ

نقطے نقطے سے ہے دیواں کی عیاں تابانی — رونق جلوہ گہ طور ہے دیواں کیا ہے

اسکی تاریخ اشاعت یہی کہہ دے خلیق — آفتاب شرف نور ہے دیواں کیا ہے

ولہ

جمع ہیں اوصاف محبوب خدا دیواں میں — سچ تو یہ ہے نعت عشق حرم کا سامان ہے

عکس عرق ریزی سے چمکا نعت میں رنگ جدید — اس کی دنیائے ادب میں اک نرالی شان ہے

وصف میں اُنکے رقم ہے ہر ورق دیوان کا — جس رسول پاک پر نازل ہوا قرآن ہے

کتنے معنی خیز ہیں اشعار اس دیوان کے — جس کو چشم دور بیں بھی دیکھ کر حیران ہے

مرحبا ہر شعر میں اختر کے ہے سوز و گداز — عاشق محبوب خالق کی یہی پہچان ہے

کون سرکار مدینہ ہیں۔ محمد مصطفےٰ — آن کے نام پاک پر خلق خدا قربان ہے

نعتیہ دیوان کا سال طبع لکھ دو اے خلیق

دولت دارین ہے یا نعتیہ دیوان ہے

خنداں۔ جناب محمد بیگ صاحب اعظمی برہانپوری

ہوا جاتا ہے دل قربان اختر — عجب دیوان لکھا نعتیہ ہے

مضامیں نعت کے ہیں کتنے اعلیٰ — زبان دل سے جاری مرحبا ہے

مصنف تم کو قسام ازل نے — یقیناً نعت کا حصہ دیا ہے

یہ لکھ دو مصرعہ تاریخ خنداں — دو بالا دفتر مدح و ثنا ہے

ورد ـ از شہنشاہِ ملکِ سخن شاعر نازک خیال ناظم شیریں مقال

جناب منشی میر ظفر علی صاحب کاکوروی

حضرتِ اختر کی بہتر نعتیہ دیوان ہے ۔ کیجئے پھر ہر دم نہ کیوں ہو سنت کا ورد
صبحدم بام فلک سے دی فرشتے نے ندا ۔ ورد سالِ طبع لکھ دو ۔ باغ جنت ہو گیا

ریاض ـ از خامۂ گہر بار طبع آبدار شاعر الہند یعنی جناب حضرت ریاض احمد صاحب مدظلہ العالی گورکھپوری

بنا اختر کا دیوان پھول کا ہار ۔ سلیقے سے گندھے گلہائے اختر
زمینِ شعر پہونچی آسمان پر ۔ ستارے بن گئے گلہائے اختر
کہا کس نے یہ وقت فکر تاریخ ۔ کہو لیجے چنے گلہائے اختر

ریاض آئی لب اختر سے آواز
کہو اچھے کھلے گلہائے اختر

ریحان جناب عبدالرزاق صاحب تلمیذ ارمان صاحب مصطفیٰ آبادی

مکمل یہ دیوان ہے نعت کا ۔ نہ کیوں شادماں ہو رسالت پناہ
وہ کیا جانے الوانِ نعت نبی ۔ جو حاسد کہ رکھتا ہو قلب سیاہ
وہ سوزِ محبت ہے اشعار میں ۔ ہر عاشق کے دل سے نکلتی ہے آہ
رسولِ مکرم کے شیدائی ہیں ۔ تہ دل سے اختر خدا ہے گواہ
نکاتِ حقیقت سے ماہر ہیں آپ ۔ بہت نکتہ رس ہیں بفضل الٰہ
محمد ملک کی دعا ہے یہی ۔ دو عالم میں یا رب بڑھے عز و جاہ

سنِ طبع ریحانِ نغم لکھ دو صاف
یہ ہے چشمۂ فیض دیوان واہ

زیبا۔ جناب اولیا صاحب راغبی بدایونی

نہایت شگفتہ ہیں گلہائے مدحت بہاروں پہ رنگیں سخن کا چمن ہے
ثنائے نبیؐ کو وہ رفعت ہے حاصل کہ جس پر فدا اوج چرخ کہن ہے
مصنف کے ہر شعر سے ہے یہ ظاہر کہ دریائے عرفاں ہیں وہ غوطہ زن ہے
مناسب ہے تاریخ دیوان کی زیبا عجب جلوہ گر مہر بام سخن ہے

سیماب نتیجۂ فکر ادیب مملکت سخن مدیر معانی ارباب فن محترم

عالیجناب مولانا عاشق حسین صاحب اکبرآبادی دام فیضہ

چھپا خوب دیوان نعت الحمد للہ ہر اک شعر ہے ایک تسبیح اختر
جو سیماب ہو فکر سال اشاعت تو برجستہ کہہ دو مصابیح اختر
۱۳۵۲ ھ

شاکر جناب محمد یعقوب خان صاحب تلمیذ قبلہ اطہر جلگانوی مدظلہ

ہوا پورا ہے ارمان اختر کہ زیر طبع ہے دیوان اختر
ہیں جتنے شعر اس میں سب ہیں چیدہ تصدق جان۔ دل قربان اختر
ثنائے سرور دیں کی بدولت ہے برتر شاعروں میں شان اختر
اٹھا کر فرق حاسد لکھ دو شاکر
ہے مرغوب زمن۔ دیوان اختر
۱۳۵۲ ھ

نتیجۂ فکر جناب حافظ محمد یٰسین صاحب اعظمی بہار پوری

[illegible] دیوان کا عالم سے جو قسم | ہے یہ دیواں ایک تحفہ بے بہا
ہر اچھوتی بندش و شستہ زباں | نکتہ چینی کر سکے گا کوئی کیا
نائب حسن اختر سے یہ دیوان نعت | جذب آنکھوں میں چمک کر ہو گیا

مصرعۂ تاریخ لکھ دو شاد یوں
ہے عدیم المثل دیوانِ نعت کا

شوکت جناب محمد عمر صاحب اعظمی از وردھا سی پی

خوب یہ دیوان لکھا نعت ہے | واہ واہ اے اختر شیریں مقال
کیوں نہ ہو مرغوب یہ دیوانِ نعت | صاف اور ستھری ہے اسکی بول چال
مصرعۂ تاریخ اے شوکت لکھو | خوب لکھا ہے کلام بے مثال

صابر شاعر نازک خیال جناب فضل حسین صاحب حاذق برہانپوری

قطعہ سالِ طبع نورِ بزمِ دیوانِ اختر

۱۹۳۳ء

کیا لکھے اختر نے مضمونِ نفیس | ہے نفاست آپ کے ادراک میں
اللہ اللہ رات دن رہتے ہیں آپ | منہمک نعتِ شہِ لولاک میں

کہئے صابر مصرعۂ تاریخ طبع
خوب یہ دیواں ہے نعت پاک میں

۱۳۵۲ھ

صادق جناب میر گلشن علی صاحب ابن میر ارمیاں مصطفیٰ آبادی

مشرقی خاندیس

بڑھی نعت نبیؐ سے شان اختر ہوا پورا جو تھا ارمان اختر
سراپا اس میں ہے رنگِ فصاحت سخن کی جان ہے دیوان اختر
یہ مداحِ رسولِ کبریا ہے بڑھائی ہے اسی نے شان اختر
ثنا خوانِ شہِ کون و مکاں ہیں نہ کیوں ہر فرد ہو قربانِ اختر
یہ لکھ دو مصرعۂ تاریخ صادق ہے ایدل بےبہا دیوانِ اختر

صادق جناب عبدالواحد صاحب صادقؔ برہانپوری

اختر کا نعتیہ دیوان بے عیب چھپا

کیوں نہ یہ دیوان ہو ہر دلعزیز اس میں ہے نعت حبیب کبریا
مصرعۂ تاریخ اے صادق کہو بے بدل دیوان اختر کا چھپا

ولہ

روح افزا کیوں نہ اسکی سیر ہو پر فضا ہے باغ نعت مصطفیٰ
عیسوی تاریخ اے صادق کہو نعت میں دیوان اختر چھپ گیا

طالب جناب شیخ یعقوب صاحب تلمیذ حضرت ارمان مصطفیٰ آبادی

ہے لاکھ لاکھ شکر ترا خالق قدیر دیوان چھپا ہے حضرت اختر کا بے نظیر
عشاق تاجدار مدینہ کے دینگے داد اللہ کی قسم ہیں مضامیں دلپذیر
مشتاق احمد اسم ہے اس سے ہو فیض علم محسن علی ہیں آپ کے روشن ضمیر پیر

راغب ہے جن کا نام اُنہیں عشق نے دیا کمال ‏ مضمون باندھا کیوں نہ ہو اشعار بے نظیر
طالب کلام نعت ہے مدح نبی پاک ہے ‏ محبوب آپ کا ہو یہ دیوان بے نظیر
۱۳ ۵ ۳

طالب منشی عبدالرحیم راغبی برہانپوری

جو اختر ہیں سیدائے خیر الانام ‏ چھپا اُن کا دیوان کیا لاجواب
ہے تسلیم شافع عاصیاں کی ہے نعت ‏ مصنف کو کیا فکر روز حساب
قلمبند ہے ذکر محبوب حق ‏ کلام اس کا پڑھنے سے ہر گا ثواب
لکھو اس کی تاریخ طالب یہی
عزیز زباں ہے کلام انتخاب
۱ ۳ ۵

عدیل شاعر بے عدیل المثل منشی محمد عبدالرزاق صاحب کنپوری مقیم بمبئی

خوب دیواں یہ اختر کا چھپا ‏ تم اسے نعت کا دفتر لکھدو
مجھ سے راغب کا تقاضہ یہ ہے ‏ سالِ تاریخ مقفیٰ لکھدو
بہر تعمیل یہ واجب ہے عدیل ‏ حسب منشائے سخنور لکھدو
تم اسے مطلعِ انوار کہو ‏ یا ادب کا گل خوشتر لکھدو
سالِ تاریخ یہ ہاتف نے کہا
آئینہ خانۂ اختر لکھدو
۹ ۳ ۳

غالب شاعر شیریں بیاں نکتہ داں جناب منشی برکات احمد خاں صاحب

استاد زادہ راغبی برہانپوری

نبی کے فدائی کریں سیر دیواں ‏ بہاروں پہ ہے نعت شہ کا گلستاں

جو سطریں ہیں اسکی وہ تارونکی لڑیاں — جو نقطے ہیں اسکے وہ مہر درخشاں
سراپا ہے دیوان ممتازِ عالم — ہیں کیا اس سے دلکش مناظر نمایاں
عبارت ہے اسکی ضیا بخش عالم — یہ ہے اک تجلی وہ نورِ ایماں
مضامیں عجب اسکی مرغوبِ دل ہیں — مہک اس سے ہے ہر صفحہ گلہائے ریحاں
مریضانِ عشق محمد کے حق میں — شفا بخش ہے نسخہ فرحتِ جاں
لکھو طبعِ دیواں کی تاریخ غالبؔ — یہ نعتِ مکرم ہے فردوسِ ساماں

فہیم جناب عبدالرحیم صاحب راغبی برہانپوری

بے مثل کیا چھپا ہے دیوان نعت اختر — فضلِ خدا سے دل کی پوری ہوئی تمنا
دلچسپ ہیں مضامیں اشعار ہیں نرالے — دیواں کی فضائیں دیکھیں بہار افزا
اشعار نعتیہ سب ہر عیب سے بری ہیں — رنگِ گلِ مضامیں نکھرا ہوا ہے کتنا
مداحِ مصطفےٰ کے روشن کمالِ فن نے — نورِ محمدی کا کھینچا ہے خوب نقشا
تاریخ طبع کا یہ مصرعہ فہیم لکھ دو — دیوان برگزیدہ دلکش ہے خوب لکھا

قالب جناب ماسٹر محمد عبدالکریم صاحب ایلچپوری شاگردِ جناب صابر صاحب برہانپوری

ہو ضیا دیوانِ اختر کیوں نہ ہو — ہے رقم وصفِ آمنہؓ کے چاند کا
مصرعہ تاریخ اسے قالبؔ ہے یہ — لوحِ سینہ نعتِ محبوبِ خدا

قایم جناب قایم الدین صاحب راغبی برہانپوری

اے جزاک اللہ اختر مرحبا — آپ نے کیسی دکھائی شانِ نعت
یاریں شعر سے پہلے قدم — ہاتھ میں اپنے ہے جب دامانِ نعت

جنت قلب بسمل چٹکی کلیاں گل گونہ / کس قدر شاداب ہے بستان نعت
لکھ دو اقم طبع کی تاریخ ختم / خوب ہے گنجینہ دیوان نعت
۱۳۵۲

کوثر جناب شیخ حسن صاحب کتب فروش تلمیذ حضرت صفا برہانپوری

چھپ گیا آپ کا دیوان جناب اختر / جس کے مشتاق تھے ہم دل تھا ہمارا بے چین
فکر تاریخ جو کی دل نے کہا یہ کوثر / لکھ دو بے ساختہ تم ذکر رسول کونین
۱۳۵۲ھ

گرامی جناب سید کمال الدین صاحب عرائض نویس برہانپوری تلمیذ

محترم منیر الدین احمد صاحب بیرسٹر اندور

پھولا ہے باغ وصف پیمبر / اچھے سے اچھا بہتر سے بہتر
تاریخ رنگیں لکھ دو گرامی / ہے نعت گلشن دیوان اختر
۱۳۵۲

گوہر فصیح البیان جناب گوہر خاں صاحب قانون گو راغبی برہانپوری

چھپا کیا نعتیہ دیوان اختر / ہے گویا نعت کا رنگیں گلستاں
کھلے ہیں پھول کیا باغِ سخن کے / تبسم ریز ہیں مدحت کی کلیاں
شفیع حشر کا ہے ذکر اس میں / یہ دیواں ہے کہ ہے بخشش کا ساماں
کہو یہ مصرعہ تاریخ گوہر / ہے بے حد بے بہا اختر کا دیواں
۱۳۵۲ھ

مقبول جناب منشی مخدوم بخش صاحب تلمیذ حضرت آفاق بنارسی

یہ چھپ کر جو نکلا ہے دیوان اختر / جسے دیکھو پڑھتا ہے ہاتھوں میں لیکر
ہوئی فکر تاریخ مقبول مجھ کو / ندا غیب سے آئی خورشید پیکر
۱۳۵۲ھ

ولہٗ

کھلائے ہیں اختر نے وہ گل نئے | فدا خلد کا جس پہ گلزار ہے
لکھو سال ہجری یہی مقبول اس کا | عروسِ چمن کیک رفتار ہے

مضطر جناب دلاور خاں صاحب ملنیری مشرقی خاندیس

جو دیکھا حضرتِ اختر کا دیوان | ہمیں حاصل ہوئی بے حد مسرت
نئی بندش نیا مضموں نئی بات | بہت مرغوب ہے رنگِ فصاحت
یہ کیا ہے حضرتِ راغب کا سب فیض | جو چمکا اس قدر دیوان مدحت
کھلائے نعت میں گلہائے رنگیں | ہے کیا رنگیں اختر کی طبیعت
قبول اس کو شہ کونین کریں | یہ توشہ خوب ہے بہرِ شفاعت

ردیفِ عشق کے لب پر ہے مضطر
یہ دیوان چارہ گر ہے در حقیقت

منظر جناب محمد حنیف صاحب راغبی برہانپوری

جزاک اللہ اے اختر خوش کلام | لکھی خوب نعت رسولِ زمن
لکھو منظر اس کا سنِ طبع تم | عجب ہے فروزاں بہارِ چمن

مشتاق جناب چودھری عبدالغفور صاحب راغبی برہانپوری

نعتیہ دیوان جو اختر نے لکھا | حشر میں بخشش کا یہ سامان ہے
حاسدِ دینِ محمد کے لئے | اس کا اک اک لفظ اک پیکان ہے
اور دیوانوں سے اس دیوان کی | ہے نئی بندش نرالی شان ہے

قلزمِ عرفاں ہے اس میں موجزن — اہلِ عرفاں کی یہ گویا جان ہے
لکھ دو مشتاق اسکا سالِ طبع تم — گلشن آرا خوب یہ دیوان ہے

ناظم جناب حکیم غلام مرتضٰی صاحب صفا وارثی تلمیذ حضرت راشد برہانپوری

اختر نے رہے نصیب ترتیب دیا — مجموعۂ نعتِ حبیبِ داور
تاریخِ اشاعت یہ قسم کر ناظم — آوازۂ احبابِ کلامِ اختر

ولہ

ہے اختر کا کلام آبدار — اس کا ہر اک شعر ہے سلکِ گہر
مصرعۂ تاریخ اسکے ناظم کہو — واہ کیا دیوان ہے یہ خوب تر

ولہ

ہے عجب یہ باغِ نعتِ مصطفٰے — غیرتِ فردوس ہے اسکی بہار
ہے یہی سال کی ناظم جو فکر — لکھ کلامِ اختر والا تبار

نیّر جناب قلندر علی صاحب مدرس اول منیر مصطفٰے آبادی

اسی باعث ہے یہ مقبولِ عالم — ہے بخشش کا کنول دیوانِ اختر
جزاک اللہ کیا مصرعہ ہے نیّر — چھپا اک بے بدل دیوانِ اختر

نسیم منشی عبد المجید صاحب راغبی برہانپوری

اخترِ خوش فہم نے لکھا عجب دیوانِ نعت — وہ یقیناً خرمنِ مدحت کے ہیں اک خوشہ چیں
ہو عیاں دیوان سے روشن خیالی کا ثبوت — اسکے اک اک شعر میں ہے تابشِ مہرِ مبیں
ہر حقیقت آشنا کو ہے گمانِ آسماں — کس قدر رفعت پہ پہونچی ہے غزل کی سرزمیں

نتیجۂ دیوان اک جذبات کی تصویر ہے
آئینہ حیرت کا ہو جائے اگر نقاش چیں

مصرعۂ تاریخ لکھو طبع دیوان کا نسیم
ہے ورِ جنت کلید باب فردوس بریں

نسیم نتیجہ فکر رسا جناب پیارے صاحب ابن مسیح محبوب صاحب جب طیبہ متعلم جماعت ہشتم حلیمیہ گارونیشن ہائی اسکول برہانپور شاگرد مولانا اختر رامپوری مدظلہ العالی

اسمیں ہے توصیف محبوب خدا
کیوں نہ ہو مرغوب یہ دیوان نعت

اس کا ہے ہر لفظ دلکش و لذیذ
ہے بہت محبوب یہ دیوان نعت

مصرعۂ تاریخ لکھ دو اے نسیم
بلبلیاں ہے خوب یہ دیوان نعت

وکیل طبعزاد جناب وکیل صاحب از ڈولی ضلع مشرقی خاندیس

نعت حضرت حسب حق ہے کیا
ہے سراپا یہ پُر ضیا دیوان

گل مضموں کی بات کیا کہنا
رشک گلزار بن گیا دیوان

کر لیا اس نے باغ خلد کی سیر
جس نے اختر کا پڑھ لیا دیوان

جس کا ہر شعر پُر فصاحت ہے
صاف ستھرا ہے بے خطا دیوان

نئی بندش نئے نئے مضموں
پیارا پیارا نیا نیا دیوان

ہر بشر کی زبان پر ہے یہی
خوب اختر نے یہ لکھا دیوان

اچھا مصرع لکھا پئے تاریخ
اب یہ اختر کا چھپ گیا دیوان

۲ ۵ ۳ ۱ ھ

ہادی منشی محمد حمید اللہ صاحب دہلوی شاگرد حضرت اثر بہاپوری

بہ رحمت خالق ہر دو عالم — چھپا نعتیہ بھائی اختر کا دیوان
چلی باد فطرت تخیل میں ایسی — چٹک کر کھلیں باغ مدحت کی کلیاں
رقم اس میں مدحت ہے حسن ازل کی — نہ کیوں کر ہو دیوان سے تابش تجلیاں
ہے دیوان میں وصف نور الٰہی — مناظر ہیں انوار کے اس میں پنہاں
مضامیں کی بندش ہے ایسی نرالی — سخن فہم ہیں دیکھ کر جس کو حیراں
شفیع الوریٰ کی ثنا کی ہے دل سے — یہ دیوان ہو محشر میں بخشش کا ساماں

لکھو یادا اس طرح تاریخ اس کی
ہے ہادی کامل کہ ماہ درخشاں

۱۳۵۲ھ

تمام شد